

UNIVERSAL
LIBRARY

OU-232772

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ يَوْمَ الدِّينِ

اما بعد جانا چاہیے کہ علم دین افضل جمیع امور دینی ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کرکے گئے آپ کے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی بزرگی میری تم میں سے ادنیٰ شخص کی اور حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جتنی مخلوقات زمین آسمان میں ہیں یہاں تک کہ چوٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں نہ عالم لگتے ہیں بہتری کی واسطے اس شخص کے جو علم دین سے لکھتا ہے روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی اور دارمی نے اور فرمایا جناب باری تعالیٰ نے اِنَّكَ اَيُّهَا خَشِيَ اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی اس کے بند و خدام اس کے ڈرتے ہیں ہی لوگ جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْحَكِيمُ وَلَوْلَا الْعِلْمُ قَامَتِ الْاَشْيَاءُ بِالْقِسْطِ یعنی گواہی دی کہ نہیں ہے کوئی۔ و دسوا اس کے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہے ساتھ صلہ اور انصاف کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے شروع کیا اور دوسری بار ملائکہ کا ذکر کیا اور تیسرے مرتبہ میں علم لکھا کہ اما امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وَلَكَيْفَ يَهْدِيَ الشَّرْفَا وَفَضْلًا وَجَلًّا كَمَا وَبَّكَ لَا يَهْدِي كَفَايَتِ هِيَ آيَةُ وَسَطِ شَرْعِ عِلْمِ اَوْ جَلَالِ اَوْ بَزْرُغِي اَوْ سَكِي کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِي يَرْفَعُ اَمْنَكُمْ وَالَّذِينَ اَوْفَوْا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ یعنی بلند کرے گا اللہ تعالیٰ درجے اور لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے اور ان لوگوں کے جو دینے گئے علم متفعل ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں در میان دو درجوں کے پانچ سو برس کی راہ ہے اور اس طرح آیات فضل اور بزرگی علم میں وارد ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء و اشراف میں انبیاء کے اور یہ بات معلوم ہے کہ کوئی ترتیب نہ ہوگا۔ ترتیب نبوت و رسالت سے نہیں ہے تو کوئی شرف بھی شرف و راشت نبوت سے بڑھے کہ نہ ہوگا اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ ان کیل علم بہتر مال سے علم تیری نگہبانی کرنا ہے اور مال کی تو محافظت کرتا ہے اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔

اور مال میں لگ کر خرچ کرے تو کم ہو جاوے گا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاوے گا اور کہا حضرت علیؑ نے کہ عالم بہتر ہے
صائم قائم عجا ہے یہ توفیقیت ہے مطلق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم علم فقہ سے زیادہ نہیں ہوا سکتا ہے کہ پہچاننا ہو
اسے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا اور علم حدیث اگرچہ اسکی اصل یہ لیکن یہ اس سے ماخوذ ہے اور اسکی اصل
اور ترجمہ ہے اور علم فقہ کی فضیلت میں فرمایا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے بہتر ہی کا تو اللہ کو
فقہ کہ دیتا ہے وہین بہتر روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور جامع ترمذی میں مذکور ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فَقِيْهُ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْغَنِيِّ عَالِمٌ يُّعْنِيْ اِيْكَ فَقِيْهًا شَدِيْهُ شَيْطَانٍ يُّنْهَىٰ عَنِ الْعِبَادَةِ سِوَاكَ اَوْ سَمَرًا يُّاْكُوْهُ
خَصْلَتَيْنِ يٰمَنْ كُنَّ نَبِيْنُ جَمْعٌ هُوَ بَيْنَ مَنَافِقٍ مِّنْ لِّكُلٍ اُجْحِيْ سِرِّتٍ يُّعْنِيْ نِيْكَ خَلْقٍ اَوْ رَدَّ سِرِّ فَقِيْهٍ هُوَ نَادِيْنُ مِّنْ رُّوَايَاتِ
کیا اوسکو ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے

بیان تصنیف اس کتاب اور وجہ احادیث اور ائمہ مسئلے کا

وجہ تصنیف اس کتاب کی یہ ہے کہ جب ہم سے رُطبت میں بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائیں سے
موافق جو حدیثیں شکوہ شریف وغیرہ سے دیکھ لیں اور پھر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو جو مقلد مذہب معین کے تھے اپنی خواہش
کی طرف ہٹانے لگے تو رفتہ رفتہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ اٹھا علیحدہ ہو گیا یہاں تک کہ خفیوں کی جماعت سے دور رہنے لگے
اور جن میں سجد و نمین کہ خفیوں کی بڑی بڑی جماعتیں ہوتی ہیں حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی ایک الگ مسجد خاص بنانے کے جمعا و عجا
کرنے لگے اور جو لوگ مقلد تھے اور انکو ہر مسئلے میں آگاہی اون ماحولیت سے جو اس سے متعلق ہیں نہیں تھی انکو سمجھنے لگے
کہ اس مسئلے میں کوئی تصدیق لیا نہیں اور جب ہم عمل کرتے ہیں اوس باب میں صریح حدیث دیکھو شکوہ یا ترمذی وغیرہ میں
موجود ہے اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق اعتراضات بجا کرنے لگے اور حال اہل عصر کا یہ تھا کہ انکے اکثر علمائے کبار جو
اون احادیث سے جو مذہب خفیہ میں لالہ ہیں آگاہی تھی اس وجہ سے نہایت شور و زنا عسلا فون میں واقع ہوا تا بس عاجز و بیچار
نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی کتاب قسم کی تالیف کرنا لازم ہے جس میں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث سے مذکور ہو سکے اور جو حدیث
لکھی جاوے جو صحیح ہو اور جو حدیثوں کو مقلدین مذہب خفیہ یا دیکھ لیں اون لوگوں کو الزام معقول ہے کہ سکھیں تو اس باب میں سنا
معلوم ہوا کہ کتاب شرح وقایہ جو اس میں مقبول اور درس میں داخل ہے ترجمہ کرے اور ہر مسئلے میں احادیث متعلق اوسکے ذکر کرے
بحرح لو تعدیل اور ضعف اور توثیق رواۃ بھی اوسکے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے توثیق ہو سکے

بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اوسکے

پہلا فائدہ اس کتاب میں یہ ہے کہ ہر مسئلے میں احادیث جو متعلق اوس مسئلے کی ہیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ حجت ہو سکے اوسکے
منکرین پر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس میں لکھی ہیں اکثر جافکے ضعف اور حجت سے بحث کی ہے اور حجت کو اکثر متعلق
پر اثبات کو پہنچایا ہے تاکہ منکرین کو جائے کلام باقی رہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں احادیث ہدایہ کی بھی
تخریج کر دی ہے تاکہ ہدایہ پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو جو تھا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسائل مختلف فیہ میں جو قول
مختار ہو اوسکو بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ عمل کرنے والے کو امینان ہو و پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

آخر تک دیکھو اسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب خفیہ سے مطلع ہو جائیگا چھٹا
فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب حجت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب خفیہ کے ساتھ ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
حجت ہر اون لوگوں پر جو طعن کرتے ہیں مذہب خفیہ پر آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو
جو عالم ہو کیونکہ فی الغور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہے اور جو شخص اردو عبارت
پڑھ سکتا ہے اسکو بھی نفع ہوگا نواں فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں انکی تفصیل کر دی ہے
تاکہ ناظر کو ملال نہ ہو دسواں فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت ان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے
تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور اتنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آئے کیا رہواں فائدہ یہ ہے کہ
جو مسئلے مشہور ہیں اور ان میں غیر مقلد بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ
بخوبی حجت ہو جائے اور ہر بار ہواں فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی تخویج کر دی ہے اور بے نشان
حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن کر سکے تیسرا ہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہے اسکو نہیں ذکر کیا اور اگر کہیں ذکر کیا
تو لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے حجتین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہیں مگر جب کہ لکھ دیا
کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب
علیٰ مشیئہ اقلیبتوا مقعدا من النار الخرجہ الستہ یعنی جو شخص جھوٹ بولے میرے اوپر قصد اتو جائیگا
بنالیدے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحیح ستہ والوں نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہے اور
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے
مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض اعطاء جو حدیثیں بے نشان بیان کرتے ہیں اور قطعے
طرح طرح کے جھوٹے نکتے ہیں مورد وعید شدید ہیں اواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں
اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا بے جانے جو جھوٹا
کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کے نہیں سمجھتا
اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس
شخص نے قرآن شریف میں عقل سے کہا اور اسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سے پہلے
اور آئیے اس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو آپ کے سامنے ہوا
اسکو حدیث ثمری کہتے ہیں اور حدیث شہم ہوتی ہے تواتر اور احوال تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو
کہ قتال کذب کا اوکی طرف عقل کے نزدیک محال ہو اور آحاد اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہند کثرت نہ ہو اور آحاد
میں قسم مشہور اور عزیز اور غریب مشہور ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو اسے اور

عزیز وہ ہے جسکو ہر زمانے میں دور اوچنے روایت کی ہو اور غریب وہ ہے جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی ہو
 سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور احتمال شک کا بالکل اہل ہوتا ہے
 اور احاد و ابیہ علم ظنی حاصل ہوتا ہے اور بعضی صورت میں جبکو معرفت حدیث حاصل ہے علم یقینی بھی اوسے حاصل ہوتا ہے
 اور احاد میں بعضی روایت مقبول ہے اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول ورنہ مردود ہے
 فائدہ متواتر حدیث بعضوں کے کہا ہے کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں کے کہا کہ ہے اور صحیح قول اول ہے کذا فی بعض الکتاب
 فائدہ جو احاد مقبول ہے اوسکی دو سوئیں ہیں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہیں جبکہ دیندار پرہیزگار خود اپنے
 والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہو اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح
 حدیث کے کئی درجے ہیں پہلا درجہ یہ کہ اتفاق کیا ہو اور سپر بخاری و مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں یہ حدیث موجود
 ہو کہ دوسرا درجہ یہ کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے
 وہ جو بخاری مسلم کی نظائر اور کئی طریقے پر ہو کہ پانچویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو کہ چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو کہ
 ساتویں وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے اماہون نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم
 کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب بنظر کرنے والے اور پرہیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں
 اور بعضوں کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے وصحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح
 اونے و تابعی سے و تابعی نے روایت کیا ہو سید طرح سب طبقوں میں شخص تصدق روایت کرتے چلے آئے ہوں اور بیرون
 حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہو لیکن اوسکے راویوں کا اور حفظ و
 وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں محبت میں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہے
 حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وضعف کی مشابہت یا
 حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی در میان ساقط ہو کہ یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے
 ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اسکا نام معلق ہے اور اگر انتہا سے ساقط ہو تو مثلاً نام صحابی کا نہ ہو تو ہو کہ اور
 تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مترسل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہے اور نہیں تو منقطع
 اور کبھی منقطع کو مترسل کہتے ہیں اور مترسل کو منقطع کہتے ہیں اور طعن کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو کہ تو اوس حدیث
 کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر بہت جھوٹ کی لگی ہو کہ تو اوسکو متروک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو
 وہ بہت ہو کہ ایسے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو کہ یا فسق یا بدعتی ہو کہ تو اوسکو منکر کہتے ہیں
 فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو کہ اور پھر ایمان پر آؤ
 انتقال کیا ہو کہ تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے تابعی کو دیکھا ہو کہ
 فائدہ یہ ضعف اور قوی سب ادیان میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ انکا
 کس طرح کا طعن ہے فائدہ ایک قسم حدیث کی مدس ہے یعنی وہ حدیث جس میں اوسے اپنے شیخ کو چسپایا ہو ورنہ اور اوسکا

نام نہ لیا ہو کسی صحت سے اور ایک قسم مضطرب ہو جس میں اوچونے اختلاف کیا ہو سند یا متن میں اور ایک قسم مُخرج
 جو میں اوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو وہ کو ایک قسم مُخفَع ہے یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا
 فائدہ اور شاؤاؤ کو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت مخد کو کو ان کے ہو کہ اور معلول اس حدیث کو کہتے ہیں
 جس میں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو حدیث میں قبح کرتی ہو پائی جائے اور متابع اس کو کہتے ہیں کہ ایک اوی نے
 ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور سیکو شاہد بھی کہتے ہیں اور مرفوع حدیث جو کلام رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم یا فعل آپ کا ہو کہ اور موقوف وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہو کہ اور وقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل
 ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو فائدہ اور ان تینوں کے سوا اور بھی قسمیں حدیث کی
 ہیں لیکن اس جا پر بوجہ مختصر کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتابیں چھ ہیں اور ان کو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری
 اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضوں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور
 موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح میں داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح بن جاس میں بھی ضعیف
 حدیث ان میں نہیں پائی جاتی اور باقی چاروں کتابوں میں سب قسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح ان کا
 نام ہوا سب سے پہلے اکثر حدیثیں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور
 ان میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً معاجم ثلثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور ستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ
 عبدالرزاق کا اور سند دارمی کی احوال ان سب کا تفصیل بستان المجتہدین میں مذکور ہے اور ہم جن پر صحاح ستہ والوں کا حال مختصر کچھ لکھ دیتے

احوال بخاری کا

نام و نسب ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہوتی وقامت ان کا میا نہ تھا ضعیف
 یعنی دُبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت میں دونوں آنکھیں جاتی رہیں تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت
 ملال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی
 اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہے سچ کو جب آنکھیں کھلے گی تو شیون اُن جہنم سے جس کے تھے مکتب میں جہان شد
 کو سنتے یا دکر لیتے اور اوی سن میں شغل حدیث کا اؤنکو تھا اور جب کہ تیرے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخاری میں سنا کہ وہ حدیث
 تھے اور داخل ان کا نام تھا بخاری نے اؤنکو پاس آدورفت شروع کی ایک روز داخل اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ
 یکایک اؤنکی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ ابْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اَبْرَاهِیْمَ کَوْسِیَوْتَ بخاری نے کہا کہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے
 نہیں سنا داخل رحمۃ اللہ علیہ نے اؤنکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اہل نسخہ میں پچھنا چاہیے سو داخل گھر میں گئے
 اوسل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا سینے تو غلط پڑھا اب سچ کیا ہی کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنْ ابْنِ الزُّبَیْرِ
 بَنِ عَدِیٍّ عَنْ اَبْرَاهِیْمَ یُروى داخل حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جس میں پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس ہوئے
 تمام کتابیں حدیث کی آپ کو یاد تھیں تادم بن اسماعیل ایک بزرگ بخاری کے زمانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری حدیث سنے
 اوستادوں کے پاس بلا دوات و قلم کے جلتے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ تم کو کیا فائدہ ہے اس سے کہ تم سنے ہو بھول چکا ہو

اسی طرح سب لوگوں نے اونکو کونا شروع کیا سولہویں دن بخاری نے کہا کہ منہ مجھے تنگ کیا اب جو منہ لکھا ہوا کو سننے
لاؤ اور میری یاد کو اس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں چند ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تبیں بخاری نے سب یاد پڑھنا
شروع کیا اور ایسا خوب یاد تھا کہ سینے اپنی حدیثوں کو اون سے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فائدہ
محنت کرنا ہوں تو ہم لوگوں نے اس سے جو جانا کہ شخص شہنی ہو سکی برابری کو فی فکر سیکھا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب
کہ ایک روز حق بن ابویہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا حدیث لوگ اس پر
عمل کرنے لگیں بخاری کے دل میں بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثیں ان کے پاس تھیں ان کا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح پائی اسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور جو عمل یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کر
کہ یا اے مجھے خطا نہ ہو آخر یہ طبع سولہ برس کامل محنت کر کے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر
کے کچھ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ میں کہ ایک گائون ہر دو فرسخ سفر قند سے قوت
نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال بدو سو چھ پین ہجری میں اونکو دفن کیا اور بائیسٹھ برس کی عمر آگئی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہوا روایت اونکی ابو الحسین اور لقب ابو عساکر الدین بن نیشاپور جو ایک شہر ہر خراسان میں ہا
کے رہنے والے ہیں ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین میں سے ہیں اونکی جلالت و رامات پر کو اپنی کلمی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہیں لکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہوا اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم لکھا ہے کہ حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین میں ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور انکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عنت کو میرے اوپر سنا کیا ہے جو ان
چاہتا ہوں ہوتا ہوں اور علم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں سبکی غیبت نہیں کی اور نہ سیکو مارا اور نہ سیکو برا کہا اور یہاں سے تھے
سال دو سو اور دو میں انویضوں نے کہا ہے کہ دو سو چار میں انویضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں انویضوں نے کہا کہ دو سو اسی کو اختیار
کیا ہے اور وفات اونکی کیشنبہ کو شام کے وقت اور دو شنبہ کے دن پچیسویں تاریخ کو جب میں سال دو سو اسی ٹھہرے میں دفن ہوئے
اور وفات اونکی اسی طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور آپ نے
گھر آگے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے سامنے اونکے ایک ٹوکرا لکھو رکھا رکھ دیا تھا آپ ایک
خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حدیث نہ ملی اور غصے تمام ہوا اور یہ اونکے تھا کہ سبب اللہ کو غفلت نہ لانا کہ صحیح بخاری

احوال ابو داؤد کا

نام انکا سیمان بن شعث بن احمق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہوا سجستان عرب ہرستان کا او
سیستان ایک ملک ہے سند اور ہرات کے کچھ متصل ہر قندھار کے اور وہ جاہل خلیفان نے کہا ہے کہ سجستان ایک قریہ ہر قریب
بصرے کے خطا ہے تو لدا و کا سند دو سو اور دو ہجری میں ہوا اور اکثر بلاد اسلام میں مانند مصر و شام اور حجاز و عرق
اور خراسان وغیرہ میں سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقویٰ اور صلاح میں ایک فرد کامل تھے

اور آپ ایک ہن کشادہ بکھتے تھے اور ایک تنگ گوشتی اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ دہن کشادہ واسطے کتابوں
 حبش کے ہواور دوسرے ہن کشادہ بکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہوائی اور موسیٰ بن ہارون کہ ایک بزرگانِ وقت میں سے تھے فرماتے کہ ابو داؤد دینا
 واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں اسطے جنت کے اور جہاں کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہواور کل حدیثیں اس کتاب میں چار
 اٹھ سو حدیثیں ہیں۔ التزم کیا ہواست کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسید واسطے یہ کتاب مجید صحیح کے سب کتابوں سے زیادہ
 اور وفات ابو داؤد کی سولہویں تاریخ میں شوال سے سل دو سو اور پچتر ہجری میں ہوئی اور بعد میں موفان ہو اور عمر آپ کی تتر سال ہوئی

احوال ترمذی کا

کنیت اگلی ابو عیسیٰ ہواور نام منصب محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن اھکاک سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہواور ترمذی
 شاگرد ہن بخاری کے اور مسلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہیں یوں طلب علم حدیث میں صرفت اور یکتا اب کی
 عمدہ تصانیف سے کئی فائدہ دین پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ مشتمل ہواور تریب اسکی خوب ہر دوسرے تکرار کر ہی تیسرے ہر مقام
 مذاہب ائمہ اور وجہ استدلال ہر ایک کی ذرا لیں ہیں جو تھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہی پانچویں ضعف اور ثقیف
 راویوں سے بھی فرض ہواور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہیں اور تروع اور زہا و خوف اور کما بید تھا خوف انکی سے برسوں روایک
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب افکی یہ کہ کہنے کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو وجہ حدیث
 لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہیں باقی تھی ترمذی نے اس وقت اونسے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جز نکال
 یکا یک ترمذی نے جو انکو تلاش کیا تو وہ شطے اور گرم ہو گئے تھے دو جز و سفید کاغذ ساہ کے کمال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ
 جواو کاغذ جاڑی غصے ہو کر نو کہ کیا تم مجھے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں میں نے ان جز و کو گرم کیا لیکن احادیث سب
 مجھے ان جز و کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور میں نے بھولے اور سب حدیثیں سنا ہیں
 شیخ نے کہا کہ اسکا مجھ کو یقین نہیں آتا سابق سے تم نے یاد کر لی ہوگی ترمذی نے کہا امتحان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب لکھ
 اوکو کیا سنا دین ترمذی نے ان حدیثوں کو پھر بعینہ یکجا بھی نہ بھولے اور سنا دیا اور ایسے ایسے امتحان افکے حافظے کے اکثر ہوا کہ اور کتر ہن چین
 اس جلس کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا کتاب کو طحا کھار کے سامنے پیش کیا سینے پسند کیا بعد اسکے علای عراق کے سامنے وہ بھی
 خوش ہوئے بعد اسکے سینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات اوکی ترمذی نے وشنے کی رات کو تالیسویں ربیع الثانی کو وستر اور نو ہجری میں

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہواور یہ نسبت جو وطن نسائے کہ نام ایک شہر کا ہوا
 حراسان میں رہا پہلے سو سال دو سو اور چودہ ہجری میں اور برسے بڑے شیخوں کو اور عالم کو حدیث کے بابا شافعی مذہب تھے اور
 ہمیشہ ایک وزر وزہ رکھتے اور ایک وزا و طار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار سو بیان حدیث ہر رات کو ایک کے پاس جاتے
 تھے اور نوڈیان بھی بہت تھیں اور پہلے ایک کتاب حدیث کی کوئی اور نام اسکا سنن کہری رکھا جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
 ایک کیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں سب صحیح ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح بھی ہیں جن میں سب قسم کی

[illegible]

جانا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب میں کوئی مہار اور برتری واجب کیا ہے اور بعض لوگ مستحسن تو ہوا وقت تک قانون قبول نہیں
اسی طور پر ہر کسی کو شخص عالم فن حدیث کا ہو یا چارون مذہب کے آخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اس کی آیات مضمونہ اور غیر مضمونہ
اور حلالی اور حلی میں بخوبی مطلع ہو کہ اور معرفت ضعیف حدیث اور صحت میں بہرہ نام ہو کہ کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث
اس کو مستحسن ہوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گزریں ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہو کہ اس کو تقلید مذہب
معیں کو مستحسن ہو اور جو شخص میں نیز رابطہ تحقیق نہیں تقلید کا جو آپا دیکھے حق میں ہو اور اس رائے میں ایسا شخص حلالی
مذکورہ کا جامع ہو کہ اکثر تماموں میں متحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود با مکان عقلی ہو اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں حقیقت
اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ** اور اس واسطے مفسرین نے اولی
الآخر منکر سے امر اللہ ورسول علیہم السلام میں داخل ہے نہ مجتہدین شرعیہ میں چنانچہ رضای میں ہے کہ اس کی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ

اسو جو سبب
مجنون بن گشت
عین اللہ غدا
اور دل کو کرا
کرا کر نہ چکر غدا
اور دل موندو
علی است اور
مجنون بنا دو
اے نیک صمد
دوست ہمارے
فیض

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہچا ہو درجہ اجتہاد کو ان تمام ایک مذہب میں کا مجتہدین میں سے ایک اور کمال شیعہ میں لکھنے
نویں روضۃ الطالبین میں اُمّا اوجہا کد المطلق فقالوا اختتم بالاجماع ولا دعبہ حقّی اوجہوا نقلیہ
واحد من ہوں کلام علیہ ائمہہ ونقل امام الحرمین لا اجتماع علیہ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن
میں لکھا ہی غیر المجتہد المطلق بلکہ تقلید مجتہدین ماکثر من المجتہدین المطلقین یعنی جو مجتہد
مطلق ہوا ہو سکوا لازم ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے تو تقلید کسی ائمہ اربعہ میں سے
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے یا سید علی کے
ہر جواب و سکا یہ ہے کہ باعث اسکا یا حصول درجہ اجتہاد ہو کہ جس کا قول صحیح ہو موافق احادیث کے یا ہر میں اوپر عمل کرتے ہیں اس صورت میں تقلید کی
کیا حاجت ہو اور اگر غیر حصول اجتہاد کے یا ہم تو مخالف حق اور باطل پر کیونکہ اتفاق کیا علمائے اہل بیت پر کہ نہیں جائز غیر مجتہد کو کہ اس کی تقلید
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کیا مالا علی قاری نے رسالے میں اپنے کہ تالیف کیا ہے اس کو فقال کے رد میں بلکہ
علیہ ان یحین مذہبا من الذہب اہب اقام مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع والاماکل
مالک و اقام مذہب ابی حنیفہ وغیرہم و لیس ان یتفعل من مذہب الشافعی ما یقواہ و من
مذہب ابی حنیفہ ما یرضاکہ لان الوجود نا ذلک لا یدی الی الخط و الخروج عن الضبط و
حاصلہ میں حجج الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی غیر الشیء و مذہب ابی حنیفہ
مثلا راحة ذلک الشیء بعینہ او عکس ذلک فهو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی
الحرام فلا یحقق الحلالۃ والحرمۃ و فی ذلک اعدام التکلیف و ابطال فائدہ و فاسیصل قاعدہ
و ذلک باطل انتہی ما ذکر کا بلکہ واجب ہے ہر اوپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع میں
یا مذہب مالک کی یا مذہب حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ کے کیونکہ
جواز میں اس کے کام مودی ہو گا مگر نہ جملہ اور نہ کچھ کے ضبط سے اور حال سکا نفی تکلیف ہے کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی
امر کے ہے اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلا اس کی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو ملت
و حرمت کا تحقق تو قریب جاتا رہا اور اسمیں صریح اعدام تکلیف ہے اور ابطال ہے اس کے فائدے کا اور اتصال ہے اس کی بنا کا
اور یہ باطل ہے اور کما صریح میں لا خیر فی ان یتکون حنفیّا فی بعض المسائل و شافعیّا فی بعض الآخر
نہیں تہریر کو مگر بعض مسائل میں ابو شافعی بعض میں ابو حنیفہ علم میں ہے فلو التزم احد مذہب کا ابی حنیفہ
و الشافعی فلیزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل یعنی جسے لازم ہے کہ ایک مذہب سے
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اس کے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کما
ابن عبد البر نے ان تتبع رخص المذہب غیر جائز بلکہ اجماع یعنی تلاش خصیوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہے بالاجماع اور
تفسیر ہی میں ہے ان الذہب مذہبا یحب علیہ ان یدوم علی مذہب الذہب و لا یتقل عنہ المذہب

الکثر ذک منہ سیک بالافتاق اور اکثر اولیاء اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے و تحمار میں ہر وقت اشعہ
 علی مذہبہ کثرتین من اولیاء الکرام معین انصف یثبات المجاہدۃ و رکض فی میدان المشاہدۃ
 کابن اہیہ بن اذہم و شقیق البلخی و معروف الککخی و ابی بن یزید البسطامی و فضیل بن عیاض و
 داؤد الطائی و ابی حامد اللقاف و خلف بن ابی یوسف عبد اللہ بن المبارک و کعب بن النجیح اح
 و ابی نیکل القزازی و غیر ہم آخر ک اور ایسی ہی ذکر کیا اکثر علماء نے اور کہا اہل شیعہ کمر عیسا مذہب امام ابو حنیفہ کا قدیم
 ہر اسی طرح آخر تک یہ گنا اور دیکھنے کی بات ہو کہ امام عظیم صاحب اتباع حدیث میں اور وقت زیادہ ہیں کہ حدیث میں رسول کو قبول
 کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں کہتے تو افسوس ہوا کہ لوگوں سے کہ باوجود مشاہدہ ان امور کے اور
 اس اعتبار سے ان لوگوں کو صاحب راستے سے شمار کرتے ہیں اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف
 احادیث اور آیات کے سمجھتے ہیں اور ان کے تابعداروں کو کہ عوام عظیم میں داخل ہیں گمراہ اور غلطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ جاندہ غلام
 ڈالنے سے اپنے ہی مونہ پر خاک پڑتی ہے چون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت یا ہودہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سنیہ
 باز نہ آویں گے اور بعض لوگ جو مصداق بیت یحییٰ مانتے آئندہ ابتغاء الفتنۃ ہیں باغوا می فسدین کے شاگرد ہیں
 محروم ہیں یزید بن ابی سفيان قال لا یؤمن باللہ و لا یؤمن بالقرآن و لا یؤمن بالرسول و لا یؤمن بالآیۃ و لا یؤمن بالحدیث
 یہ ہے کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں ہے اس قسم کا کالہ و کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن
 سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر خالص اس مسئلے میں کلام کرادو اور اس پر عمل کرو تو قول تمھارا لائق قبول ہوگا اور وہ جو مسئلہ قطع
 یا قرات میں پہنچے امام کے یا قاتین کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جسے فضل الہی سے اس کتاب تفصیل سے بیان کیا ہوا ہے
 تمامی مطاع کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہوگا حال انکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی بہت سے ایسے مسئلے ہیں جنکی دلیل ضعیف
 اور نہیں کلام میں ظاہر ہو گیا اور حدیث نہ تو انوں پر پکا اور کھانا نہیں ہوگا جس پر انکا نام نہ لیا گیا ہو و قصداً اور کوئی مذہب ایسا نہیں
 مسئلے میں اسکی اولویہ ہونے سے ہم کے مسائل ہوں میں ان سے قول ہو جو مخالف صحیح حدیث ہو و اگر کوئی دلیل سے ہوں تک نہ ہو و اللہ اعلم

جواب اول مطاع کا جنکو اکثر غیر مقلدین ان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو کہ جواب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی
 اور ناسخ و منسوخ کی ہو و اور معانی حدیث سمجھتا ہو و اور طریقہ استدلال جانتا ہو و تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہو و اور میں
 یہ شرط تحقیق نہیں ہو سکتی کہ احادیث پر دیکھ کر جائز نہیں تفسیر شرح تحریر میں ہو و لیکن للمعامنہ اخذ بظاہر الحدیث
 یحیٰ کو نہ مصر و قاع ظاہرہ او منسوخ قابل علیہ السجی علی الفقہاء لعدم الاہتداء فی معنیہ
 الی معرفۃ معنیہ الخبار و سقیہما و تاسیجہا و منسوخہا فاذا اعتمد کان تارکاً للواجب علیہ انتہی
 یعنی نہیں جائز ہر عامی کو نہ کہ اسے ظاہر حدیث کے سبب سے از موصوف ہو و اسکیکے ظاہر سے یا منسوخ ہو و اسکیکے بلکہ لازم
 عامی کے رجوع طرف فقہائے جہت ہستائے حق میں اسکی طرف صرف صحیح احادیث اور عقیم اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتقاد کر لیا

۴
 اور اگر کسی نے
 اس کے لئے
 جہاں میں جائز ہو
 اس کے لئے
 جہاں میں جائز ہو
 جہاں میں جائز ہو
 جہاں میں جائز ہو

۵

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہو اور کفار یا حاشیہ ہادیہ میں مسطور ہو عالمی اذ اسمع حدیث
لکھ لکھ کہ ان یاخذ بظاہرہ و یحیی ان یتکون مضر و فاعلم ظاہرہ او مستور و یحیی ان یتکون مضر و فاعلم ظاہرہ او مستور و یحیی ان یتکون مضر و فاعلم
اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور یہی کفریہ میں مرقوم ہیں ان المقتنی ینبغی ان یتکون مضر و فاعلم ظاہرہ او مستور و یحیی ان یتکون مضر و فاعلم
و یقتل علیہ فی البلد و فی الفتوی و اذ اکان المقتنی علی هذه الصفة فعلم العالمی تغلیفہ و انکار
المقتنی اخطا من ذلک و لا یستلزم یغنی ہکذا روى الحسن عن ابی حنیفہ و ابن مسعود عن محمد
قیس عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ منہی ہو اور شیخوں کہ لی جاتی ہے اوسے فقہ اور عماد کیا جاتا ہے اوپر شہر میں
میں فقہ کے اور جبکہ ہونے میں صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید اوسکی اگر چہ منہی ہے خطا کی ہو اوس مسئلے میں اور نہ اعتبار کر
ساتھ غیر اوس منہی کے ایسا ہی روایت کیا ہے سن ابو حنیفہ سے اور ابن سیرین نے امام محمد سے اور شہر نے امام ابو یوسف سے
اور سلم الثبوت میں ہر کلام کیا ہے تحقیق نے اور منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہے اتباع اون لوگوں کا کہ جلدی ہو اور شیخوں
نے اور باب باب کیا ہے او شیخوں نے پس مذہب کو منع کیا ہے او شیخوں نے اور منع کیا ہے او شیخوں نے اور اسی پر بنا کیا ہے ابن الصلاح نے منع کو
تقلید سے سوا چار امور کے کیونکہ یہ بات نہیں جانی گئی جو غیر میں ان چار کے اور اوس میں کلام ہے اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ
رسول کلام سمجھنا کچھ شکل نہیں ان معنی کے صحیح ہے کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہیں ہیں کہ بیان کیے سے سمجھ میں ہر خاص و عام کے
نہ اوین مثل مطالب منطق او علوم فلسفہ کے اور ان معنی کو غلط ہو کر اوستے غما میں کو غلط عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا
ہر عامی اور ان پر ہے کو آسان ہے بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور سہل ہوتے ہیں لیکن حقیقت اوسکی سوا او انہیں کے اور کو
نہیں کہلتے پس اگر ظاہر پر ایسے مضامین کے شخص ہونے تحقیق کے واقفوں سے باوجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کرے گا تو عجیب نہیں کہ
مواخذہ دار کو علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم ہر طرح سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات و نحین کا قول ہے بلکہ ہر طرح پر کہ یہ قول
اذا کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یاخذہ و اور موافق شریعت کے ہے تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ
منافاہ نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا افسم سے نہیں پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے ہووے اور ہر دوسرے کی عمل عامی کو
ظاہر حدیث پر منع ہووے اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے عمل کرنا احادیث پر ایسے کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے اور ابوشامہ سے جو منع تقلید میں بروی ہو تو بقدر صحت نقل کے وہ میں مستند ہوں
لوگوں کے ہے کہ جنہوں نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث میں اور ہم لوگ ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجزائے اور نواہی
جاتے ہیں اور مشرق الاوار میں جو خلاف حدیث کہنے سے منع کیا ہے بقدر تفق ہو جانا اوس بات کے کہ یہ مخالف ہے اوس حدیث کے
سودہ کچھ مخالف ہمارے نہیں ہے اور علی ہذا القیاس ہی مراد ہے ان قولوں سے اور شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے شرح سطر السعادت میں
لکھا ہے کہ مصلحت اور قرار و اعلیٰ کا آخر زمانے میں تعین اور تخصیص مذہب ہے کہ ضبط اور ربط کا ردین دنیا اسی میں ہے جسے سے مؤخر
جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہے اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کی طعن کرنا بے توہم و نہی اور تفرق کے اعمال اور احوال
میں ہو گا پس قرار و امتاخرین مختار ہے اور اوس میں خیر و اب کبھی مجتہد کے تابع کو نہیں ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاس ہے اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے علیہا کوا سن مانے میں سوامتہا

مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم جہاد کا حقیقت حکم کتابت سنت ہوا اور کلام صاحب شیعہ الغریز یعنی مولانا شامہ علیہ السلام
اس آیت کی تفسیر میں بکلی شیعہ مآلفیہا علیہا تاکہ کی منع میں اوس تعلیق کے کہ شکرین ہو کو مستابہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں اس تعلیق کے کہ فی تحقیق اطاعت خدا و رسول کی ہو اور کس طرح مولانا صاحب شیعہ کرتے تعلیق کے
حال ان خود بھی مقلد تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا اللہ اندا کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہیں جس کی حکمت
بحکم خدا فرض ہو مجتہدین شریعت اور شیوخ اہل سنت میں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہی عوام ہت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق شریعت ان کو میرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر لانکم لا تعلمون یسینی پوچھو لو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجہاد میں لکھا ہے کہ جان تو بہ شک و شک کے نہ میں ساتھ ان میں پہلے بے کے
مصلحت غلطیہ ہوا اور اعراض میں اوس سے بڑا سفید ہوا اور ہم بیان کرینگے اوس کو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سہرا دیکھو صحاح
کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اولے
اس صورت میں عدم اتباع مذہب چھوڑ کر جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد غنی نے
بیان کیا ہے شامہ صاحب طبرانی کی موطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف جو
اور حکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یعنی ہر اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح میں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کرچکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جاحد ملت حدیث کی کوئے ہیں اور قیاس اور
کوئے خارج ہیں ہوا اسطے نام انکا اہل الموطا ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر ترمذی میں جابجا دیکھو مسائل مذہب غنیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ ای جواب ظاہر اہل سنۃ کے کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت دراکر اور بارہ کی تنہا تھا
اوس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول انکا بلا تاویل فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل راگنہا شروع کیا
اور یہ نام و جہان نہیں ہو سکتا الا اوس صورت میں کہ مسائل انکے صرف راگ اور اختراع محض پر بنے ہوں حال انکو کوئی مسئلہ انکا
قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسکٹ کیا ہو اور کیونکہ اہل راگ یہ لوگ ہونگے حال انکو نہ نزدیک نہ دیرت ضعیف ہر
مقدم تراویح اولی تر ہر قیاس اور اجتہاد سے بخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث ہر سل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازرا تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی کلمہ خلاف اوکی شان کے کہا تو اوپر اعتبار کرنا و صورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت بجا
اور کوئی ایسا شخص جس کو فن میں کامل ہو نہ ہو نہیں گذر کہ کسی نے اوسکے کلام میں رد و قح نکلیا ہو اور اوکی شان میں کچھ کہا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گیارہین ہیں اور سیکو
اہل حق ہیں اوکی حمایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اوکی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کھنچا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو ہر کہنے کے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی بُرائی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازرا خطا کے غور و
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اوسے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بُرائی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں طعن جو چھایا جو چار مذہب

۱۵
مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم جہاد کا حقیقت حکم کتابت سنت ہوا اور کلام صاحب شیعہ الغریز یعنی مولانا شامہ علیہ السلام
اس آیت کی تفسیر میں بکلی شیعہ مآلفیہا علیہا تاکہ کی منع میں اوس تعلیق کے کہ شکرین ہو کو مستابہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں اس تعلیق کے کہ فی تحقیق اطاعت خدا و رسول کی ہو اور کس طرح مولانا صاحب شیعہ کرتے تعلیق کے
حال ان خود بھی مقلد تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا اللہ اندا کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہیں جس کی حکمت
بحکم خدا فرض ہو مجتہدین شریعت اور شیوخ اہل سنت میں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہی عوام ہت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق شریعت ان کو میرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر لانکم لا تعلمون یسینی پوچھو لو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجہاد میں لکھا ہے کہ جان تو بہ شک و شک کے نہ میں ساتھ ان میں پہلے بے کے
مصلحت غلطیہ ہوا اور اعراض میں اوس سے بڑا سفید ہوا اور ہم بیان کرینگے اوس کو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سہرا دیکھو صحاح
کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اولے
اس صورت میں عدم اتباع مذہب چھوڑ کر جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد غنی نے
بیان کیا ہے شامہ صاحب طبرانی کی موطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف جو
اور حکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یعنی ہر اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح میں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کرچکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جاحد ملت حدیث کی کوئے ہیں اور قیاس اور
کوئے خارج ہیں ہوا اسطے نام انکا اہل الموطا ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر ترمذی میں جابجا دیکھو مسائل مذہب غنیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ ای جواب ظاہر اہل سنۃ کے کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت دراکر اور بارہ کی تنہا تھا
اوس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول انکا بلا تاویل فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل راگنہا شروع کیا
اور یہ نام و جہان نہیں ہو سکتا الا اوس صورت میں کہ مسائل انکے صرف راگ اور اختراع محض پر بنے ہوں حال انکو کوئی مسئلہ انکا
قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسکٹ کیا ہو اور کیونکہ اہل راگ یہ لوگ ہونگے حال انکو نہ نزدیک نہ دیرت ضعیف ہر
مقدم تراویح اولی تر ہر قیاس اور اجتہاد سے بخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث ہر سل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازرا تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی کلمہ خلاف اوکی شان کے کہا تو اوپر اعتبار کرنا و صورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت بجا
اور کوئی ایسا شخص جس کو فن میں کامل ہو نہ ہو نہیں گذر کہ کسی نے اوسکے کلام میں رد و قح نکلیا ہو اور اوکی شان میں کچھ کہا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گیارہین ہیں اور سیکو
اہل حق ہیں اوکی حمایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اوکی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کھنچا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو ہر کہنے کے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی بُرائی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازرا خطا کے غور و
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اوسے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بُرائی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں طعن جو چھایا جو چار مذہب

۱۵

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہی بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کر کھنکھانے لگے اور جو قول کہ ان کے مخالف ہو اسکو باطل بنایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جواب الیہیں شروع
 میں چار میں ایک ن میں اجماع است بھی ہو اور لطاعت اہل اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان کے مخالف ہو باطل ہو چاروں کے مخالف ہو باطل ہو شاہد میں یہ وہما مخالف الکریمۃ
 الکریمۃ مخالف للاجماع وقد صحح فی التخریر ان الاجماع اعتقد علی عدم العمل بکتاب الہی مخالف
 الکریمۃ لا تضابط مذاہبہم وکشف ان کتابہم یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سوا وہ اجماع
 مخالف ہو اور تصریح کی کہ ان اماموں نے تحریر میں کہ تمام علماء کا اجماع ہوا ہی عمل کرنے پر اور نہ جب کہ جو مخالف ہو ان چار اماموں
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حاصل یہ کہ ان اماموں کے
 معتقدین ہوا و عظیم میں اہل میں اور سوا و عظیم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اسکا بیان گذر اور ہذا المرد میں مرقوم
 و فی زمانہ کاھذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ہذا المذہب الاربعة فی احکام المتفق علیہ علیہم
 و فی احکام المختلف فیہ ایضا قال المناوی فی شرح الجامع الصغیر لا یجوز للعوام تقلید غیر الاربعة الکریمۃ
 فی قضائہ ولا افتاء ہائے اس نے میں منصوص ہوئی ہو تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار
 کے سوا اور کسی تقلید جائز نہیں اور کما ماضی جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہوا اس نے میں تقلید کرنے میں سو ان چار
 اماموں کے نہ تو قضائے نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان اہل کے سوا اور کا حکم کرے اور فتی کو درست نہیں کہ
 برخلاف ان کے فتویٰ و اور تفسیر احمدی میں یہ قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربعة فلا یجوز
 الاتباع لمن حدت مجتہدا انھا لفاکھم یعنی بیشک اجماع ہوا ہو اس بات پر کہ اتباع سوا ان کے نہیں ہوگی کسی
 جائز نہیں ہو نہیں جائز ہے اتباع اور شخص کو جو یا جہد مخالف کے نکلے اور اسی کتاب میں یہ و الاضواء ان انحصار
 المذہب فی الاربعة و اتبعوا فضل الطبع وقبولہ عند اللہ تعالیٰ لا یحال فیہ ولا یجوز جہدا
 ولا کدالہ یعنی انصاف یہ ہو کہ منصوص ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع کا فضل الی ہو قبولیت اور اسکی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اس باب
 میں دلیل اور توجہ کو دخل نہیں طعن یا پوچھنا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث
 کو پاتے تھے اسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہوا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہوا ماصون اسکی تقلید پر ہمار
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس میں بھی موافق اس کے عمل کرنا صواب ہے کچھ حرج نہیں جو
 ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا اس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث
 جو غیر متبر ہو کبھی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا اور کی نسبت ہرگز نہ تھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
 مقبول سے سنتا تھا وجہ اعتبار کے اوپر عمل کرتا تھا برخلاف اس نے نے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
 جھوٹے ایجاد کر لیے ہیں اور یہ حدیث کے قسم کے ہونے لگے تو اس صحت میں ہر شخص کے کہہ کے موافق عمل کرنا ناجائز
 ہو لوگ کہ حال کیفیت در وقت اور امدادیت سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتا دیتے تھے اور لوگ انکی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس لئے کہ احکامات ہی اور بہت سے مطاعن جو بغیر تقلید بیان کرتے ہیں اور نکاحا
 بھی ان جوابات سے کمال آدھکا اور جب سہو طعنوں کا خیال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں، کیسے ہو گئے مسلمانوں کو لازم ہے
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیا است اور ہزاروں اولیاء المدح و ثناء کے چلتے رہے اور ان کی
 اور ایک ملک اس لئے کہ یہ ہر نام اپنا بقابلہ خفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف تقلیدین کے کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حنیفہ
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فیل کو ترک کیا ہی اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ جو حنیفہ
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کچھ اس کے مخالف نہیں اور تسمیہ انکا ان سب کے ساتھ بوجہ تقلید مذہب
 معین کے ہو رہتا ہی اہل حق محمدی ہیں حاجت انکی تفسیر کی کیا ہی اور وہ کہہ کر یہ اس لئے ہیں جو معروف کتابیں شہرہ اور
 پاکین میں مثل شکوہ شریف غینہ کے ان میں اپنے مذہب کے موافق اصول کمال کے عوام قلم ہیں بیان کرتے ہیں کہ تسمیہ میں جہتیں صحیح کتابوں
 منحصر ہیں اور یہ کہ سال سے مخالفانِ حادیث کے یہ قول قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بڑے قول ابو حنیفہ اختیار کرتے ہو اور یہ ہیں کہ یہ
 کتابیں جی حدیث کی ہیں نہ جو کتابیں نہ تھی مگر کیا اور ہزاروں جہتیں صحیح بخاری و مسلم کی شہرہ پر ان کتابوں میں جو جہتیں

فصل چہ مطالعات کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اونسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طریقہ سے
 امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شخص سے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب میں حرفِ صادر سے جو قلم حل سے لکھا
 مراد کتاب اصل شرح و قایہ ہے اور حرفِ فاسے زیادت اور جوا حادیثین کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے
 مراد ہیں اور جہاں طلق امام ہے مراد امام ابو حنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور
 امام احمد رحمہم مراد ہیں اور لفظ متعین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جماعت سے چاروں علما
 باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و انسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اصلی تصنیف تالیف اس کتاب سے
 فائدہ خلق اللہ کی سید کار د اور کسی کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج تیر
 ایزد منان محمد وحید الزمان و لد مولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی خفی مؤلف اسکا اور صاحبوں کی خدمت
 میں جس اس کتاب کے مطالعے سے سرور اور حظوظ ہوں عرض ساہو کہ جس جگہ پر از را خطا انسانی کے کوئی قسم کی
 لغزش تھیں تو پردہ عفو سے چھاپوں اور مجھ کو گوار اور میر والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور عامۃ المسلمین کے واسطے دعا
 خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوة و سلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے نام پر اور وہ درود بھیجے
 مجھ پر تو وہ بزرگ خیال ہوا و حقیقت میں بڑے فسوس کی بات ہے کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہے اس کے ذکر کے وقت مدح و
 ثناء میں اسکی مشغول ہوتا ہی اور جب محبوبہ شافع روز جزا پہنچے حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے
 اور بھر لوگ محروم تو اب صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ذکر آئے اوپر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا گونا گونا گور جانین اور تابعین کو اور علم کو سیکھ کر رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا کریں اور قبل شروع اس کتاب کے
 باادب بیٹھ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور الحمد ایک بار پڑھیں اور ثواب و سکنا
 تمام صحابہ اور علماء اہل بیت کو پونہجاوین بعد اس کے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور یہ
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں وہ سب خالصانہ کیواسطے اور اسکی ضمانندی کے لیے اور عمل
 کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض نیا اور تحصیل مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دیگا اور توفیق عمل کی عطا فرماوے گا اللھم و قو لنا یا خیر و اجعل حوائجنا مؤدنا یا خیر اللھم بیس

عَلَيْكَ أَمِّهِتَاتِ الْعِلْمِ وَأَعْطِنَا عِلْمًا نَأْفَعًا وَفَهْمًا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا

مُسْتَعَاوَةً لَا مَقَرَّ بَا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ آمِينَ يَا رَبِّ

الْعَالَمِينَ بِتَمَّتْ مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَبَيْنَلَهُمَا

كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

وَالْإِسْلَامَ

فقط

صفحہ		۲		فہرست نور الہامیہ ترجمہ اردو شرح وقایہ	
۲۰		۲۶		۳۵	
۲۱		۵۰		۵۱	
۵۶		۵۸		۶۶	
۷۰		۷۵		۷۷	
۷۹				۸۰	
۲۰		۲۶		۳۵	
۲۱		۵۰		۵۱	
۵۶		۵۸		۶۶	
۷۰		۷۵		۷۷	
۷۹				۸۰	
۲۰		۲۶		۳۵	
۲۱		۵۰		۵۱	
۵۶		۵۸		۶۶	
۷۰		۷۵		۷۷	
۷۹				۸۰	

۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸
۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶
۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴
۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸
۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶
۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴
۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲
۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸
۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶
۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴
۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲
۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰
۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸
۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶
۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴
۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲
۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰
۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸
۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶
۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴
۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲
۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰

۱۷۷	تالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۸۲	عاشرے کے بیان میں	۱۸۳	بیکاز کے بیان میں	۱۸۵	زکوٰۃ و خراج کے بیان میں
۱۷۸	مصارف و زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۰	مصدقہ فطر کے بیان میں				

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجزء الأول كتاب الطهارة

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی ایمان کو واجب کفر سے ہر طرف نماز کے پسں ہولو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کھینچ کر اپنے سر کا اور دھو پائون کو ٹخنوں تک فرض وضو میں چاہیں چیزیں ہیں پہلے دھونا منہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور سرس الاکم کے نزدیک اگر درمیان کان اور زحار کے ترکے اور پانی نہ ہاے کافی تو جیسا کہ گناہوں کو لے کر وضو کرے والا اگر ترکے سب اعضا وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہو گیا علمائے مغربی اس کے یوں بیان کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پی در پی نہ ہوں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کھینچ سمیت تیسرے دھونا دونوں پیروں کا ٹخنوں سمیت اور امان زخم کے نزدیک کھینچنا اور ٹخنے دھونا فرض نہیں اور ٹخنہ روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ بڑی ہی جو جہ قدم میں ہی نزدیک گوشے جوتی کے لیکر صحیح یہ کہ وہ بڑی اونچی ہو جس پر نہلی کی بڑی تھم ہوئی ہو جس کے سطح کراچو تھائی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی ابو ابو داؤد اور بخاری نے مغیرہ بنیہ شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور پیشانی پانی کے اور اوپر علمائے امروز و آن اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہو اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نے ان سے کہ کیا دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر پر عمامہ تھا پس لا ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی تھقی نے عمامے اور شافعی نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان غنی سے مروی ہو روایت کیا اسکو سعد بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے کہ اگر کف کیا اور وضو نہ کیا مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے اسکا مسح

[illegible]

صحت کہ نہیں پونچھنا یہ عضو استنجاء کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال بھی مسح کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہو اور مسح چوتھائی ڈھری کا امام عظمیٰ صاحب کے نزدیک فرض ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام دائرہ ہی کا مسح فرض ہو اور شہرورایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری کا مسح فرض ہو اور وہی صحیح اور مختار ہو اور مسح کہتے ہیں تر ماتھ کو اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھنا یا پانی سے نیا برتن سے سے یا جو تری ہضم کے دھوکے سے باقی ہو اس سے مسح کرے اور جو تری ماتھ میں بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی ہے یا ماتھ کو ہضم خسولہ یا سو سے نہ کر لیا اور اس سے مسح کرے جائز ہو گا اور ایسا ہی مسح کے مسح میں اور اگر بعد مسح کے سر نہ واوین نہ باز مسح کرنا لازم نہ ہو گا یا وضو کیا اور پھر ناخن کو ٹالے تو تنی جگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چودہ ہیں پہلے دھونا ماتھ کا بند دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم میں سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ماتھ بائیں جب تک اسکو تین بار نہ دھوے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کمان یا ماتھ اسکا اپنی بال جگہ یا بال جگہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور یہ دھونا بعض شایخ کے نزدیک قبل استنجاء کے ہو اور بعض کے نزدیک بعد استنجاء کے اور بعض کے نزدیک قبل استنجاء کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ف** و مختار میں ہیکو اختیار کیا ہو کہ قبل استنجاء کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ص** اور دھونے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ماتھ میں لیکر دھونا ماتھ دھوے اور پھر دائیں میں لیکر بائیں ماتھ کو دھوے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھا ہو اسکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالے دھوے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن ہو تو بائیں ماتھ کی کوٹھکری ملا کے اوتھیں ڈالے اور سنبھلی داخل کرے اور بائیں نکالے دائیں ماتھ پر ڈالے اور اوٹھکیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اس کے دائیں ماتھ کو اچھی طرح ڈالے پانی نکالے اور اس حدیث میں جو ماتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہی وجہ ہے کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن ہو تو منع یہ ہے کہ خوب بالنگے کے ساتھ ماتھ ڈالے پانی کو نکالے یہ سب وتر میں جب ہیں کہ اس کے ماتھوں میں نجاست اور اگر نجاست ہو تو ماتھوں کو دھونا نجاست بغیر اس بات کہ بائیں جنس ہو ضرور ہو ورنہ شریعت میں نہ ہو کہ اسکا نام لینا **ف** **بسم اللہ العظیم یا ارحم الراحمین علیٰ دین الاسلام** کہ ایسا ہی ہو ورنہ برتن کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ساتھ امام اسحاق کے کہ نہ خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام وضو اس کے کا روایت کیا جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام وضو اس کے کا روایت کیا اسکو دقطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو الشیخ نے اور روایت کیا اسکو بھیقی نے اور دقطنی نے عبداللہ بن عوف سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو اور سہرازی نے القاب میں مانند اس کے ابن مسعود سے کہ زباج کر کے اور اوکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور ہر روایت کیا اسکو تری اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے ماہز اس کے اور امام اس سے یہ ہے کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہر ایسے کو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے خبیث صحابہ **ص** تیسرے مسئلہ کا کہنا **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہو تا میری ہمت پر البتہ

مسح کرنا واجب ہے اگر ایک بال یا دو بال بھی مسح کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہو اور مسح چوتھائی ڈھری کا امام عظمیٰ صاحب کے نزدیک فرض ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام دائرہ ہی کا مسح فرض ہو اور شہرورایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری کا مسح فرض ہو اور وہی صحیح اور مختار ہو اور مسح کہتے ہیں تر ماتھ کو اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھنا یا پانی سے نیا برتن سے سے یا جو تری ہضم کے دھوکے سے باقی ہو اس سے مسح کرے اور جو تری ماتھ میں بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی ہے یا ماتھ کو ہضم خسولہ یا سو سے نہ کر لیا اور اس سے مسح کرے جائز ہو گا اور ایسا ہی مسح کے مسح میں اور اگر بعد مسح کے سر نہ واوین نہ باز مسح کرنا لازم نہ ہو گا یا وضو کیا اور پھر ناخن کو ٹالے تو تنی جگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چودہ ہیں پہلے دھونا ماتھ کا بند دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم میں سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ماتھ بائیں جب تک اسکو تین بار نہ دھوے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کمان یا ماتھ اسکا اپنی بال جگہ یا بال جگہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور یہ دھونا بعض شایخ کے نزدیک قبل استنجاء کے ہو اور بعض کے نزدیک بعد استنجاء کے اور بعض کے نزدیک قبل استنجاء کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ف** و مختار میں ہیکو اختیار کیا ہو کہ قبل استنجاء کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ص** اور دھونے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ماتھ میں لیکر دھونا ماتھ دھوے اور پھر دائیں میں لیکر بائیں ماتھ کو دھوے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھا ہو اسکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالے دھوے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن ہو تو بائیں ماتھ کی کوٹھکری ملا کے اوتھیں ڈالے اور سنبھلی داخل کرے اور بائیں نکالے دائیں ماتھ پر ڈالے اور اوٹھکیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اس کے دائیں ماتھ کو اچھی طرح ڈالے پانی نکالے اور اس حدیث میں جو ماتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہی وجہ ہے کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن ہو تو منع یہ ہے کہ خوب بالنگے کے ساتھ ماتھ ڈالے پانی کو نکالے یہ سب وتر میں جب ہیں کہ اس کے ماتھوں میں نجاست اور اگر نجاست ہو تو ماتھوں کو دھونا نجاست بغیر اس بات کہ بائیں جنس ہو ضرور ہو ورنہ شریعت میں نہ ہو کہ اسکا نام لینا **ف** **بسم اللہ العظیم یا ارحم الراحمین علیٰ دین الاسلام** کہ ایسا ہی ہو ورنہ برتن کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ساتھ امام اسحاق کے کہ نہ خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام وضو اس کے کا روایت کیا جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا بال ہو ویکام تمام وضو اس کے کا روایت کیا اسکو دقطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو الشیخ نے اور روایت کیا اسکو بھیقی نے اور دقطنی نے عبداللہ بن عوف سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو اور سہرازی نے القاب میں مانند اس کے ابن مسعود سے کہ زباج کر کے اور اوکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور ہر روایت کیا اسکو تری اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے ماہز اس کے اور امام اس سے یہ ہے کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہر ایسے کو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے خبیث صحابہ **ص** تیسرے مسئلہ کا کہنا **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہو تا میری ہمت پر البتہ

صحت کو نہیں پونچھنا یعنی شستن الکرہی میں ہر **ص** مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال بادوبال کا بھی مسح کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈھکی کا امام عظیم صاحب کے نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام داہمی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری کا مسح فرض ہے اور یہ بھی صحیح اور مختار ہے اور مسح کہتے ہیں تر مائع کو اور اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھا یا پانی سے نیا پانی برتن سے لے یا جو تری اعضا کے دھوئے باقی ہو اس پر مسح کرے اور جو تری مائع میں بعد مسح کرے کسی عضو کے باقی رہے یا مائع کو اعضا مضمولہ یا مسوئے کر لیا اور اس پر مسح کرے جائز ہوگا اور ایسا ہی مسوئے مسح میں اور اگر بعد مسح کے سر نہ دواویر نہ باز مسح کرنا لازم نہ ہو کیا وضو کیا اور پھر بخون کٹوئے اتنی جگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چوہہ دین چاہئے دھونا مائع کا بندہ دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تو مسح کرے کوئی تو نہ ڈالے اپنا مائع باقی جب تک اسکو تین بار نہ دھوئے اسواستے کہ وہ نہیں جانتا کہ کمان یا مائع اسکا یعنی بال جگہ یا بال جگہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجہ کے ہے اور بعضوں کے نزدیک بعد استنجہ کے اور بعضوں کے نزدیک قبل استنجہ کے بھی دھوئے اور بعد اسکے بھی دھوئے **ف** در مختار میں اسکی اختیار کیا ہے کہ قبل استنجہ کے بھی دھوئے اور بعد اسکے بھی دھوئے **ص** اور دھوئے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ہاتھ میں لیکر دھونا مائع دھوئے اور پھر دھونے میں لیکر بائیں ہاتھ کو دھوئے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اٹھا نہ ہو اسکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھوئے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں ملا کر اوپر ڈالے اور پانی نکال کے دھونے مائع پر ڈالے اور اوٹھکیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اسکے دھونے مائع کو اچھی طرح ڈال کے پانی نکالے اور اس حدیث میں مسح مائع ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے جب کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو مسح برتن کو خوب ہلانے کے ساتھ مائع ڈال کے پانی کو نکالے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اسکے مائع میں سجا اور اگر نجاست ہو تو مائع کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نہیں ہو ضرور جو شروع میں دھونے کے اسکا نام لینا **ف** **بسم اللہ العظیم یا ارحم الراحمین** علیٰ دین اوسلما کہ اسکا ایسا ہی در مختار میں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اول جو میں ذکر خدا کا کیا یا کہ ہو یا کجا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا یا کہ ہو یا کجا تمام وضو اسکے کا روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو شیح نے اور روایت کیا اسکو یحییٰ نے اور داؤد قطنی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو اور سیرازی نے القاب میں مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور ہر روایت کیا اسکو تری اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور داریم نے مانند اسکے اور مراد اس سے یہ ہے کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے حدیث صحابہ سے **ص** **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے اور فرمایا جیسے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

مسح کرنا واجب ہے ہر صحت کو نہیں پونچھنا یعنی شستن الکرہی میں ہر مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال بادوبال کا بھی مسح کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈھکی کا امام عظیم صاحب کے نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام داہمی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری کا مسح فرض ہے اور یہ بھی صحیح اور مختار ہے اور مسح کہتے ہیں تر مائع کو اور اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھا یا پانی سے نیا پانی برتن سے لے یا جو تری اعضا کے دھوئے باقی ہو اس پر مسح کرے اور جو تری مائع میں بعد مسح کرے کسی عضو کے باقی رہے یا مائع کو اعضا مضمولہ یا مسوئے کر لیا اور اس پر مسح کرے جائز ہوگا اور ایسا ہی مسوئے مسح میں اور اگر بعد مسح کے سر نہ دواویر نہ باز مسح کرنا لازم نہ ہو کیا وضو کیا اور پھر بخون کٹوئے اتنی جگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چوہہ دین چاہئے دھونا مائع کا بندہ دست تک کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تو مسح کرے کوئی تو نہ ڈالے اپنا مائع باقی جب تک اسکو تین بار نہ دھوئے اسواستے کہ وہ نہیں جانتا کہ کمان یا مائع اسکا یعنی بال جگہ یا بال جگہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجہ کے ہے اور بعضوں کے نزدیک بعد استنجہ کے اور بعضوں کے نزدیک قبل استنجہ کے بھی دھوئے اور بعد اسکے بھی دھوئے در مختار میں اسکی اختیار کیا ہے کہ قبل استنجہ کے بھی دھوئے اور بعد اسکے بھی دھوئے اور دھوئے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ہاتھ میں لیکر دھونا مائع دھوئے اور پھر دھونے میں لیکر بائیں ہاتھ کو دھوئے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اٹھا نہ ہو اسکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھوئے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں ملا کر اوپر ڈالے اور پانی نکال کے دھونے مائع پر ڈالے اور اوٹھکیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اسکے دھونے مائع کو اچھی طرح ڈال کے پانی نکالے اور اس حدیث میں مسح مائع ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے جب کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو مسح برتن کو خوب ہلانے کے ساتھ مائع ڈال کے پانی کو نکالے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اسکے مائع میں سجا اور اگر نجاست ہو تو مائع کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نہیں ہو ضرور جو شروع میں دھونے کے اسکا نام لینا بسم اللہ العظیم یا ارحم الراحمین علیٰ دین اوسلما کہ اسکا ایسا ہی در مختار میں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اول جو میں ذکر خدا کا کیا یا کہ ہو یا کجا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا یا کہ ہو یا کجا تمام وضو اسکے کا روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو شیح نے اور روایت کیا اسکو یحییٰ نے اور داؤد قطنی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو اور سیرازی نے القاب میں مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور ہر روایت کیا اسکو تری اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور داریم نے مانند اسکے اور مراد اس سے یہ ہے کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے حدیث صحابہ سے

علم کرتا میں اُنکو ساتھ مساک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو سنائی اور میں نے خیر میرے اور کہا حکم کے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اُنکو بخاری سے بغیر اسناد کے اور جسے وہاں نہ ملتا وہ بھی سے دانتوں کو طے اور یہ حدیث میں ثابت کہ فی الہدایۃ **ص** چوتھے تین بار کلی کرنا پانچویں تین بار ناک میں بانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا بانی اور پھر ناک میں ڈالنے کے واسطے تین بار سے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک میں بانی ڈالے ایک چلو سے پھر سطح پھر سطح تین بار **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور سنائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے وضو کیا سو چھ دو دنوں کے بعد یہاں تک کہ صاف کیا اُنکو پھر کلی کی تین بار اور ناک میں بانی ڈالنا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے علیہ السلام کے واسطے کہ داخل ہوا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور آپ وضو کرتے تھے اور بانی ہوتا تھا منوختہ اور دائرہ اندکی سے پس دیکھا میں نے اُنکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک میں بانی ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب میں ہائیس صحابیوں کی روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن مسعود کے روایت کیا اسنے بخاری سلم ابو داؤد سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اسنے بخاری سلم اور غیر روایت کیا اسنے بخاری سلم اور حضرت علی روایت کیا اسنے ابو داؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور ابوالکاسم اشعری روایت کیا اسنے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابی یوسف نے اور ابوبکر روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اسنے احمد اور ابویعلیٰ نے اور دلائل بن حجر روایت کیا اسنے ترمذی نے اور ترمذی بن زید روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابوالکاسم اشعری روایت کیا اسنے احمد نے اور ابوالکامل اور ربیع بن جابر روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور عائشہ روایت کیا اسنے ابی نعیم نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اسنے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور باقی صحابہ کا نام تفصیل سے فقہ پر میں **ص** چھ دائرہ کا خلل کرنا **ف** اس طرح پر کہ اُنکے یوں کو نیچے دائرہ کی کو کے باہر نکالے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خلل کرتے تھے اپنی دائرہ کی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور صحیح کیا اُنکو ابان خیرہ اور ابن جہان نے اور روایت کیا اُنکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمان کی کہ اسنے کہ یہ صحیح ہے سب صحابہ کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد میں اسکی اسرائیل ہو اور وہ قوی نہیں اور ایک قلم میں کہا ہو کہ عام بن شقیق بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ اسرائیل بن ابی لیس کا حجت پڑی ہے اس سے بخاری سلم نے اور باقی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اسکو اسنے کہا ابو حاتم نے کہ ثقہ ہے صحابی اسحق سے اور ثوبان کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے نقل بھی بن معین اور احمد بن حنبل کے اور احمد بن حنبل نے کہ خط اور یاد اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہو کہ روایت میں اسرائیل کی اسرائیل سے انھوں نے اسحق سے اس میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنائی اور یہ حدیث ثقہ اسکے میں ہے کہ روایت میں بن معین بن حبان اور عامر بن شقیق کا کہا سنائی نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اسنے اور روایت کی اس سے چاروں عالموں نے اور بھی ابن معین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اُنکو اور بخاری سلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا اسنے واسطے اور بھی ابن معین کی حدیث اسنے اور عائشہ سے چھرائی اسکی روایت میں فضل بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کہلا اور خلل کیا اپنی دائرہ کی کا اور روایت کی ابو داؤد نے اس سے کہ جسے حضرت وضو کرتے

صحیح ہے اور روایت کیا اُنکو بخاری سے بغیر اسناد کے اور جسے وہاں نہ ملتا وہ بھی سے دانتوں کو طے اور یہ حدیث میں ثابت کہ فی الہدایۃ ص چوتھے تین بار کلی کرنا پانچویں تین بار ناک میں بانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا بانی اور پھر ناک میں ڈالنے کے واسطے تین بار سے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک میں بانی ڈالے ایک چلو سے پھر سطح پھر سطح تین بار ف دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور سنائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے وضو کیا سو چھ دو دنوں کے بعد یہاں تک کہ صاف کیا اُنکو پھر کلی کی تین بار اور ناک میں بانی ڈالنا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے علیہ السلام کے واسطے کہ داخل ہوا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور آپ وضو کرتے تھے اور بانی ہوتا تھا منوختہ اور دائرہ اندکی سے پس دیکھا میں نے اُنکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک میں بانی ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب میں ہائیس صحابیوں کی روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن مسعود کے روایت کیا اسنے بخاری سلم ابو داؤد سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اسنے بخاری سلم اور غیر روایت کیا اسنے بخاری سلم اور حضرت علی روایت کیا اسنے ابو داؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور ابوالکاسم اشعری روایت کیا اسنے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابی یوسف نے اور ابوبکر روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اسنے احمد اور ابویعلیٰ نے اور دلائل بن حجر روایت کیا اسنے ترمذی نے اور ترمذی بن زید روایت کیا اسنے بخاری سلم نے اور ابوالکاسم اشعری روایت کیا اسنے احمد نے اور ابوالکامل اور ربیع بن جابر روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور عائشہ روایت کیا اسنے ابی نعیم نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اسنے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اسنے ابو داؤد نے اور باقی صحابہ کا نام تفصیل سے فقہ پر میں ص چھ دائرہ کا خلل کرنا ف اس طرح پر کہ اُنکے یوں کو نیچے دائرہ کی کو کے باہر نکالے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خلل کرتے تھے اپنی دائرہ کی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور صحیح کیا اُنکو ابان خیرہ اور ابن جہان نے اور روایت کیا اُنکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمان کی کہ اسنے کہ یہ صحیح ہے سب صحابہ کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد میں اسکی اسرائیل ہو اور وہ قوی نہیں اور ایک قلم میں کہا ہو کہ عام بن شقیق بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ اسرائیل بن ابی لیس کا حجت پڑی ہے اس سے بخاری سلم نے اور باقی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اسکو اسنے کہا ابو حاتم نے کہ ثقہ ہے صحابی اسحق سے اور ثوبان کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے نقل بھی بن معین اور احمد بن حنبل کے اور احمد بن حنبل نے کہ خط اور یاد اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہو کہ روایت میں اسرائیل کی اسرائیل سے انھوں نے اسحق سے اس میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنائی اور یہ حدیث ثقہ اسکے میں ہے کہ روایت میں بن معین بن حبان اور عامر بن شقیق کا کہا سنائی نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اسنے اور روایت کی اس سے چاروں عالموں نے اور بھی ابن معین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اُنکو اور بخاری سلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا اسنے واسطے اور بھی ابن معین کی حدیث اسنے اور عائشہ سے چھرائی اسکی روایت میں فضل بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کہلا اور خلل کیا اپنی دائرہ کی کا اور روایت کی ابو داؤد نے اس سے کہ جسے حضرت وضو کرتے

لینے تھے کہ کہ پانی اور لاتے تھے او سکونچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلائی کرتے تھے دارحی اپنی کا اور فراتے تھے ایسی حکم کیا مہجوں نے اور اس حدیث کو روایت کیا حکم نے بھی جیسا کہ آگے آگیا اور ابن خرم نے اس پر اعتراض کیا کہ سنائیں اسکے ولید بیٹا زوان کا مہول ہو اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یعلیل ضعیف ہو کیونکہ روایت کیا اس لید سے جعفر بن اور حجاج بن منہال اور جنت لکھونے اور کسی طرح کی حج اور میں علوم نہیں ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحییٰ نے کتاب علی حدیث زہری میں کہا انھوں نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ الصَّغَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ فَنَحَلَهَا بِأَصَابِعِهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا أَمْرٌ فِي رِجْلَيْ عَزَّ وَجَلَّ کہا ابن القیم نے شرح میں بودا وین ہذا السناد صحیح یعنی یہ صحیح ہو اور روایت کیا طبرانی نے معجم میں انس سے اس حدیث کو روایت ابی حفص عیسیٰ انھوں نے ثابت انھوں نے انس سے اور ابو حفص ثقفا او سکواحمہ نے اور توشیح کی او کی بھی بن عیین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہے اور زیادہ ہے ثقہ سے اور تین طریقے اس حدیث کے کچھ ہیں و تین طریقے اس حدیث کے ضعیف ہیں پہلا طریقہ جو روایت ہے سنن ابن ماجہ میں حضرت انسؓ کہتے تھے کہ جب وضو کرتے تو خال کرتے اپنی داڑھی اور کھولتے تھے لوگ لکھونے اپنی کود و بار تو اسلین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کر دی گئی یہ حدیث اس کی اور کہا انس نے کہ یہ زید رقاشی متروک ہو و دوسرا طریقہ جو روایت کیا ابن عدی نے کہ ہاشم بن سعد انھوں نے محمد بن زیاد سے انس سے کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہی او سکونہیں متابعت کیا چلو گیا او پہر تیسرا طریقہ جو روایت کیا ابی ہاشم نے اپنے سنن میں ابراہیم صلیغ سے انھوں نے ابی حازم سے انھوں نے انس سے جیسا کہ گذرا اور تین ابوجارم مہول ہو اور روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہ ہاشم نے کہ نہیں متابعت کی جاوے گی اوسکے اوپر اور کہا ابو حاتم نے کہ حدیث اس کی سنن ابی داؤد روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور روایت ہے ابن عمر سے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع مغیر میں کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط میں لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح ہے کہ یہ حدیث یوقوف ہے عبد اللہ بن عثمر نے اور روایت ہے ابی یوسف انصاری کہا انھوں نے کچھ سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور خلائی کا اپنی دارحی کا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور اسناد میں اوسکے ابوسورہ راوی ضعیف ہے کہ ترمذی نے کہا اس میں کہ پوچھا سینے ہماری اس حدیث کو میں کہ کہ کچھ نہیں لاشی ہو سینے کہا کہ ابوسورہ کا نام کیا ہو بخاری نے کہا کہ میں نہیں جانتا وہ کیا کرتا ہو اسکے پاس حدیث بن مکرہ بن اور کہا ترمذی نے اپنی جامع میں وَأَبُو سَوْرَةَ الْوُحْدِيُّ يُصَتِّفُ فِي الْحَدِيثِ یعنی ابوسورہ راوی ضعیف کیا جانا یہ حدیث میں اور بھی سماع ابوسورہ کو ابویوسف ثابت نہیں کہا ابن الہمام نے وهو ضعیف اور بھی روایت ہے ابی امامہ سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں حدیث ابی غالب سے انھوں نے ابی امامہ سے اور ابی یوسف ضعیف کیا اسکو نسائی نے اور توشیح کی او کی دارقطنی نے اور کہا یحییٰ بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور صحیح کیا اوسط میں ترمذی نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کیا ابن عدی نے جابر سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار وضو کیا سینے او کو کہ خلائی کرتے تھے دارحی اپنی کا ساتھ لوگ لکھونے مانندہذا و ان کنگھے کے اور

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

نا

کہ ایسا ہی وضو اور جس نے زیادہ کیا اور اسکے بڑا کیا اور جو رکوع اور رکعت کی ابو نعیم بن حماد نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار بار یا تین بار یا سب اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھو کر سو او سے خطا کی اور سنا اس کی صحیح ایسا ہی ہوا جب کہ تیسرے میں اور اگلے سو اہت سی حدیث میں ہر عضو کے تین بار دھو کر تین آئینے اور پانچ میں جو اس مقام پر لکھی ہو تو وہ پانی نہیں لگتی کچھ کھلا اور سکا اور قطعی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دشمن بن عباس سے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار یا سب سے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ انھوں نے وضو کیا اور مسح سر کا کیا بار کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا ورنہ نہ مل لیتا علی علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور سفر سعادت میں ہر کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں تکرار مسح کی آئی ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور پہلے میں جو لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ وضو حضرت کا سویرہ حدیث تھی نے لکھا کہ میں نے نہیں پائی اور بعض لوگوں نے کہا کہ طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور مجمع طبرانی میں اس حدیث کا گواہ نہیں لکھا ہے کہ طبرانی نے اور غلط ہے کہ یہ حدیث مجمع وسط میں طبرانی کے موجود ہے مسند ابراہیم نعیمی **ص** لکھا ہے جو ابن کثیر نے مسیح کرنا مسح کے پانی سے **ف** یعنی جو تری یا ٹھنڈی پانی سے مسح کرے باقی ہوا اسی سے دونوں کا مسح کرے اور نیا پانی نہ لے لے کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور داؤد قطعی نے ساتھ مع صحیح کے حضرت عبداللہ بن زید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان میں سر میں سر میں داخل ہو اور جب سر میں داخل ہو تو سر ہی میں جس پانی سے مسح کیا ہوا اسی پانی سے کانوں کا بھی مسح کرے اور وسط میں اور منہ نصائی میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا حضرت کہ جب وضو کرنا پھر بندہ مومن باہر آئے ہیں وقت کلمی کرنے کے گناہ اس کے موند سے اور ناک میں پانی ڈالنے سے ناک سے اور زہد دھونے سے موند سے یہاں تک کہ کپلوں کے نیچے سے بھی اور ماتھہ دھونے سے ماتھہ کے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہاں تک کہ کانوں سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہو اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور پہلی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مسند ابن مسکی شہر بنیہ کو متفقہ اور ضعیف کیا ہے اور بعض لوگوں نے اور ثقہ کہا ہے اور سکا اکثر لوگوں نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کانوں کے مسح کیو سطے نیا پانی نہ لے لے بار جو بنیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا سات بات کی کہ میں وضو کرنا ہوں و سطے رفع حدت کے اور پڑھنے نماز کے یا جو نے مصحف کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقموا الخصال بالترتیب یعنی ہوا اسکے نہیں کہ ثواب ملوں گا ساتھ نیت ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے **ص** پھر بخاری اور مسلم نے ہیشہ ایسا ہی کیا ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض ہیں جو دھو میں پورے دھونا اعضاء وضو کا کہ ایک خشک ہو جاوے اور امام مالک کے نزدیک یہ فرض ہے اور ابن سبک صنف سچے پھیشہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور مستحب

۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

گزشتہ اول کو مطلع کرتے ہیں اور دوسرے کو اٹھا کھٹے ہیں اور تیسرے کو استنواف کی روایت کیا عبد اللہ بن محمد ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا سپر جو سو یا سجد میں وضو یہاں تک کہ مضطجع بیٹھے کیونکہ جب بیٹھا ہی مضطجع سے ہوتا ہے تو اس کے اور روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی نے اور او سمین کہ نہیں وضو ہی کو کہ جو سو جاو بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو یہی کہ نہیں واجب ہر وضو او سپر جو سو جاو بیٹھے یا کھڑے یا سجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جائے تو ٹوٹ جاو گیا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجد یا کو بیٹھ سو جاو تو بھی ٹوٹ جاو گیا اور امام احمد کے نزدیک جب بیٹھ پر سو جائے دیر تک وضو ٹوٹ جاو گیا اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی زید بن ابی خالد دالانی کا ہر ابن جہان نے کہا کہ بہت خطا کرتا ہے اور یہ طرح اور لوگوں نے جوابا و سکا یہ ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اسکی کے اور نہیں کام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہر وضو اس شخص پر جو سو جاو کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سو سو پہلو پڑو روایت ہے حذیفہ سے کہ میں سجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجھ کو پیچھے سے پکارتا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس کہ میں نے رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا میرے اوپر فرمایا نہیں یہاں تک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی بیٹا کنیر کا سقا ضعیف ہے اور اگر پہلو پڑا یا کھڑا لگا کے کے نزدیک وضو ٹوٹ جاو گیا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹا ہے بخانہ اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے کچھ کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان میں حج کے سوا اگر سو وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا رکع یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہر وضو او سپر جو سو جاو کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سو سو پہلو پڑو روایت کیا اسکو ابن عدی جیسا کہ گذر اگر کوئی کہے کہ روایت کیا ہزار نے نبی صحیح کے کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس کہتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض ان میں سو جاتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ امام اس سونے سے اونگھ ہے اور نہیں تو مخالفت ہوگی باون حدیثوں کی جو اوپر گذر اور مسکات ایمرہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا نزدیک خالہ امی میمونہ کے پس کھڑے ہوتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حدیث تک یہاں تک کہ پھر سوتے اور لیٹے اور پھر اٹے بلال رضو خبری ملو کہ نماز کی تو کھڑے ہو آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی سوتی ہیں میری آنکھیں اور نہیں سوتی ہر آدمی کے واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

جسکو لگائی گئی یہ حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم آیتہ اسلام میں تھا اور ابنین رہا تو یہ جو بعض لوگوں کے کہنا کہ روایت کی داقطنی اور بقی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوستی ہے جو نکلے اور نہیں ہے اوستی جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا **ص** اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کثیر ازخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ وہ پاک ہے اور جو اوپر سرخاست ہو وہ تھوڑی ہے اور اس پر اگر مرد کے ذکر سے کثیر نکلے وضو نہ ٹوڑے گا اور اگر دُبر سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا اس واسطے کہ دُبر نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قُبل سے عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوڑے گا اور وضو کو نہیں توڑتا ہیضہ عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوڑے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو ان کے نزدیک بھی نہ ٹوڑے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور لیث اور سہق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور عورت کو بھی اوستی شہوت سے ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوڑے گا امام شافعی حجت پر مبنی ہیں اس باب میں کہ عورت چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہے اوستی کہ روایت کیا ابن الجوزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا ان کے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپلوں شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ اور صافہ اور پیار سب کیا سوا جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جوابا سکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل سہیہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اوستی کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہیں ہوتا اور بغیر وضو کے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری سلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے سامنے بیٹ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے وہ دبا دیتے تھے مجھ کو سو میں اپنے پیڑ بٹالیتی اور ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں اوس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونیہ سے کہ میں نے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو میں نے چھو لیا انکو ساتھ ساتھ اپنے کے پس گیا تاکہ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدہ میں تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں وضو تیری سے غصے نرسے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عائشہ سے کہ وہ بھی کرتی تھیں حضرت کے اور حضرت عذکان میں تھے اور عذکان میں سجدہ میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ تھے اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود میں اور میں جائز تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور عقل اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ حضرت نے وفات کے بعد وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ صحیح ہیں حجت ان لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوستی وضو کر روایت کیا اسکو داقطنی نے اور اتفاقاً ہی ابن عمر سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہی جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو اسکو

اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہی اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ بوسہ لینے سے منہ کے عورت اپنی کہ وضو ہی روایت کیا
ان دونوں کو مالک نے موطن میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی حنیفہ سے کہ عبد اللہ بن سوہب نے کہا کہ بوسہ
لینے سے منہ کے عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن سوہب سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطن میں بغیر سند کے جواب کیا یہ کہ روایت ہی حضرت عائشہ سے تحقیق ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر نکلے طرف نماز کے اور وضو نہ کیا روایت کیا اسکو نذر نے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو ابو یحییٰ بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
اور کہا کہ جیسے اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب و سکا یہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب ثقہ ہیں اور سننے کی
گوئی یا فاضل پر گواہی ہو اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے سمیٹے انھوں نے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ زینب مجہولہ ہے اور تقریب میں لکھا کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ کہ قبل قرن ثانی یعنی تابعین میں قبول
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب و سکا یہ کہ اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطانی کی روایت میں ابو
جسے ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ کہ واقطانی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تمیمی سے
انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تمیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کھار ترمذی اور ابو داؤد کا سناب میں حضرت کچھ
صحیح نہیں ہے جواب و سکا یہ کہ ابراہیم تمیمی ثقہ ہیں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہی اور مرسل ہمارے نزدیک حجت
دوسرا جواب یہ کہ واقطانی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تمیمی سے
انھوں نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جان میں کیلئے نزدیک کوئی حدیث صحیح
نہیں ہے بلکہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں پونچھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تمیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو طایا حنفیہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف اس میں ہو جواب و سکا یہ کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے یہ بات کہ ابراہیم تمیمی کو ایک حدیث خضہ سے پونچھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے خضہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لغفون میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے ابو یوسف نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب و سکا یہ
کہ یہ امر بعد ثقہ ہونے پر یوں کہ کچھ براہین اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں ان اور روایت کیا واقطانی نے عائشہ سے کہ پونچھا انکو قول
ابن عمر کا کہ سچ بوسے کے وضو ہو سکا انھوں نے کہے تھے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنانہ نے محمد بن عمرو بن عطاء انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال اس میں طمان
پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہی جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو یہی فی خلافت میں نقل نہیں
روایت کیا ہے اور ضعیف کیا ہے انھوں نے جواب یہ کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ وجود میں روایت کی جاوے تو وہ حق ہو جاتی ہے
اور یہ جو بعض خفیوں نے حجت کہی ہے کہ روایت ہی ابو یوسف سے لکھا انھوں نے کہا میں نے کئی سوال خدام و خدمتوں سے اسطی نماز کے

۱۰۱
۱۰۲

۱۰۳

پھر بوسے اہل اپنے کا اور کھیلے اوس سے کیا ثواب ہوتا ہے وضو اوس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا حدیث دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی مرکن مینا عبد اللہ کانزک کردی گئی یہ حدیث اوسکی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند ابی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسے لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اچھی آئیں تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف بن ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے بوسے وغیرہ اور یہی مذہب ہو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھوٹا عورت کا بشہوت بھی قضا وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا ہا وجود اس بات کے کہ اوکو بہت حرص تھی سند بیان کرنے میں اور سوال صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت اذکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن حضرت اوسدن ہمارا پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارا اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں لمس سے کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ لا یمسکوا النساء یعنی تیمم کرو اگر نہ پانی جب کہ چھو تم عورتوں کو جواب اوسکا یہ ہے کہ لمس مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ امام عبد اللہ بن عباس نے اللہ اعلم ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہیں تو رہا ف کیونکہ روایت کیا انسائی اور ترمذی اور ابو داؤد و تعلق بن علی سے کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ مگر نکرانہ میں ہے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے منصف میں اور طحاوی نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہو نہ مضطرب اور روایت کیا طحاوی نے ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا کہ آگے آگیا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے ف دلیل اوکی یہ ہے کہ روایت ہے ہرگز نہ حضرت سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد بن بخاری نے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث بھی ہے ہمارے نزدیک لیسہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بیٹے علی فلا اس کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت ہے حدیث ہرگز سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں مطابقت میں نہ ہو سکتی ہیں کیونکہ حدیث ہرگز میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت جبراً واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جانہیں کی قوی ہوں اور لکھتے حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں سب ثقہ ہیں تو بہت قوت علی بن المدینی اور عمر و فلاں اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن خزمہ اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح ترین تو پھر اجمالاً انھیں کا کلام صرف ہم پر گہا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب اوسکا یہ ہے کہ ماسوا ان دونوں حدیثوں کو دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں روایت ہے ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ شریک ہے اور ایسا ہی سفیان بن یوکیج کا روایت ہے امام حبیہ سے کہا کہ سنا میں نے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو پس ہاتھ دھو

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو خمس جانتا ہو تو کا مثقال اوسکو کما عطا کرے کہ یہی قول ہے عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی مذہب کی طرف بن عمر اور عمر بن الخطاب ابو یوسف اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص و ابی ہریرہ اور عائشہ وغیرہ سے

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندھنا اور دوسرے ناک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک تیسرے دھونے چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَاِنْ كُنْتُمْ مَحْجُوبًا فَاطْلُوهَا** یعنی اگر تم جنب پس چپکا کہ پاؤں کو تو لفظ سبائے کالات کرتا ہو اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہو اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت شیخ ہر ہال کہ جنابت ہو سو کر اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ جو حدیث ہے کہ فرمایا حضرت علی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں تو یہ حدیث میں نے نہیں پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدی ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت علی کہ کلی اور ناک میں پانی تین بار فرض میں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو ہرگز شیخ محمد صلی نے بنایا ہو کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضغے اور استنشاق کے اور کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ اوہین ذکر مضغے اور استنشاق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے لقیط بن جبر کہ فرمایا حضرت علی کہ جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ کہ انھوں نے حکم کیا حضرت علی ساتھ مضغے اور استنشاق کے واللہ اعلم **بِالصُّوَابِ إِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَبَآئِطُ** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانوں میں کھانا یا غسل و نہایت دیکھا کیونکہ کھانے کے نیچے پانی بھونچا جاتا ہے **ص** تیسرے پونچھنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطْلُوهَا** یعنی پاؤں کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ** یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہو **دَوَّاهُ الْبُودِ** اور ملنا کچھ دھونے میں داخل نہیں تو جہت شائع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ناکا اوس سے لازم نہ آوے گا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا انھوں میں باقی رہا غسل درست نہ ہوگا بلکہ اوس کے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر غسل ہی یا مٹی یا رنگ یا حنا وغیرہ درست ہو جاوے گا اس واسطے کہ پانی آون سما جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوس کے غسل کیا جائے اگر چہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جانتا ہے کہ پانی کے چھیند میں بغیر پانی ملائے پانی نہ پونچھ گیا ہلاک اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ بے تکلف پانی سوراخ میں پونچھ گیا تکلف کرے اور اگر جانتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہیں پونچھ گیا تکلف کرے اور اگر بعد بالی تکلف کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جانتا ہے کہ اگر پانی گذر گیا داخل ہو گیا اور اگر غافل ہوگا گذر گیا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوس سے گزرے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف کرے اور اگر اوس کی اوٹھلی میں تنگ لکڑی ہو واجب ہے کہ وضو اور غسل میں اوسکو ہلاک نہ کرے پانی و مان بھونچ جاوے

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں

نکاح میں محمد صلی

فائدہ بخشین
پرسن آؤا
کہ غصہ نہیں
کامیاب ہو

اور جس کی کانتہ نہوا سو کو اسکو غسل میں قلعے کے اندر پانی پونچھا تا بعضوں کے نزدیک نہیں
باوجود اسکے کہ اگر بیشاب قلعے تک آب نہ اور باہر نہ نکلے وضو جائز رہتا ہے غسل میں سنت پانچ چیزیں ہیں پہلے دھونا دونوں
ہاتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے دور کرنا چارمے کا پانچ بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ میں
پانی مستعمل جمع ہوا ہو یا نوٹ دھونے میں تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھو تو اگر غسل کی کسی طرح یا پھر کر پانی
اور سر سے ہوتا جائے تو وہ میں پر دھو کیو یا چون تین یا تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی گئی اسی سلم تھیو
سے کہ لکھا سینے واسطے حضرت کے پانی سو دھانا سینے او کو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر سو دھوا
اؤ کو پھر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھوا او کو پھر ڈالا اپنے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اور پھر
او کو زمین پر پھر دھوا او کو سوکھ لی اور ناک میں پانی ڈالا اور دھوا موند کو اور کمینوں تک ہاتھوں اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے
اور سر آمدن پر پھر دھوا ایک کونے میں ہٹ گئے سو دھو پیر اپنے تو دیا سینے او کو ایک کپڑا پس لکھا او کو اور چلے اور دھوئے تھے
دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اسکو اور روایت کی ابو داؤد
اور بخاری سلم وغیرہم نے عائد ہے اور یہاں الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہیں ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جناب سے
دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو دہانتے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر دھوتے تھے
جیسا کہ وہ یہود واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن میں پھر نکلتی کرتے تھے بالوں اپنے کو بیان تک جب دیکھتے کہ
پانی پہنچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے او کو اپنے او پر جس عمر تو
واجب نہیں کہ اپنی چوٹی کھولیں بلکہ بالوں کی جڑ کو ترک کر لیں کیونکہ حضرت نے اس سلم سے فرمایا کہ کافی ہو چکے جب پانی تیرے بالوں کی جڑ
پہنچ جائے اور اسی طرح ترک کرنا بھی سب بالوں کا واجب نہیں اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ ترک کر لے سو دھو او کو پھر چڑھا **ف**
یہ حدیث ان لفظ سے صحاح میں نہیں روایت کی مسلم نے اس سلم سے کہا انھوں نے کہا سینے یا رسول اللہ میں عورت ہوں کہ ہاندھتی ہوں
چوٹی کیسا میں کھولوں او کو واسطے غسل جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہو چکے کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار زمین لب پانی
پھر ڈالے تو اپنے او پر پانی تو پاک ہو جاوے گی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اور اس طرح روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو
بن العاص حکم کرتے تھے عورتوں کو اس بات کا کہ غسل کر لیں چوٹیاں اپنی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تعجب ہے عبد اللہ
بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو چوٹی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتے او کو کہ سندا اذالین و سراینا تحقیق میں اور حضرت غسل کرتے تھے ایک
برتن اور زمین پر یاد کرتی تھی تین بون پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی غسل حیض سے ہو کیونکہ اگر نیت میں کم ہو بھی
کہ کیا میں کھولوں جوئی کو واسطے حیض اور جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں **ص**
اور یہ سب عزمین جب میں کہ بال حرکت کرتے ہوئے ہوں اور لیکن جب کھٹے ہوں تو سکو دھو کیونکہ حرج نہیں جیسا کہ مرثیٰ کی کو دھو کیونکہ حرج نہیں
اور اگر کوئی چوٹی ہاندھو تو کھولنا واجب ہو بعضوں نے کہا کہ اگر واجب لیکن اصل میں اس کے کھولنے میں کوئی حرج نہیں ہے لکھا ہے کہ کھولنا مذکور ہے

فصل تین میں ان چیزوں کے جن میں غسل لازم آتا ہے

اور او کو وجاہت مل گئے ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں **ص** پہلے ٹھکانا منی کا اپنی جگہ سے کو کر کے شہوت سے تو اگر بغیر شہوت کے

وجہات غسل چار ہیں

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک اجنبین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہو یعنی منی کے نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سیف بن عیینہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اشما الماء میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہے ابو حنیفہ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہے عکرمہ نے انھوں نے عبد اللہ بن علی سے انھوں نے اپنی ماں سے کہ پوچھا او کی ماں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کو پس کہا کہ ہر زنی کرنا ہے اور تحقیق کہ ایک ہی ہے اور ایک ہی اور ایک ہی لیکن منی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سونٹا ہر ہو جاوے اسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی تو دھو کر اپنے کو اور خضیوں کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور کچھ منی دی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ پانی ہے اس سے شہوت ہے اور وہ منی غسل ہے اور عبد الرزاق مصنف میں قنادہ اور عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے شہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہو شہوت نہ ہو تو اگر منی اپنی جگہ نہ رہے شہوت نہ ہو تو منی اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے عرصہ کا تھا ماہ یا نہ تھا کہ شہوت جاری رہی ہے اس سے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خواب میں ہو و غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نیچھے غسل واجب ہوا شمس اللامۃ نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا **ف** اگر کوئی ایسا نہ ہو یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اسکا بیان لگے آتا ہے اور اگر سوتے میں یہ باتیں سب کچھ منی تو اسکو احتلام کہتے ہیں اس وقت میں اگر تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ حق سے سو گیا عورت پر ہو چکا دیکھے غسل فرما یا کہ مان جب کہ نیکے پانی کو آخر نہایت کراہت ہے اور ابی انس رضی اللہ عنہ کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب میں ایسا کہ کچھ تری و خواب میں سو رہا ہے آپ نے کہا وہ اس سے جو ہوتا ہے مرد سے سو جائیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے تو کسی طرح حسین سلمہ بن کہا کہ منی اسکا نہیں کہ اس سے منی نکلے جیسا کہ مرد و عورت سے منی نکلتی ہے غسل کرنا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر کہ جب احتلام ہو اور تری نہ نکلے غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم میں کا خواب میں ہے اور تری دیکھے اور احتلام اسکو یاد نہ ہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو نہ غسل لازم نہیں اور سیوطی جمع البوامع میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پوچھا ہے بیچ خواب کے جو پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ اور ایک روایت ابن ابی شیبہ نے حکیم بن ابی ہاشم سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جو عورت پر غسل بیان کیا کہ انزال ہو جیسا کہ نہیں مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا مسند ابی یوسف اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے کہ تم عورتوں میں سے

اور انزال کرے تو جابہیکہ غسل کرے اور وہ جو بھنے روایت نقل کی ہے کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور تری بند
تو غسل واجب ہو اور اسکو شمس المائے نے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے
پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں جو مرد دیکھتا ہو تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو
غسل کرے تو جواب دے سکا یہ ہے کہ اس سے جو مرد دیکھتا ہے یعنی مٹی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح آیا انھی ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے بانی کو واللہ اکمل وعلمہ اتم **ص** دوسرے نام وجاہا
سردار کا قبل یا دبر میں اس صورت میں غسل دونوں یعنی فاعل مفعول پر واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہر سنن ابن ماجہ
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوے دو لون ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کیا طحاوی
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونوں ختنے نکالتے تھے اور صحیحین میں بہت ہوائی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ شے ایک ٹم میں کا درمیان چاروں کو لون کن یعنی اپنی عورت کے پھر حرام کرے اس سے
تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور اگرچہ انزال نہ ہوا اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور احمد ابن ماجہ نے مانند اس کے اور روایت کیا
ایسا ہی مذہبی عائشہ رضی اللہ عنہا اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کیا شریانی القابین نے سند کے
اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اسکا اور روایت کیا دارقطنی نے افرادین ابی ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تباؤ کر جاوے ختنے ختنے سے انزال ہوا تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید ابن مسعود نے اپنے سینہ
مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ جو حدیث بدلتے میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تباؤ
ختنہ ختنے سے اور غائب ہو جاوے سردار کو تو تحقیق غسل اس میں واجب ہوا انزال ہوا تو روایت کیا اس حدیث کو مبرانی نے واسطہ میں
ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن ربیع نے مسند اپنی میں اور روایت کیا احمد ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سردار کو تو تحقیق کہ غسل واجب اور روایت کیا ابی ہریرہ
نے اپنی صنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی یعنی غشی بانی
سے ہے یعنی مٹی بھنے سے ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور سلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب دے سکا یہ ہے
کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اس سے جو روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
آئی بیٹھ کعب رضی اللہ عنہ کہ فرمایا انھوں نے کہ یہ حکم کہ بانی بانی سے ہے تھا خاصیت اول اسلام میں پھر منع کیا گیا اس میں خصوصیت
جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور کہا امام عیسیٰ نے کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن ماجہ
اور دارقطنی نے تصدق کیا اور کہا کہ نہ یہی نہیں ہمارے حدیث کو سہل ہے اور کہا حافظ بن جریر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہوا
کہ معلوم ہوتا ہے اس سے یہ حدیث منقطع ہے تو جواب دے سکا یہ ہے کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اس واسطے کہ ثقہ جب کہ کہ خدیجی جھکو ایک نقشے نے
یا اس سے جس میں رضی اللہ عنہ صحیح ہوگئی اور یہ بات کو مستلزم نہیں کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ یہی سند ہو سکے کہ فی سہل
سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی تبدیلی کی اس سے تو اب اعتراض دفع ہو گیا وباللہ التوفیق و بہرہ فیہ **ص** شریانی نے کہا کہ والے کا مٹی مانگا
اگر یہ تمام ہونے کو نہ کہ حضرت نے فرمایا کہ جب ملے کہ اگرچہ تری اور ہلکا ہوا ہو تو واجب غسل ہے روایت کیا اسکو مانند اس کے ابن ماجہ اور ابو داؤد

نیک کیا اور غسل افضل ہو کہ ترمذی نے کہ اس باب میں روایت ہوائی ہریرہ اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث
 عمر رضی اللہ عنہ کی حسن ہو اور روایت کیا ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد و جہم کہ حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ نے بڑھتے تھے دن جمعہ کے کہ نگاہ ایک شخص آیا مہاجر بن ابی مرثدہ اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سوچا کہ اگر عمر رضی اللہ
 عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آئے کا عثمان رضی اللہ عنہ کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول رکھا تھا آج کے
 روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ نگاہ آواز اذان کی سنی ایسی راہ میں بنجد میں آیا اور کچھ دیر کی مینے مگر واسطے وضو حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ کہا کہ فقط وضو ہی تھے کیا اور حضرت عیسیٰ حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ ٹوٹے اور نماز پڑھی
 اور عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے کہ
 کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعہ کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں اور
 لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہو اسکے لیے جو غسل کرے اور تہنص کرے تو کچھ وسیع واجب نہیں آخر حدیث نیک
 اور کہتے ہیں کہ مرد واجب ہے اون حدیث میں ضروری ہے نہ واجب طلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطن میں لکھا ہے
 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَمَاعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 وَالْغُسْلُ مِنَ الْحَجَامَةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْعِيدِ قَالَ إِنْ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ
 الْحَكْمُ ثَبَتَ يَمْنَى خَمْرِي خَلُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ يَمْنَى صَالِحٍ فِي أَوْصُولِ سَمَاعٍ وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ سَمَاعٌ وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ كَيْدُ بُو حَبِيبٍ
 ابراہیم غفرلہ سے کہ غسل دن جمعہ اور حجامت اور عیدین اور غنوں کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر ترک کرے تو کچھ
 تیرے اوپر نہیں اور بھی روایت کیا صحیح مسلم بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے جس نے وضو کیا سو اچھا کیا وضو کچھ آیا جمعہ کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ یا خشا جائیگا اسکے لیے جو کچھ درمیان
 اسکے اور درمیان جمعہ کے ہو اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد ابن عباس سے روایت کیا ہے سند اس کی صحیح ہو
 میر نزدیکی اور روایت کیا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعہ کے اور ترک
 کرتے تھے اس کو اور اس حدیث بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واللہ اعلم اور کچھ بیان اس کا باب جمعہ میں آو گیا اور اس جگہ
 بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا کاغذی طول سے نہیں **ص** و تشرک و نوون عید و ان کے واسطے یعنی عید انظر اور عید اضحیٰ
ف جانا پاس ہے کہ عیدین کے غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن سعد رضی اللہ
 عنہ سے کہ صحابی ہونا ان کا مشہور ہے کہ انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعہ اور دن عید فطر کے اور دن خوار و روز
 عرفہ کے روایت کیا اس کو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی مجہم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سند بڑا دین بھی مرقی
 شیخ ابن المہام نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نووی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کہ
 تھے حضرت کہ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحیٰ کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے
 کہ زیادہ بن شمر نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہی تھے دیکھا کہ یہ کہ تم غسل نہیں کرتے بوجہ عید
 روایت کیا اس کو ابن مسعود اور ابن عباس کے اور کہا کہ صحیح ہے عید سے اور زیادہ کہنا محفوظ نہیں انتہی تو اس میں یہ کلام ہے کہ ابن عباس

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک رجل سند معلوم نہ ہو اور اگر احادیث ضعیفہ بھی ہو اگر تہی ہیں ان کتابوں میں اور
مجدالدین نے فرمایا وہی کلمہ جو اس باب میں وصیہ میں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباس کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی
جو دونوں بخشنا اور نقل کیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ بخسنے سے احادیث خیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث ابن
میں نہیں باقی البتہ روایت ہر دو میں ساتھ صحیح کے بعد اس میں سے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل
کرتے تھے پہلے اس کے کعبائیں لیکن یہ بات ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذرا سی بات
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہو تو بھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہو گا جیسا کہ فیروز
نے کہا لکن صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یغتسل لکل حید وشدۃ مباحثہ لما بقیۃ السنۃ
یقتضی ان التحذیر فی ہذا الباب صحیح یعنی صحیح ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور
شدت مبالغہ اور واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہے اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح و فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ روایت کی
ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کما حسن ہو کہ حضرت نے کپڑے تو اس واسطے چاند او سکے کہ غسل کیا تو اس سنت ہونا
او کا ثابت ہوتا ہے جواب یہ کہ عموم میں نہیں بلکہ اس سے یہ سمجھا تا ہے کہ ایک بار کیا تو غسل سخت واجب ہو گا نہ سنت ایسا ہی کما شیخ ابن الہمام
فتح القدیر میں ہذا ما اظہر ہے ان لعل اللہ یخذلک بعد ذلک امر صلی علیہ وسلم کرتے تھے دن جسے
باب میں آویگا صلی علیہ وسلم دن عرفہ کے فکیونکہ اوپر پہننے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جسے
اور غیر اور عید غر اور عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ میں اور صحیح بخاری

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

جائز ہے وضو مینہ کے پانی سے اور حیسے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کوئین وغیرہ کے فاسو اسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَيَكُذَّلْ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّيَطْفُوْهُ كَهَدِيْدٍ ۚ يَعْنِيْ اَوْ تَارَتَا مِيْ طَانِيْ اَسْمَانٍ تَاكُ بِاَلٍ كَرَسٍ تَكُوْا وَسْ
اور فرمایا وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا اور امان سے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں آسمان
کے پانی سے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئین ہیں دلیل یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ
کہ چچا گیا حضرت کے کیا وضو کریں ہم کو میں بضاعت سے اور وہ کنواں ہے کہ طے الحائے میں میں کہنے اوپر ہے جس کے اور ابو داؤد جبرین
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا پانی پاک ہی نہیں جس کرتی ہو اسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطن
رحمۃ اللہ علیہما اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اس کے دلیل اجماع ہے جیسا کہ لگے آویگا اور ہدایہ میں جو حدیث لکھی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں جس کرتی ہو اسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ او سکا تو روایت کیا
اسکو یہ بھی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ لگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابو داؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے چچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سوار ہو کر
میں اور اٹھاتے ہیں اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر ضرورت میں ہم سے ہوں کیا وضو کریں ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو یعنی

۴۱
حدیث بخاری
حدیث بخاری
حدیث بخاری

ف ان چیزوں کے مرنے سے اس واسطے بانی نہیں بنیں تا کہ ان جانوروں کی جگہ بھی پانی ہی ایسا بنی کر گیا صاحب ہائے
 اور عاقلین یعنی سرے کے اس لئے لازماً پانی اگر درندہ شکاری میں جاکر تو چاہیے کہ جس ہو کیونکہ درندہ کا مقام شکاری ہی لیکن اس کا جو
 یوں ہو سکتا ہے کہ معدن مراد وہ ہو کہ بغیر اس کے جس میں نہ سکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل
 ہر ایسے میں اس کی یہ لکھی ہے کہ انہیں خرمین کہ جو جانور کہ دعویٰ پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون ہوتا تو پانی جس ہو گا کیونکہ خون
 جس کے لئے والا کثیر شیخ ابن ابراہیم هذا التعلیل صحیح اور اگر پانی کے سوا اور میں مثل سر و غیر کے اگر پرچین میں مر جانے
 تو بعضوں نے کہا کہ سوا کچھ بھی کے اور میں نہیں ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ کسی میں نہیں ہو گا اور یہی صحیح ہے کہ پانی اللہ علیہ
 اگر پانی میں ایسا جانور مر جائے جیسے مچھروں کی وضو اس سے جائز ہے کیونکہ خون جو جس سے ہو وہ بہتا ہی خون ہے
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمھارے پانی میں کچھ گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو کر پھر اس کو نکال کر
 اس واسطے کہ ایک پیر میں اس کے مرض ہو اور دوسرے میں شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لاؤ اس
 اچھا جو دلیل ہے میں صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حلال ہے کھانا اس کا اور پینا اس کا اور وضو اس
 اور پوری حدیث یوں ہے کہ روایت کی واقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا چھو
 اوس میں نہ جانور جس میں جن میں اور چھو اوس میں تو وہ حلال ہے کھانا اس کا اور پینا اس کا اور وضو اس کا واقطنی نے نہیں فرمایا
 اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید بن جبول ہر شیخ ابن الہمام نے کہا کہ
 بقیہ میں اولیہ کا ہی روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور کعبہ اور اوزاعی
 اور اسحاق بن ابویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اس سے صحاح میں مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کہتا ہوں کہ پوچھ گئے
 یہ بھی بن عیینہ بقیہ اور اسمعیل بن عیاش نے اس کا کہ کلاھم کصا کحین یعنی دونوں اچھے ہیں اور کہا ابو زرعہ نے کہ بقیہ میرے
 نزدیک اچھا ہے اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن جبیر نے کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اس کو خطیب نے اور کہا کہ نام اس کا پکا
 عبد الجبار ہے اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسرت کم ہو گی تو معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
 جو اوپر بحث نے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم **ص** اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہو جاتا ہے اگر
ف اور قول اول جو مذہب امام صاحب ہے صحیح ہے **ص** جو پانی درخت یا سیو سے نچوڑا جاوے جیسے پانی رواج کا درخت
 نچوڑا جائے اور پانی سیلاب اور نالہ کا کہ اس سے نچوڑا جائے اور وضو اس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپک جائے تو **ف**
 کیونکہ اس پر پانی مطلق نہیں ہوا لاجائے شام کوئی سرکہ پیے تو یہ نہیں کہا جاوے گا کہ فلاں نے پانی پیا اور قرآن شریف میں حکم ہے
 کہ جب پانی بناؤ تو تم تم کو **ص** اور وضو اس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب آجائے اس پر حکم ہے کہ اس کی طبیعت سے کمال دیکھو
 یا کھانے کے سبب غالب ہو جائے جیسے کہ پانی باقلہ کا **ف** یہ میں یہ کہتا قلعہ کے پانی سے مراد وہ ہے جو پانی کے غالب ہو گئی ہو
 اور اگر کوئی چیز پانی کے سبب **ص** یا شور یا جاتر نہیں اور اگر پتے درخت کے پانی میں پڑے اور اس کا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا
 وضو اس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلہ کے ہے **ف** یہ میں یہ کہ جو پانی بغیر کھینے کے بدل گیا ہو تو اس سے وضو جائز

نہایت میں
 نہایت میں

اور بقرہ کے معنی جو صاحب ہادیہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیجے واللہ اعلم **ص** اور جو بانی بہتانہیں اور نہیں
 اگر نجاست پڑی برابر ہو کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اس سے جائز نہیں **ف** جانا یا یہ کہ یہاں تین بنی بنی ہیں پہلے تو یہ ہو کہ
 بانی جو جاری نہیں اور نہیں اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جائیگا بانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض وہ درہ ہو اور اسکا ذکر الگ
 آویگا تو اس معصرت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظم کا ہے دو تہ مذہب یہ ہے کہ اگر دو پچال بانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ بانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ ہو بانی نجس ہوگا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے امام عظم صاحب رحمہ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینشا بکر سے ایک تم میں کا بیج کو
 بانی کے جو جاری نہ ہو بیج غسل کرے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے کوئی تم میں سے بیج بانی لازم کے اور جو بیج
 کما کہ طرح کرے یا ہر یہ کہ کما کہ اس سے لینے کر یعنی کسی رتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر بانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا جسے ہو بانی
 میں پیشا بکر نے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
 کئی طریقوں سے روایت کیا ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اور یارون معلون اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا
 کہ جو بانی جاری نہیں ہے نجس ہو جاتا ہے والا منع کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا اور بھی روایت ہے صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے بیج اپنے خواب سے سوئے ہوئے ہاتھ اپنا بیج برتن کیماں تک کہ دھو دھو کو سکوتین بار کیونکہ لوہا جاتا
 کہ کماں ہا ہاتھ اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اور کما کہ سن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایتیں ہیں یا اسکی کوئین کے باب میں آویں گے اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے
 کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کما او نحو نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بانی سے جو کہ ہوتا ہے جھگڑو تین
 اور پیتے ہیں اس سے پانی چاہئے درہ کہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو بانی قلنتین نہ اوٹھاں گانا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہ اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ سندوں میں اس لفظ سے لئے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِينَ قُلَّةً یعنی جب ہو بانی
 چالیس قُلَّةً اول ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیچس ہے اور بعضوں میں اَلْمُيَحْتَسَةُ شَيْءٌ اور پینتا لیس اور طریقے ہیں ایک اور نہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ
 اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ كَرُمُحْتَسَةُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا كَرُمُحْتَسَةُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں عن ابن عمر عن امیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور چالیس قُلون کی روایت ابن نمکر نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے قلنتین او ثلثا یعنی قلنتین ہون تین

۱۰
اور ان میں سے
نہایت کمزور
صحابہ ہیں

کہ صحیح نہیں ہوئی اور میں کوئی حدیث اور بعض روایات کہ اس سفر السعادت میں ہر ضعفہ بعض الضعیفین و صحیحہ بعضہم
اور غلط ہو کیونکہ سفر السعادت میں کمین اسکا نشان نہیں پوری عبارت اسکی یوں ہو یا ب اگر ابلاغ الماء قلتین
کو کجھل خبنا قال جماعة یصح فیہ حدیث و جماعة قالوا یصح و قد اوردہ آگاہ اہل الحدیث
فی مصنفاتہم انتہی اور زبیری نے کہا حدیث قلتین ضعیفہ جماعة الحدیثین حتی قال
البیہقی من الشافعیۃ انہ عنہ قوی و نہ کہہ الغنی فی الشافعیۃ مع شدۃ اتباعہم للشافعیۃ
رحمہ اللہ لضعفہم یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہو ضعیف کیا اسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہاں تک کہ کہا یہی ہے
کہ وہ قوی نہیں اور زکریا اسکو امام غزالی اور ربیانی نے باوجود شدت اتباع انکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اس کے کہ اور تمہید میں ہر ماذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذهب ضعیف یعنی جس نے
شافعی گئے ہیں حدیث قلتین سے نہ سب ضعیف ہو اور سب میں ہر قوی کے ہو وہو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف
اور ان قولوں میں ایک نظر ہو وہ یہ کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں نے مراد کیا ہے ضعیف بسبب ضعف رجال کے
اگر ضعف بسبب ضعف رجال کے ہو تو مسلم ہر او ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہ اہل طحاوی نے خبر قلتین صحیح و اسناد
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہو اور اسناد اسکی ثابت ہو اور کہا مالک نے سند میں صحیح علی شرط البخاری و مسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہو اور شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا یہی ہے نے ہذا الاسناد صحیح ہو قول یہ اسناد صحیح ہو رسول
اصحیح کیا اسکو داؤد قطنی وغیرہ نے اسناد صحیح ابن القیم نے شرح ابی داؤد میں امتا صحیحہ سندہ فقد وجدنا کذا کذا
ثقات لیس فیہم جرح و لا متہم و قد سماع بعضہم من بعض و ہذا اصحیۃ ابن خزیمة و الحاکم
والطحاوی و عنہم یعنی صحت سند اسکی تو بانی گئی اس واسطے کہ روایت کرنے والے اس کے سبب فقہ میں نہیں ہو نہیں
کوئی مجروح اور نہ ہم اور نہ بعض انکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہو اسکو ابن خزیمة اور مالک و طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ نظر بغلطی میں بہت واقع ہو اور وہ جو ہم نے چالیس قولوں کی روایت جابر بنی السدسہ محمد بن منکدر کی روایت نقل کی
بعض لوگوں نے کہا کہ جابر بن علقمہ ہر بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمر بن العاص ہر اور غلطی قاسم بن عمر بن جواسکی اسناد میں ہر واقع ہوئی ہو
کیونکہ وہ ضعیف ہو ضعیف کیا اسکو احمد اور بخاری اور یحییٰ ابن عیینہ وغیرہم نے کہا یہی ہے نے اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ
قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر
وسلم اذا بلغ الماء اربعین فکله خطا و الصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عمر
مکہ ابو عبد اللہ حافظ نے انھوں نے کہا سنا میں اعلیٰ دقاق سے دو کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر بنی السدسہ محمد بن منکدر
اور صحیح محمد بن منکدر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے ہر انتہی ہر اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن منکدر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا الشافعی و معمر بن محمد بن محمد بن المنکدر
عن عبد اللہ بن عمر بن العاص و انتہی روایت کی یزید بن ہارون نے ماصم بن منکدر کہا کہ داخل ہوا میں ساتھ عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ کو کہ اس میں پانی تھا اور اس میں ایک کمال مرد و اونٹ کی بڑی تھی سو وہو کیا اس سے پس کہتے

۱۱

کیا وضو کرتے ہو تم اوسے اور اوس میں ایک کھال مردہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہے اپنے باپ سے، انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب ہونچ جاکو بانی پر اردو قلعے کے باتین کے نجس نہ کر گاہو سکو کچھ اور روایت کیا ابو بکر بن شاپور نے کہا حدیثی ابو حمید انصاری حدیث شاکر بن جعفر اخبرنی لو طعن ابنی اسحق عن مجاہد ان ابن عباس قال اذا کان الماء قُلْتین فصاعدا لم یُغتسل به یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو بانی قلتین باز یاد نہ کرے گا اوسکو کچھ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے انھوں نے ابویحییٰ سے انھوں نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اور نکاح اور ایک وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہو کہ قلعے بہت سے لغت میں معنی ہیں اور معلوم نہیں کہ اس جگہ پر کون سے معنی مراد ہیں قلعے کے معنی لغت میں شک کے ہیں اور مشک کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور متراس مقام میں امام شافعی کے نزدیک قلعے یعنی مشکے جہر کے ہیں کہ نام ایک شہر کا ہو کہ وہاں کے مشکے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور اسکی تصریح حدیث میں آئی ہے جیسا کہ شافعی نے خبرنا مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جراح یاسنادہ کا یہ ہے مرنی ذکر ۱۰۰۰۰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اذا کان الماء قُلْتین لم یُجعل خبثا وقال فی الحدیث یقلل الجحر قال ابن جراح لا یثبت قلل الجحر فافلہ تسع قوتین او قوتین یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو بانی دو قلعے اوٹھائیں گناہا ست کو اور کہا حج حدیث کے کہ قلعہ جہر کے کہا ابن جراح نے دیکھا میں نے قلعہ سوات جہر کو پس قلعہ سوات تھا دو شکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی نے فرمایا کہ ہنسنے کچھ زیادہ سکھنے کے موافق اڑھائی شک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضوں نے دو شک لہر تھائی رکھا ہوا امام شافعی کے نہ یہ ہیں موافق دو قلعوں کے پانچ مشک میں اور مشک بحساب شریع کے پچاس سیر بانی ہو تو قلتین دوسو پچاس سیر بانی ہوا اور بعضوں نے کہا ہو کہ مقدار ایک شک کا سوطل عراقی میں اور طل عراقی برابر ایک دھائی میں سہم کے ہوتا ہو والد اعلم ہاں چاہیے کہ اس روایت کو اخراج کیا ابن عدی ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو بانی قلتین قلعوں سے نہیں نجس کرے گا اوسکو کچھ اور ضعیف کیا اسکو ابن جریج نے اور کہا کہ یہ قول من قلال الجحر محفوظ نہیں نہیں کر کیا جاتا اگر اسی حدیث میں اور خیر من قلال کینت اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہی علاوہ اسکے روایت کیا اسکو داقرطی نے ایک سند کے اوس میں ابن جریج ہیں اور قلال جہر کچھ اور ابن کریم اور یحیٰ امام شافعی نے روایت کی بکریول تو خالی اساف سے ہو دوسرے کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قال ابو حاتم لیس بن الدانقوی منکر الحدیث لا یکنب حدیثہ ولا یحجج بہ وقال البخاری منکر الحدیث وقال علی بن المدینی لیس ہو شیخ وقال احمد بن محمد بن الولید کان فیہما عابدان یصومون الذہر تقویٰ بسلک سبکة ثمانین وصیائہ وكان کثیرا لعلط فی حدیثہ الی اخر ما قال یعنی کہا ابو ہام نے کہ وہ قوی نہیں حدیث اسکی خلاف روایت ثقات کے ہی نہیں لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہیں جت کچھ ہی جائیگی اوسکو کہا جاتا ہے کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہو اور کہا علی بن المدینی نے کہ وہ کچھ نہیں لکھا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیر عابد تھا روزہ لکھتا تھا بیوقوفات کی بیچ کے کہ سن اسی اور اوس میں اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث میں اگر کوئی کہے کہ لکھا کہ اوسکی حدیث میں نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مسلم ان جریج امام فی الفقہ یعنی مسلم زنجی امام ہی فقیرین اور کہا ابن عدی نے کہ حدیث اوسکی حدیث وغیرہ لکھا تو جواب اوسکا یہ کہ جب ضعیف ہیں اوسکو لکھنا نہ علی بن المدینی اور بخاری اور ابوجاتم اور اشبال لکھتے تھے اوسکو

کہ نہیں حج ہو ساتھ اسکے جب تک کہ نہ پئے اور سکامزد یا باریک اور یہ جواب نہایت ہی کو نکد جائز ہو کہ یہ حاجت صحیح ہو جسے انکار
جانب بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستیساہ
اور حدیث صحیح الاستیساہ ضعیف ہی اور یہ کیا ضرور ہے کہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو والد اعلم اور
حاصل ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ غیب میں کاس باب میں بہت احوط ہی اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو
مائل ہے دیکھ اور جلدی نکرتا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی والد اعلم **ص** مگر یہ کہ وہ درود ہو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلو
لینے سے تو حکم اسکا حکم پانی جاری کا ہو اگر اتنا پانی ہے کہ چلو لینے میں نہ کھل جاتی ہو اس میں بھی اگر نجاست پر گئی تو وضو
جائز ہو گا مگر اس جگہ پر جہاں نجاست ظاہر ہو تو اگر نجاست وہ درود پانی میں کھلائی دیتی ہو نہ وضو کرے مقام نجاست
میں بلکہ دوسری جانب ہے اور اگر کھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جانبوں سے اور جہاں پانی مستعمل گرتا ہو وہاں بھی وضو جائز
مگر اگر حوض درود ہو **ف** اس جگہ پر بھی اسے رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کیا ہے اور جواب و سکا شرح وقایہ عربی میں
مذکور ہے لیکن صحیح بات یہ کہ وہ درود کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کر دی ہے اور معتبر یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو
اور پر عمل کرے تو اگر اسکا گمان یہ ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پونچھی ہے تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح
جیسا کہ بیچ غناہ وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر روایت ہے امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا بیچ شجر کے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا اور وہ درود کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں
اور جو ابجد لکھ کر لکھنے دیا ہے روکیا گیا ہے یضمون و مختار کا ہے اور وہ درود اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے نہ
اور سب ملاکر سوزن ہو جائے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر نہ کرے اس کا ہے اور وہ اسٹھ بھی کا ہوتا ہے اور بعض
لوگوں نے ہشت درہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

نقشہ

حوض

د د د د د د د د د د

نے پانزدہ دہانزدہ کا لیکن صحیح اول ہے **ص**
فصل پانی مستعمل کے بیان میں
اور اس میں علماء کے اختلافات ہیں پہلا اختلاف اس میں
یہ ہے کہ پانی کو مستعمل کون چیر کر دیتی ہے شیخین کے
نزدیک پانی مستعمل ہو جائے حدث کے دفع کرنے
اور بانیات عبادت کے تو اگر وضو کیا ہے وضو بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائے گا اور اگر کچھ وضو کیا ہو وضو تو بھی پانی مستعمل
ہو جائے گا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے مگر دفع
حدث تو ہوتا ہے وضو سے اور وضو میں افکے نزدیک نیت فرض ہی تو اپنے دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہ ہو گا دوسرا اختلاف یہ کہ
کس وقت میں مستعمل ہو جائے تو پہلے میں ہے کہ صحیح ہے کہ جبکہ اعضاء سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب گرا اور ایک
مقام پر قائم کیا جب مستعمل ہو اتیسرا اختلاف اس میں ہے کہ اسکا حکم کیا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس غلطی سے یعنی اگر بار بار ایک
دوم کے پڑے یا بدن میں بھر جائے گا نازن ہو گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس ضعیف ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہے

اس سے مراد پانی
ہی جو پاک لکھ
سے نہ نہیں ہے
منہ منطوق

مگر پاک نہیں کرنا بخس کف اسی کو مختار میں اختیار کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو مشائخ عراقیہ اور حنفیہ میں جو کہیں کہیں
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثواب ضواعت سے جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ پاک نہیں کرنا اگرچہ خود پاک ہو اور صاحب دباغ اسکے بخس
ہونے پر دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشا بار سے ایک تمہین کا اوس بانی میں جباری
اور غسل کرے اس میں جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے محبت پر نا ضعیف ہو کیونکہ تمہین یہ بات غلطی ہو کہ غسل جنابت
تھے بانی میں جان نہیں کہ اہل تحریر کو روایتی عمل کے بخس بنانے پر کچھ دلائل میں اللہ اعلم ص اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے قبول
قدیم میں پاک ہو اور پاک کرنا بھی ہوا نہ ہم کہتے ہیں کیا پاک ہوا اور پاک کرے بھی جائز ہوگا مگر فریق ضواعت سے پھر بیابا اوس سے اور اس کا کوئی ثواب نہیں

فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو ماتی ہو مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہو چکے تو کتنے کی کھال
پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ہوسا ان دونوں میں داخل تو اور صاحب ہدایہ اسکی دلیل بیان کی ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو کھال کو دباغت کی جاوے سو پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتنا داخل ہو اور سور اس واسطے پاک نہیں ہو تا کہ وہ جنس عین ہو مگر کھال کے
کیونکہ اوس شخص کا کیا جانا ہو اور گھسانا کی کرائی جاتی ہو اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد بن عباس
رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلم وغیرہ اس حدیث کو اس لفظ سے اذا ذبیح الکھاب فقد طهر اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نزدیک کتنے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ پیشہ عمل کر کے ہیں جنہوں نے کہہ کتنے کی کھال کو کتنے ہیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہو اور
جواب دے گا تھنا عشر کیہ رسد سوم میں مذکور ہو علاوہ اسکے من کا یہ شخص الفقہاء میں جو انکے مذہب کی کتاب ہے
ایک روایت لایا ہو کہ اگر کھال سور سے اٹھ کر دل ناوین اور اوٹوں سے بانی کھچیں ضواعت سے بانی سے جائز ہو تا کہ کھنا چاہیے کہ سور
کی کھال نہ بخس ہو یا کتنے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہو بدست میں کہ شایع ابن العلام نے لکھا
کہ نایاب میں ہو کہ جب دباغت کیا ہو کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہو کیونکہ اگر امت
اور حرمت کو نہ پاک ہونے میں کیا داخل ہو البتہ انتفاع میں ہو تو انتفاع اوس سے جائز ہوگا اور وہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاتی
کیونکہ روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ او ضوں نے یحییٰ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہا یحییٰ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہدیہ کیا گیا
واسطے ایک لونڈی آزاد کر کے ایک بکری اسکے سے سو وہ مر گئی تو گدس اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیوں نہ دباغت کر لیا
تھنے کھال اوسکی کو سو کھا او ضوں نے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حرام کیا گیا
مگر کھانا اوسکا یعنی مرد کا کھانا حرام نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالوں مرد کے جب دباغت کیا جاوے اور روایت کیا اس میں ابو داؤد
سلم بن المحقق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مرد کا پاک کرنا ہو سکو اور بھی روایت کیا عائشہ بنت سیدہ
اللہ عنہا اسی باب میں اور روایت کیا داؤد طوسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہا او ضوں نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ
ساتھ کھالوں مرد کے جب دباغت کیا ہو یعنی ہو یا ریت یا نمک یا بانی اور سنا میں اس حدیث کی معروف بیٹے سان مجمل
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مرد کی دباغت میں پاک ہو نہ ہو گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن بن ابراہن باجاء و لسانی نے عبد اللہ بن عکیم سے کہہ بھی گئی ہر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ
 زمین جہینہ کے اور میں نے کہا جو ان تمام کے مفادہ اور ٹھاؤ مروک سے ساتھ کھال اور ٹھکے کے اور اس حدیث کی سند میں ضرب اور
 اور سیواسطی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اس حدیث کے پھر ترک کیا اور اسکو سبب ضرب اسناد اور اسکی کلاہ و ذکر
 یہ کہ بعضوں نے کہا ہر ایک سے پہنچے ہیں کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہو واسطے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور تہ
 مرسل ہر اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد و ابی خالد رضی اللہ عنہما نے مکر بن عبد ربیع رضی اللہ عنہما کو روایت کی اور لوگ ساتھ ان کے
 طرف عبد اللہ بن عکیم کے کہا کہ تم نے کہہ دو اصل ہو اور بیٹھامین اور پھر وہ اس کے کہہ سونے میری طرف اور خبر کیا مجھ کو کہ
 عبد اللہ بن عکیم نے خبر دی انکو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجھینہ کے قبل موت اپنی کے ایک جہینہ یہ کہ نہ نفع لو
 مروک سے ساتھ کھال اور بٹھکے کے توجواب اسکا یہ ہو کہ جسے حکم بن عبد ربیع سنا وہ لوگ مہول میں علاوہ اسکے عبد اللہ بن عکیم
 رضی اللہ عنہ کو بعض لوگوں نے باجی کہا ہر جیسا کہ اوپر گذر اور دوسرا جواب یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
 اَنْ لَا تَقْعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ اور اباب کھال کو قبل دباغت کے کہتے ہیں اور بعد دباغت کے
 عربی میں اسکو شتن یا قرہ بولتے ہیں جیسا کہ سنن ابوداؤد میں ہے قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِهَابًا مَّا كَرِهَ يَدُ بَعْضِ قَوْمٍ
 دَبَّحَ لَهٗ اِهَابًا اِشْمَاكُ شَتَا وَ قَرَبَةٌ یعنی کہا نضر بن شیل نے کہ اباب جب تک کھال کی دباغت نہیں
 کہتے ہیں اور بعد دباغت کے اسکو شتن اور قرہ کہتے ہیں انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بطرانی نے اسو میں اس حدیث کو اس لفظ
 كُنْتُ رَضْتُ لَكَ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَقْعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِجُلُودٍ وَلَا عَصَبٍ یعنی میں نے رخصت دینی تھی
 تمکو بیچ کھالوں مروک کے سونے نفع اور ٹھاؤ ساتھ کھال اور ٹھکے کے اور اس میں تو لفظ اباب کا نہیں توجواب اسکا یہ ہو کہ سند میں اس
 حدیث کی فضائل بن فضل ضعیف ہو اور ہر ایک کا مذہب یہ ہو کہ دباغت کی بھی کچھ حاجت نہیں بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اور ٹھاؤ اس سے
 درست ہو اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہے کہ چونکہ حدیث میں دباغت کی قید واسطے طہارت کی ہے و اسدا علم بالصواب
 والایلمع و المآب **ص** اور دباغت کہتے ہیں نجاست دور کرنے کو کھال سے تو اگر وہ ایوں ہو مانند قرظ او شل او سکی
 تو ایسی دباغت میں کھال پاک ہو جائیگی اور کچھ بھی او میں نجاست نہیں آئی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اس صورت میں جب تک
 کھال سوکھی ہے ہر پاک رہتی ہو اور پھر اگر اسکو پانی پونچھے تو اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دور دایتین میں ایک ولایت میں نجس
 ہو جاتی ہو اور دوسری روایت میں نہیں نجس ہوتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہو کہ اس کے چھوڑ دینے سے
 سرخاؤ گی تو پھر نجاست اسکی نہ ہوتی گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے کہ کھال مروکی اگر سوکھ جاوے اور پھر پانی میں
 نجس ہوگی اور نافہ شکر اگر کوئی اسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح ہے کہ جائز ہو اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک جاؤ تو فرج کیا ہوا
 یا نہ ہو **ف** دفعہ دہم میں اسی کو اختیار کیا ہے اور بھیج **ص** جسکی کھال دباغت پاک ہوتی ہو سوکی کھال
 اور گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہو خواہ مسلمان ذبح کو یا اہل کتاب **ف** جیسے یہود اور نصاریٰ تو مشرک کا ذبح کیا جاوے
 پاک ہو گا **ص** مگر قصداً اللہ کے نام کو نہ چھوڑے **ف** اور اگر چھوڑے سے چھوڑ دیکھا تو پاک ہو جاوے گا **ص**
 اگر چہ گوشت اسکو کھا یا نہ جاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی ذبح سے بھی پاک نہیں ہوتی **ف**

فصل دباغت

۵۲

یہ جو کہا ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جانا کج کرنے سے پاک ہو جاوے گا اس پر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر ہے کہ کھانے
 اوسکی پاک ہو جائے گی اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درختار میں ہے ہذا اصح مما یفتی بہ و لکن قال فی الفیض
 فتویٰ علی طہارتہ یعنی صحیح ہے جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اسکے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی ہے
 اوس صحیح القدر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہوتا ہے نہ صاحب غنایہ اور صاحب نہایت کے **ص** پانچ چیزیں
 مرد کی پاکہ میں بال اور ہڈی اور کھڑ اور سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے **و** کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے سرے گوشت
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کے اور یہ منوع
 کیونکہ ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات میں سو حدیث درجہ حسنہ میں اور ترمذی نے کمالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہزل سے انھوں نے
 عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے و شل
 لا اجد فیما اوحی الیّ شئ مما عل طایعہ یقطعہ الا کل شئ من المیتۃ حلال الا ما اھل
 منہا فاما النجلۃ والقرۃ والشعر والصفوف والیسق والعظم فکلہ حلال الا کلاہ لا ینسے
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی ہر کوئل اور کلا حلال ہے اس واسطے کہ وہ ترکیب نہیں کیے جاتے اور کما دارقطنی
 نے کہ اگرچہ یہ مرد کی روایت کی دارقطنی نے اس مسئلہ رضی اللہ عنہما انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
 مسک مرکہ اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب ہولیا جاوے ساتھ بانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی اسفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے ساتھ علاج کے روایت کیا اوسکو بقیہ نے اور حق یہ ہے کہ حاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے
 اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاتمہ رضی اللہ عنہ کے ایک بار عصبے اور دو گون
 حاج کے اور اسکی ہناؤ میں جسید اور سلیمان و فونج اووی مہول ہن اور ذکر کیا بخاری حرمۃ اللہ علیہ نے تعلیقہا کما زہری نے بیج ہڈی
 مرد کے مانند ماتمی وغیرہ کہ پاپا سینہ بہت لوگوں کو تکلیف پہنچا لنگھی کرتے تھے اوسے اور تل ڈالتے تھے اوسمیں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے اوسمیں اور سلمان زہری کے وہ صحابہ بن یاہرے بڑے تابعین اور کما قتادہ کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے
 اور کما ابن سیرین اور ابی ہریرہ نہیں حرج ہے ساتھ تجارت علاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجاہدین سے ضعیف ہے اور امام شافعی صاحب
 نزدیک یہ چیزیں نہیں ہن اور دلیل لائقین ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرونا خون اور خون اور
 بالوں کو اس واسطے کہ وہ مردہ ہن اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہن نام میں اسکی عبد اللہ بن غزیرہ کہا ابو حاتم نے کہ حدیث میں اسکی
 منکرہ کذب ہن اور نہیں مجمل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے والدہ سلم
ص اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو بچہ موند میں کھلایا اور غار پڑھی نماز اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اولیامحمد
 کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہوگا نماز نہیں درست ہوگی **و** ہمارے نزدیک اس واسطے نماز نہیں ہوگی کہ دانت ٹوٹی ہو اور ہڈی انسان کی پاک

تہذیب بن ابی شیبہ کی روایت میں

سنن ابی یوسف

کتاب الطہارۃ

مرد و مسلمان

عبد اللہ بن سیرین

فصل کنوئین کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ مسائل کو نمین کے مبنی پر اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثیں مرجع ہر مسئلے میں بنی صلی علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں جنفیوں پر صاحب تیس قول جو ناگزیر سے نکلے ہو گیا ہو کیونکہ پانی تو واسکا اب بھی او میں باقی ہی دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس امر میں تابعداری اواسمما اور تابعین کی ہے تو رد وجہ کہتے ہیں کہ کیا کوئی نے پانی سے طائی اور لائے میں بلادی ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہو کہ مثلاً فقہ کرنے سے وضو ٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہی اوسى طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کو میں ہیں کسی ہی نجاست بڑا پانی پاک نہ رہ گیا کیونکہ جب پانی دو فٹ برابر ہو نہیں جس کر تا او سکو کچھ یا نو کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ بیان او سکا تفصیل سے گذرا **ص** اگر کو میں میں نجاست بڑا کوئی حیوان مر جاو اور پھول یا پھٹ جاو یا آدمی یا کبری اور کتا مر جاو سب پانی او سکا کھنچ ڈالا جاو گیا اگر کو میں مطلب اسکایہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاو تو سب پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر فقط مر جاو تو اگر آدمی ہو یا کبری یا جو چیز بننے میں انکے برابر ہیں تو بھی سب پانی کھینچنا واجب و دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا جاو یہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن سلم رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے جواب دیا کہ سب کو میں ہیں کہا کہ پانی او سکا کھینچنا جاو گیا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاو یہ ہے کہ اوس صورت میں نجاست جو او سکے میت میں ہے سب کو میں ہیں جمیل ماویگی اور اس میں جھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہی او دلیل اسکی کہ اگر آدمی مر جاو تو سارا پانی نکالاجاویہ ہے کہ روایت کیا داؤد قطری رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک عشیہ گر کو میں میں زمرم کے دبیر گیا سو حکم کیا ساتھ او سکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکال گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچنا جاو پانی او سکا کہا کہ دبیر منسوب کیا اونکو ایک شخص نے کہ آیا کہ کی طرف سے تو بند کیا گیا لوپ کے گرد و غیر سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا او سکا پانی سو جب کھینچ چکے او سکو جاری ہو گیا وہ چشمہ اونکو اوپر او یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نہیں سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ ایضاً سے انھوں نے منصور او انھوں نے عطاف اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اسکو طحاوی صالح بن عبدالرحمن سے **فَاَسَعِدُ بْنُ مُنْصَوِّرٍ ثَمَّاهُمْ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشِيًّا وَقَعَ فِي زَنْجَمَ فَهَاتَ فَأَمَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ فَرْخٍ مَا وَهَأَ جَلَّلَ الْمَاءَ كَمَا يَنْقُطُ فَنَظَرُوا فَإِذَا هِيَ عَيْنٌ تُجْرِي مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ حَسْبَكُمْ هَذَا أَيْضًا صَحِيحٌ بِإِسْنَادِ الشَّيْخِ بِهِ فِي الْوَحَايدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**

کہ ایک عشیہ گر بڑا بیچ زمرم کے سومر گیا تو حکم کیا عبداللہ بن سیرین نے سو کھینچا گیا پانی او سکا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا سو نظر کیا گیا تو یکایک ایک چشمہ ہو کہ جاری ہے حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہے تمکو اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ قرآن شیخ تقی الدین بن ذوق العید کے امام میں ایسا ہی موضع القدر میں آوردہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ میں نے میں سرسرس ہوں نہ دیکھا میں نے کسی بڑے چھوٹے کو کہ بچا تا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ اگر اتھا زمرم میں تو او سکا جواب تھا کہ سفیان بن زنجی نہ دیکھا کچھ دلیل میں خدا میں نہیں ہو سکتی ہی یا وجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مر جاو تو سارا

منہ خط
اولکاشو انجی
سایان کانا
خاس سب
مین آکے
اور شکر
۲

بانی کمالا جا یگا وہی ہر جا و پر گزرا اور بکری کا پیشاب نہیں ہوا امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کہو کہ حضرت نے فرمایا کہ بچہ تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کیا کہ اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ اور بھی روایت کیا اسکو ہر پنجابہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب و ان جانوروں کا جگا گوشت کھا یا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل اوکی یہ جو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کہ اتنی ایک قوم عمر بنیہ سے مدینہ میں حضرت پاس تو اذکے جلد ہر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلین اور صدمہ کے اونٹوں کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب سکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اس حدیث کے جسکو حاکم نے روایت کیا ہی والد اعلم بالصواب اور دو امین موت الی جانوروں کا جو حلال ہیں امام غفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جائز نہیں اور دلیل اوکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں رکھی گئی شفا تمہاری اور جن چیز میں جو حرام کی گئی تھا اسے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہی نہیں اسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احقیا طاسمین ہی کہ اسکو حتی الامکان شپے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہی واسطے دو کہ اگر اور واپاک موجود ہو اور یہی قول اصواب ہی اور تاویل اس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہی کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونکو کچ کے وحی سے پہچانی ہو گی والد اعلم بالصواب

ص اور اگر ممکن ہو تو دو آدمی جنکو بانی میں پہچان ہو معین کر دیں اور جتنا پانی بناوین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک نہ سو ڈول یا تیر کھینچیں **ف** اور زاد میں ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاوے گا اور روایت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو بجا جا یگا اس منسوخی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کھینچی چاہیے اور روایت امام ابی یوسف سے کہ ایک گڑھا بقدر کونین کھودیں اور امین بانی بھرن جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچیں ایسا ہی ہر زادی میں اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکلے جاوین اور اسی پرفتنوی ہی جیسا کہ بچ نصاب کے ہی **ص** اور اگر کو بوتر کے مثل یا مرغی کے مرچا کو چالیس ڈول سے ساٹھ تک کھینچیں **ف** کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے بچ مرغی کے کہ جب بھر جاوے کوئین میں کھینچے بناوے اس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہر آدمی میں اور یہ حدیث مجکو نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کیا طحاوی نے شرح التائمرین جلد ہی سلیمان کہ کہا انھوں نے بچ مرغی کے کہ پڑے کوئین میں اور مرچا کو نکلے جاوین اس سے چالیس ڈول یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اس سے اور تب بھی مانند مرغی کے ہی اور غزوات الفقہ میں ہی کو پچاس ڈول نکلے جاوین جیسا کہ روایت کی جسے حاد بن سلیمان اور یحییٰ کیا شامی سے کہ کہا انھوں نے بچ پرند اور بقی کے اور مانند نکلے کہ میں کہ نکلے جاوین چالیس ڈول اور سناد اسکا صحیح ہی کہا اسکو امام میں اور روایت کیا انھوں سے کہ نکلے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کیا عبداللہ بن مسعود نے شعبی سے کہا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ میں نے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کوئین میں گر کر مرچا کو کھا کہ نکلے جاوین اس سے ستر ڈول اور روایت کیا ابو یزید کہ کوئین میں گر کر مرچا کو کھا کہ نکلے جاوینگے چالیس ڈول والد اعلم **ص** اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مرغی سے ڈول سے تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے **ف** کیونکہ روایت ہی انس سے کہ کہا انھوں نے بچ چوہے کے کہ مرچا کو کھیں اور کھانا کھاوے اسی وقت نکلے جاوینگے اور یہی ہر آدمی میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کیا طحاوی نے شرح التائمرین

[illegible]

منسوب کرنے سے
ادب پر کرنا آئے
بانی کی طرف سے
عقل پر ہے
منسوب

جانور میں کچھ کچھ کے بیان

عبدالوہاب

حسن بن علی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیچ کو نہیں کہ مر جاؤ او سمین جو پاکہ نیجا و گیا پانی او سکا اور بھی روایت کیا اور اسقاط
القادرۃ والد ابۃ فی الیمن فانہما حتی یغلب الماء یعنی جب پڑ جاؤ جو پایا جانور چار یا پیر کو کھینچ پانی
او سکا یہاں تک کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ اگر جو باگرے نکالے جاوین او سمین بقدر پانی کے
اوڑھی اور کا اور ابراہیم پیر سے تا بعین میں ہیں **ص** اور ڈول او سٹکے ہوں **ف** یعنی بیچ درجے کے بڑے
نہ چھوٹے او بیچ درجے کا ڈول اسے کہتے ہیں جو محل ہو ہر شہر میں اور روایت کیا امام ابو صیفی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول
ایسا جو سمین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دوسیر حساب میں ہندوستان اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کر کے برابر کرین اور اگر
ڈول چھٹا ہو تو کوئین سے نکلے نہ اگر آدھا پانی بجا تا ہی تو درست ہو گا اور اگر آدھے سے کم کر تا ہی تو جائز ہو گا جیسا کہ بیچ زاہدی سے ہی
کہ ارقی جامع الترمذی **ص** اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مبرا ہو اسکا اور پھولا یا پھٹا نہیں ہو اور معلوم نہیں کہ کس وقت
گرا ہی امام صاحب کے نزدیک و سکی نجاست کا حکم ایک دن ایک اسے کہتے ہیں اور اگر گھولا یا پھٹا ہی تو نجاست کا حکم تین دن تین اسے
کیا جاوے گا **ف** تو اول صورت میں ایک دن ایک سات کی نمازین پھر قضا کی جائیگی اور دوسری صورت میں تین دن اور تین ات
مک کی کیا جائیگی اگر وہ شخص اس پانی سے اتنے روزوں میں وضو کر تا ہو گا اور سنی نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف
کے نزدیک حسب وقت کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہو کہ اوسی وقت سے حکم نجاست کا کہ نیکے جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور حسب حال ہو گا
گوشت حلال ہو پاک ہو اور جھوٹا کتے اور سور اور رندوں کا نجس ہو **ف** لیکن جھوٹا کتے کا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر منہ ڈالے برتن میں دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ اور کہا کہ متفرد ہو اس حدیث کے عبدالوہاب و یحییٰ بن اسماعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبدالوہاب کے روایت
کرتے ہیں اسماعیل سے سات بار دھوئے کوئین کہتا ہوں کہ صحیحہ میں غیر ہریرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے
اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت تھا کہ ہے اور روایت کیا داؤد قطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطاء فعل ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا منہ ڈالتا تھا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اسکا پھر دھوتے تھے اسکو تین بار اور روایت کیا ابن عباس
کامل میں اس حدیث کو اور اسناد میں اوسکی حسین بن علی کریمی ہو کہا ابن عباس نے کہ نہیں پاتا ہوں میں اسطے کہ ابیسی کوئی
حدیث منکر اسکا اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ حج ساتھ اس کے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے منہ
ڈالنے سے سات بار دھویا جاوے گا کہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب منہ ڈالے برتن لٹاے میں تو دھوئے اسکو سات بار اور احتیاطاً سمین ہے کہ سات بار دھوئے اور امام ابو صیفی رحمۃ اللہ
نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئیں حدیثیں جمع کیا ہے مختلف اور نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہو تو حکم کیا آئیں بھی
ایسا ہی واللہ اعلم بالصواب اور جھوٹا سور کا اس واسطے نجس ہے کہ وہ نجس میں ہو اور جھوٹا رندوں کا اس واسطے کہ گوشت
اسکا نجس ہو اور اوسے لعاب پیدا ہوتا ہو کذا فی الہدایہ **ص** اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھر ہی اور پرندوں
شکار ہی اور خشرات الارض کا کہ وہ **ف** لیکن پاک ہو بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا
کہ وہ نہیں کہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کما کہ وہ نجس نہیں اور وہ پھرنے والوں میں ہے اور پھر اس میں

کتاب الطہارۃ
جلد اول
صفحہ ۱۸۴

۱۸۴

کتاب الطہارۃ
جلد اول
صفحہ ۱۸۴

۱۸۴

یہ وجہ ہو کہ کما قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ بوزید علی عمرو بن حرثہ روایت کیا ہے اسے اسد بن کیسان صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور ابو روف نے تو اس سے جہالت جاتی رہی اور ابو فراس کے معمول ہونے کا جواب یہ کہ کما شیخ تقی الدین بن قتیق العیسیٰ کہ تحصیل
ابو فراس میں نظر کیونکہ روایت کیا ہے اس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسرائیل اور قیس بن السیج اور ابن عدی کہ کما ابو فراس روایت اس حدیث کا مشہور ہے اور امام اسکا را شد بن کیسان
اور ایسا ہی کما دارقطنی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن العمام نے یہ کہا ہے
فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْإِسْلَامِ أَلَيْسَ كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ إِمَامٌ مِنْ أَوَامِلِ كِتَابِ شَيْخِ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ قَتِيْبِ الْعَيْسِيِّ
بِسَبْكِ كِيٍّ أَوْ قَاضِي خَلِّ بْنِ رَجَاءٍ إِمَامٍ عَظِيمٍ كَالْقَوْلِ سَلَّمَ لَهَا هِيَ أَوْ شَيْخٌ جَوَّاسٌ جَبَّ طَعْنُ كَرْتِ بْنِ إِمَامٍ أَبُو عَنِيفَةَ بِرَبِّهَا كِيٍّ
أَوْ كِيٍّ كِتَابِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ الْفَقِيهِ بْنِ لُكْهَاءٍ كَالْقَوْلِ سَلَّمَ لَهَا هِيَ أَوْ شَيْخٌ جَوَّاسٌ جَبَّ طَعْنُ كَرْتِ بْنِ إِمَامٍ أَبُو عَنِيفَةَ بِرَبِّهَا كِيٍّ
یعنی انہیں ہر جمع ساتھ ہو کر کھنے کی نذیر سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اس سے اس کا وضو اس کے بعد
منافذہ فریقین میں ہو کر ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں اس کی
حشیش راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن عساکر نے روایت کیا ابو داؤد نے خطار کے گھٹنوں نے مکرہ رکھا وضو کو ساتھ دو دھار
غبنہ کے اور کما تیمم چھایا نزدیک میرے اس سے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نذیر سے ایک روایت میں جائز ہے اور
ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اس شخص سے کہ پوچھی اس کو حجت
اور نہیں ہے یا اس کے پانی اور نزدیک اس کے نذیر ہے کیا وہ غسل کرے اس سے کہ کما کہ نہیں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے
وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
اور یہ حکم اس پانی میں ہو جو شیرین اور قوی ہو ہوتا ہو پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نہ شیش لگے اس کے نزدیک اس سے وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم کرنا جائز نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدینوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
فرمایا اَوْ لَا تَسْكُنُوا النِّسَاءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب کو بھی تیمم جائز ہے کسی شخص پر
رضی اللہ عنہ لیس کے معنی محل کے نہیں لیتے اور وہ جو دلیل ہے صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہ ہم بہتے ہیں بیتوں میں تین جہنمے چار جہنمے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور حائض
لو نسا اور ہم نہ تین پانی کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھامے ہر زمین پھر مارا ماتھا پینا اوپر زمین کے واسطے
موند پینے کے ایک بار پھر بار دوسری مرتبہ سو مس کیا اس سے اوپر دونوں ہاتھوں پینے کے کہ نہیں ہرگز روایت کیا اس کو
ابن ابی حنیفہ نے ہر یہ رضی اللہ عنہ ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس حدیث کے شنی بیٹے صلیح کے ہیں کما احمد اور راوی
کدو کچھ نہیں اور کما نسائی نے کہ شریک ہو اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے ہر بار رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کما کچھ پوچھی جھکو جنابت تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب میں ایک ضرب ہوا واسطے مؤخر کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہ میںوں تک وایت کیا اسکو حکم غلام
 کہ کہ صبح الا سناہی اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کما داؤطنی نے رجا لہ کُلہم ثقات یعنی جلال
 اس کے سب ثقہ ہیں اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ آگے آگیا **ص** جب کہ پانی پر قادر ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جہ سے موافق وضو کے پانی پایا وضو اوپر واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب ہوگا وغسل کیلئے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جیسا کہ ہے بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلاف ہے ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھوے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت بناوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہو پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل سمیر احد فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 یا سو گز کا ہوتا ہو یا ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے تو قوت
 آگیا عصر کا مگر بد لغم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موند اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے دینے کو اور
 آفتاب بلند تھا سونہو نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر رہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا جہاں ہوگا
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوگا **ف** اور مختار قول اول ہے **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کا
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب بیمار ہوگا
 کہ خوف تلف عضو ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ كُنْتُمْ عَلَىٰ صَفْوَةٍ أَوْ مَرُوءٍ أَوْ عَلَىٰ صَفْوَةٍ أَوْ مَرُوءٍ أَوْ عَلَىٰ صَفْوَةٍ**
 تیمم کر دیتی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سرخی ضرر کرے یا نہیں بیمار
 کر دیا یا جان پاک کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یہ جب کہ بیمار ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد وغیرہ کے اندر بھی
 جائز ہے و یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے تو یہ سارا ہی پایا پانی کہ سینے فھط پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اوس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فھط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہو مینا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رستی موجود ہو تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان صورتوں
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر نہیں ہے **ف** اگر نماز عید کی فضا ہو کا خوف ہو دورست ہو تیمم کرے کہ نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی رہے گی تیمم سے بنا کر نماز پڑھے

۴۱
 جانب توجہ میں ہو
 کہ سینے فھط پینے کے
 واسطے مباح کیا ہے
 اور وضو
 دونوں کے
 واسطے ہے
 اور اگر پانی
 پایا اور وہ
 جانتا ہے کہ
 یہ پانی فھط
 پینے کے
 واسطے رکھا
 گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے

جیسا کہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اسناد میں اس کی علی بن سلیمان ہی ضعیف کیا اس کو ابن عقیل نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہے اور روایت کی گئی ہے یہ حدیث طریق سلیمان بن داؤد اور وہ متروک ہے اشعور بن لیل وہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ تیمم کہتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ہاتھ دھو دو نون ہاتھوں اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا دھوئے ہاتھوں کو مسح کیا ہاتھوں سے نمونہ اپنے کو پھر مارا ہاتھوں سے دوسری بار مسح کیا کہنیوں سے ہتھیلیوں تک اور اسناد میں اس کی سلیمان بن ارقم متروک ہے نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اور اسناد اس کا ضعیف ہے اور امام احمد کی لیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا جگہ یہ اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اس کو اور مسح کیا اس سے نمونہ اور دو نون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم میں ضربۃ لوجہ والکفین یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہوا وسطے نمونہ اور کفین کے روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو امام احمد اور صحیحین میں بھی اس قسم کی حدیث ہے جو مسح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ کہا علی شریح موطا میں اور بعض تفسیر میں اور یقول مخالف یقول امام مالک کے موطا اپنی میں قال یحییٰ سئل عن الرجل کیف التیمم واین یمسح بہ فقال یضرب ضربۃ لوجہ و ضربۃ لکبیدہ و یمسح ھما الی التیمم یعنی کہا یحییٰ کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہاں تک پونچھا اس کو کہا کہ مارے ایک بار وسطے نمونہ اپنے کے اور ایک بار وسطے دونوں ہاتھوں اپنے کے اور مسح کرے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک لیکن جواب اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان سنت کا ہے اور فرض اُن کے نزدیک ایک بار ہاتھ مارنا ہی چھ جائز ہے کہ تیمم مع کہنیوں کے ہو جیسا کہ اکثر احادیث میں جو اب پر گذرین موجود ہے اور زہری کے نزدیک موثر ہوں اور غفلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اس پر علی بن سید جیسے ص اور ترتیب بہار نزدیک شرط نہیں لیکن استیعاب شرط یہاں تک کہ اگر کچھ بخور اس بات کی رہیگا کہ اس پر ہاتھ نہ پھر جاوے تیمم جائز نہ ہو گا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہے وضو کا تو جو حکم وضو کا ہو وہ تیمم کا بھی ہو گا ص اور اجماع طریق مسح کا اس طرح ہے کہ ہر کچھ گھٹا کی طرف تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی لیکے مع ہتھیلی کے اور بائیں ہر سید ہاتھ کی اوٹھکیوں کے سر تک کہنیوں تک لیکن پھر بعد اس کے انگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اوٹھکیوں کے سروں تک اور سطح پھر بائیں ہاتھ کو مسح کرے بعد اس کے اگر اوٹھکیوں کے اندر غبار نہ پونچا ہو تو خلال کرنا واجب ہے تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے غفلوں طرفین کے نزدیک جائز تیمم اس جو چیز سے کہ جو جنس نہیں ہے اور پاک ہو جیسے خاک اور رینگ اور پتھر اور سرمہ اور ہر تال وغیرہ جو زمین کی قسم سے ہیں اگر چہ غیر غبار کے ہوں اور جانندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہیں مگر جب گرد آلود ہوں اور سطح گھسیوں اور جو چھائی زمینیں گرد آلود ہوں اور اس کو جہاں نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہیں اور نماز جائز ہے ف نماز ہوا واسطے جائز ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ الاخرۃ یمسح یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہے اس کا اور یہ حدیث چھائی نہیں گئی اور وہ علم اس واسطے جائز نہیں کہ قرآن شریف میں طیب کی بھی قید ہے اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہ ہوگی اور صحیح حجت بظاہر اس سے جیسا کہ اب بعض محققین نے عن حماد بن عمار قال قال اللہ قال کان ابی النضر بن جابر وقبیل وکذب فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام یخیر شعثا کثیرا ذلک

سلمان بن عبد اللہ

سلمان بن عبد اللہ

ذہبی سے مراد ابن شہاب زہری کا ہے
سنہ مذکور
سنہ ۱۲۱
نہی سے مراد
فی الفروع یعنی
نہیں اصل اس کی
مذہب ۱۲۱
سنہ ۱۲۱
نہی سے مراد
فی الفروع یعنی
نہیں اصل اس کی
مذہب ۱۲۱
سنہ ۱۲۱

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح غسل بھی اگر جو فرض کی شیعیت میں جو دلیل ہاں
یہ حدیث ہے کہ زمین بالکل کھلنے والی ہو مسلمان کی اگر چہ بپاؤ پانی دس برس میں نایت کیا اسکو بہت ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور
امام شافعی دلیل کرتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ من السنۃ ان لا یصلی بالقیل الا من صلوۃ واحدۃ
یعنی سنت یہ بات ہے کہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے آخر جہۃ الدار قطعی و البیہقی راضی کہ ایک ہی نیت
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی تو وہ مانند حدیث مرفوعہ کے ہو اور ایسا ہی ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی
زہرہ صنف میں اور مروی ہے عمرو بن عباس رضی اللہ عنہ کہ دو تیمم کرتے تھے واسطہ ہر نماز کے اور ایسا ہی فوری تھے قنادہ روایت کیا کہ
واقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ کرتے تھے واسطہ ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جوابا اسکا یہ ہے کہ اوپر سن کر کوئی اثر
صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن عباس میں کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہے ابو یوسف نے حسن بن عمارہ اور وہ دونوں ترک ہیں اور
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہوا اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن اعطہ ہے ترک کیا اسکو عبد الرحمن مہدی ابو یوسف بن قطان
نے اور کہ امام احمد اور واقطنی نے کہ حجت نہیں ہے پڑھی جاوے گی اوسے اور کہ امامی بن مہین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور اثر عمرو
بن عباس رضی اللہ عنہ کا اوسین انقطاع ہوا اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اس کے عام احوال پر ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ اور ثوبان کی
اوسکی ابو حاتم نے اور سلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوعہ کا نہیں ہو سکتا ہے کذا ذکر کر کے بعض الکتاب اور بھی اسکا حل
استحاب پر کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی واجب نہیں ہے استحباب ہر علاوہ اسکے کہ محدث
فیروز آبادی شافعی نے سفر السعادت میں و لکن یحذرنی حدیث صحیحہ انہ یتیم کل فی فیضۃ یتیمہا جلد نکالے
اھربہ مطلقا و قائمہ مقام الوضوء یعنی نہیں پایا ہے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطہ ہر نماز کے
بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقا اور قائم کیا اسکو مقام وضوء کے انتہی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے تمام
وضوء براہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطاء کا **ص** جو خبر کہ وضوء کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا انا کہ
اوسکی طہارت کو کافی ہے تیمم کو توڑتا ہے تو اگر اوس شخص نے وضوء پانی پایا اور وضوء نکلیا اور پھر پانی نکلا تو پہلا تیمم اسکا ٹوٹ گیا
ابن مہر تیمم کرے اور جب نے اگر تمام بدن کو دھو یا لگے بیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اس کے حدیث ہو گیا اور دونوں حدیث کے لیے
ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضوء اور بیٹھ دونوں کے دھوے کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہو کہ
وضوء کو کفایت کرتا ہے نہ بیٹھ دھوے کو تیمم دونوں حدیثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور
وضوء کے حق میں باقی رہا فقط وضوء کے لیے کفایت کرتا ہے بیٹھ دھوے کو کفایت نہیں کرتا ہے وضوء کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق میں باقی رہا اور اگر اتنا پانی ہو کہ اوس سے فقط وضوء ہو سکتا ہے یا فقط بیٹھ کا دھونا دونوں نہیں ہو سکتے تو پہلے بیٹھ دھوے جو اس
نفس میں باقی رہی تھی اب وہ تیمم واسطہ حدیث تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک ہی تم کافی ہے اور اگر اوس نے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اس کے بیٹھ دھو یا اس میں بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں
پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر اس نے اوس پانی سے بیٹھ دھو یا بلکہ پہلے وضوء کیا جب تک حق میں اسکا
تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر صلی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطہ جاسے کہ اور دوسرا واسطہ حدیث اور پھر پانی

ابن عمارہ
ابن عمر
ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس

ابن عمر
ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاویں گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کی تیمم نہ توڑے گا اور اگر دونوں میں سے
ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی صورتیں میں اور وہ بھی حکم میں جس کا اوپر گذرا اور اگر مصلحت سے
تیمم واسطے جنابت کی اور پھر اور سکو حدت ہوا اور بھی تیمم حدت کا نہیں کیا ہی اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت
تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہی کہ سب کے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدت کے واسطے تیمم کرے
اور سخت بات یہ کہ اس پانی سے جتنی پیچھے دھوئی جاوے دھو کر نہ جنابت کم ہو کہ **ف** چلیج نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ ایک پانی
کا ضائع کرنا ہی جو اس کا یہ کہ ضائع کرنا نہیں ہے کہ نہ اگر شاید گے جلے اس سے پھر پھر اس پانی پایا کہ بقیہ پیچھے کو لغات کرنا
نہ جنابت و سبکی اور ہوا بھی تو اگر پہلے پانی سے پیچھے نہ دھو لیتا تو یہ پانی لغات میں کرنا مکمل فیہ **ص** اور اگر اتنا پانی
پایا کہ پیچھے کے واسطے کافی ہو دھو اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیچھے کو کافی نہیں وضو کرے
کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جب باقی ہو وضو کرے اور
حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اس سے موافق ہو جس جگہ کے دھو کرے
پایا لیکن پہلے اس سے حدت کا تیمم کیا بعد اس کے پیچھے دھوئی اب پھر تیمم حدت کا کرے یا نہ کرے ہمیں دو روایتیں ہیں یہی یاد رکھو
روایت میں پھر تیمم حدت کا کرے اور اصل روایت میں پھر کرے اور اگر اس کے بدن یا کپڑے پر ایک دم سے نجاست زیادہ ہو کہ
تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً اس
کا یہ جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تھا اس واسطے مباح ہی جو اس شخص تم میں سے چاہے اس وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اس مرتبہ میں جب ایک شخص اس سے وضو کر لے گا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے
کیونکہ ہر شخص کو ایسا کہلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی پہنچے تم سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو کہید کا تیمم ہو گا
کیونکہ اس پانی میں سب کا حصہ ہی اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں جو کو یا سینے پانی موافق اپنی ہمارے کیا پھر اگر وہ سب مل کے
سارے پانی ایک شخص کو دیدین امام عظیم کے نزدیک تیمم اس کا باطل ہو گا اور احمد بن حنبل کے نزدیک باطل ہو گا اور علی بن ابی حمزہ
اگر تیمم کرنے والا مرتبہ کا کافر ہو جاوے گا معاذ اللہ تو تیمم ہو سکا نہ توڑے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اس کا باقی ہو اس تیمم سے نماز درست ہے
اگر کسی شخص کو اسید پانی ملنے کی پوچھ ہو اس کو نماز کا تاخیر کرنا اور جب دل وقت میں اس سے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو چھوٹا پانی کا واجب ہو جاوے گا اور غلو تین سو قدیم سے
چار سو قدیم تک ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی ٹلنے سے قافلاً غائب ہو جاوے گا
تیمم جائز ہے اور صاحب محیط نے اس کو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ اور وہ بھول جائے تو تیمم سے نماز درست ہے
پھر پانی یاد آئے اور اگر وہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اور صورتیں ہیں
کہ اس سے پانی کو خود یا غیر نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور جس کو غیر نے بغیر حکم اس کے رکھا ہے بعضوں نے کہا تیمم اس کو سب کے
نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا اگر اس وقت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے بدلتہ میں اور اگر وضو کا مانع بندوں کی طرف ہو
تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

تو نہ وضو کیا تو قتل کرونگا تم لوگو جائز ہر گز وہ شخص چلا جاؤ اور مانع جاتا ہے نماز کو پھر وضو کرنا چاہیے ایسا ہی ہے

باب سمع موزون کے بیان میں

سمع موزون کا احادیث سے جائز یعنی ثابت ہو اور قرآن شریف سے دھونا بیکر ثابت ہو اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے سمع کی مدت تین دن اور تین رات مقرر کی اور تقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت میں سمع خفین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا **وَلَمْ يَسْمَعْ عَلَى الْخَفِيِّينَ فِي الشَّكْرِ وَالْخَضِرِ** یعنی سمع کرتے ہیں ہم اور پرموزون کے سفر اور حضر میں اور کما امام صاحب نے نہین حکم کیا سینے ساتھ سمع کے یہاں تک کہ آیا سیر پاس نازد و شنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو سمع موزون کا جائز نہین کہتا وہ بعینی ہے اور اس باب میں قریشی صحابیوں سے روایت ہے اور ستواتر المعنی بعض لوگوں نے اس حدیث کو گناہی تفصیل اسکی شامع ابن ابی و غیر میں کہ جو جس کا جی چاہا ملاحظہ کرے اور یہاں بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حدیث موزون پر سمع درست ہے مگر یہ کہ جب ہو تو سمع جائز نہین **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے کہ جو جب کہ ہو ہم سفر میں یہ کہ ناوتارین موزون اپنے کو تین رات و تین دن تک مگر جناب سے اور ناوتارین پیشانی پر سچا اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ **ن** اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب نے تمیم کیا بعد اوسکے اوسکو حدیث ہوا اور اوسکے پاس وضو کے موافق پانی ہو اوسنے وضو کر کے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل کیا اور پھر پانی گتو پھر پانی مقدار وضو کے پایا سوا پھر تمیم کیا واسطے جناب سے تو اگر اگر بٹ کرے تو وضو کرے اور موزہ اوتا کرے اور پھر دھوے واسطے کہ جب کو سمع جائز نہین اور سنت سمع موزہ میں یہ کہ تین اونگلیوں ساتھ کی کشادہ کر کے ہاتھوں کی اونگلیوں کے سرے سے پٹائی تک تین خط موزے پر کھینچے اور اگر اونگلیاں کشادہ کیں مگر تین اونگلیوں سے سمع کیا جائز ہوا اور اگر پہلے ایک اونگلی ترکی اور سمع کیا اور پھر ترکی اور سمع کیا اور پھر ترکی اور سمع کیا اور تینوں باطن علی جگہ پر سمع کرے تو درست ہو لیکن اگر تینوں بالیک ہی گاہ پھر درست نہیں اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اونگلی سے سمع کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سمع موزے سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اونگلیوں کو سر موزہ پر رکھے ہتھیلی کے پائیمتیلی کے پٹائی پر کھینچے اور اگر اونگلیوں کے سرے سے سمع کیا درست نہین مگر جب کہ موزہ مانتا ہے چاہے کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر اونگلیوں سے قطر بہتے ہوں درست ہے اور سمع سنت ہے ہتھیلی سے اور اگر ہتھیلی کی پشت سے سمع کیا جائز ہوا اور پیر کی اونگلیوں کی طرف سے سمع شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر پٹائی سے شروع کرے گا درست ہو جاوے گا اور اگر سمع کو بھول گیا اور موزہ کا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا سمع درست ہو گیا اور اس طرح اگر سر کا سمع بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا سمع درست ہے اور اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزے کا تر ہو گیا اگرچہ موزے سے ہو کہ درست ہے اور یہی صحیح ہے اور سمع ظاہر موزے پر کرے **ف** ظاہر موزے سے مراد پشت موزہ ہے اور باطن سے مراد پیٹھ موزے کے ہے یہاں کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کیا ابو داؤد حضرت رضی علی رضی اللہ عنہ کے انھوں نے فرمایا کہ اگر کار و بار دین کا عقل پر پونہ بیچے موزے کا ادلی تھا سمع کرنے میں اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اور پھر سوچ کے مسح کرنا واسطے ادا فرمیں گے اور نیچے سوچ کے واسطے ادا فرمیں گے اور جو حدیث اس باب میں مندرج ہے
 رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک میں مسح کیا آپ نے اور سوچ کے اور نیچے اسی
 سوچ کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اور اتصال اسکی سند کا
 منقطع نہ ثابت نہیں ہوا کہ ترمذی نے سوچا سینے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے
 اور ابو داؤد نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داؤد کے علی ظاہر ہر جہاں لفظ واقع ہو معنی مسح کیا
 اور ابن جوزی کے **ص** اور روزوں کے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپائے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اور سینے اگر تین انگلیاں
 کے برابر پڑا ہر سوچا مسح درست نہیں اور اگر اس کے کم ہی درست ہے اور اگر روزہ ڈھیلایا کہ اوپر دیکھنے میں باغی ہو کھلی دنیا
 مسح اوپر جائز ہے اور جرموق پر مسح جائز ہے اور جرموق اسے کہتے ہیں جو سوچ کے اوپر پہنے جانے میں واسطے حفاظت سوچ کے
 کیچڑا نہ جاست وغیرہ اسے تو اگر چہ کے میں یا مانند اس کے اور پھر مسح جائز ہے اگر چہ فقط جرموق ہوں اور روزہ اس کے نیچے
 اور اگر کپڑے کے میں یا مانند اس کے تو اگر دیکھتے ہیں ایک بے بغیر روزہ بن کے پہنا ہی مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر سوچ بھی اس کے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اسکی سوچ کو پہنچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگر جرموق چپڑے کے میں یا مانند اس کے اور روزہ
 مسح کر کے بعد صحت کے انکو سوچ پر پہنا مسح لوہہ درست نہیں سوچ پر کرے اور اگر قبل صحت کے انکو پہنا اور مسح کیا اور پھر جرموق کو اتار
 اور روزوں کو نہ اتارنا روزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوتہ کے سوچ پر اگر مسح کیا بعد اس کے ایک تہ کو اتار دوسری تہ پر
 مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اتارنا اس کے سوچ پر کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ دوسرا جرموق بھی اتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر مسح روزوں پر **ف** مسح جرموق پر ہوا
 درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
 عمامہ اور جرموق پر **ص** اور جو رب پر مسح درست ہے اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے ان کے چھڑا لگا ہوا تھا
 چترے کا ہو تو اگر بغیر باندھے تم سے ہیں لیکن چترے اور سینے میں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اور پھر درست نہیں ہے اور حنین
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر جو رحمہ اللہ جمعین
ف جو رب اسکو کہتے ہیں کہ سوچ پر بسبب حفاظت سر دے پہنا جاتا ہے یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو رب پر مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہ میں شعبہ کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو رب پر تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ اس کے اور ابو داؤد نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو ربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بنیٹے سناج کے میں ضعیف کیا انکو احمد اور ابن
 اور ابو زرہ اور نسائی وغیرہ نے سنن ابی داؤد میں ہے کہ مسح کیا جو رب میں پر حضرت علی اور ابن سعد اور برابر بن عازب اور انس
 بن مالک اور ابوامار اور سل بن سعد اور عمر بن جریر رضی اللہ عنہم جمعین غیر ہم نے اور روایت کیا ہے حضرت عمرو ابن
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح روزہ اس وقت درست ہے کہ بعد پھینکے کے وقت حدیث کے ملہارت تمام ہو تو اگر اس نے

حدیث معلول

عیسیٰ بن سنان

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پر دو گھونروہ پڑنا بعد اسکے باقی چھنا دھو کے بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اوسنے وضو کیا
یا مرتبہ وضو کیا تو نہایت پرکھو گھونروہ پڑنا اور دوسرے پرکھو گھونروہ پڑنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورت میں مسح جائز ہے اور نہایت
وقت پہنچنے سے پہلے اسکے طہارت اوسکی تمام نہری اور دوسری صورت میں وقت پہنچنے پہنچنے سے پہلے کہ لیکن وقت حدث دونوں صورتوں
میں طہارت اوسکی پوری ہو **ص** اور مسح جائز نہیں ہے عمار اور ثوبی اور براق اور دستانون پر **ف** امام محمد رحمۃ اللہ
موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچا ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا گوگون مسح عمار
کہ انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسے اخذ کیا عنے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبیدہ بن جعد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اور مٹی اپنی
مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچا ہوا کہ اول میں مسح اور پھر عمار کے جائز تھا اور اب منع ہو گیا اور یہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اکثر فقہاء کا اور ہشام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عامہ سر اور مسح کرتے تھے سر پر اور
دستانون کو بھی عمار وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو منیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اور عمار کے منیر
ہو اور لیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے **وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ كَغَيْرِكُمْ** مسح کرو
اور سر پر اپنے **ص** اور فرض مسح سورت میں برابر میں اوکل کے ہین ہاتھ کے اور اسے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح
میں فرض نہیں **ف** ہر پہ میں روایت ہے منیر بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں
موزون اپنے کے اور کھینچا اوکو اوٹھایا **ص** اوپر تک ایک بار اوٹھایا کہ میں نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر سورت آنحضرت صلی
علیہ وسلم کے کہ گئی خط تھے اوٹھایا **ص** اور مدت مسح کی تعظیم کو وقت حدث ایک لٹ اور ایک دن ہوا اور مسافر کو تین دن
اور تین لٹ **ف** بمثال اسکی یہ کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور سورت پہنچنے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب
مدت عصر کے وقت صلی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل کو رہو فی اور اور حدیثیں بھی اس باب میں آئی ہیں اور
اکثر احادیث کا یہی ضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین لٹ ہے اور تعظیم کے واسطے ایک دن اور ایک لٹ اور ایک
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چاہے کہ یعنی کچھ مدت نہیں مگر جنابت سے اتار کر اور یہی قول ہے اربع قاص کا اور
دلیل کہتے ہیں اوسے جو روایت کیا حاکم نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے
تم میں اپنے سورت پہنچنے سونماں پڑھی اول دونوں موزون میں اور مسح کرے اوپر اور نہ اؤتار اگر چاہے اوکو مگر جنابت سے اور
ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داؤد روایت کیا ہے ابی بن عمار
رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرو میں موزون پر فرمایا مان کہا ایک دن فرمایا اور دونوں
کہنا اور تین دن یہاں تک کہ پونچے سات دن تک سو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اخْتَلَفَ سَفِي**
السَّادَةُ وَلَيْسَ هَذَا بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد میں اوسکی اور وہ قوی نہیں دوسرے کہ مخالف ہے روایت
اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
جسکو حاکم نے صحیح کیا ہے اور اوٹھانی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے وہ صحیح ہے اوسکا یہ ہے کہ وہ حدیث معمول ہے تین دن کی

مدت پر جیسا کہ گذرا **ص** جو چیز کو وضو کو توڑتی ہو مسح کو بھی توڑتی ہو **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو نہیں ہوگا اور
اوس کا یہ قائم مقام ہو تو جس سے وضو ٹوٹ گیا یہ بھی توڑیگا **ص** اور نکالنا مسح کا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پیر دونوں پر
دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہو اور جو مسح کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پر بھیک جاوے
مسح ٹوٹ جاتا ہی اور فقہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پر بھیک جاوے مسح ٹوٹ جاوے اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام
ہو جاوے دھونا پیر کا اوس پر فقط واجب ہوگا اگر وہ با وضو ہو اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کرے اور باہر نکالنا اکثر قدم کا
موز سے مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکالنا زیادہ ایڑ کا طریق ہے پندلی کے مسح کو توڑتا ہی
مروی ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پیر جاوے اور پیر اتنا ہی موز سے مسح جاوے
مسح جائز نہیں اور اسے اگر کم چٹا ہو تو درست ہو اور اگر لنبا چٹا ہو کہ اوس میں تین اونگلیاں برابر سما جاتی ہیں لیکن اتنا نکالتا نہیں
مسح درست ہو اور اگر ملا ہو ایسی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہی مسح درست نہیں بلکہ جو موزہ رسی وغیرہ بنا ہوا اور نیچے سے
ٹٹھنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح کہ کچھ اوس میں سے کھلا نہیں رہتا تو پیر مسح درست ہو اور اگر کھلا رہتا ہی تو اگر مقدار
تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہیں بلکہ اگر درست ہو اور اگر ایک موز میں بہت جگہ چٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے موافق
ٹٹھرے تو اوپر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موز سے چٹھے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہند ٹٹھرے تو مسح درست ہو اور اگر مقیم موز پر مسح کیا
اور ایک ان کے گز سے پہلے مسافر ہو تین اتنا کہ بعد اوتار کے اور اگر ایک دن ایک اتنا گز سے پہلے مقیم ہو ایک دن اور اگر ایک
بعد اوتار کے اور اگر مسافر بعد ایک سات و ایک دن کے مقیم ہو ایسا غیر مسافر ہو موز کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہو اگرچہ وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو
پٹی پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہو اسکو ابن ماجہ اور سند اسکی صحت
ضعیف ہو اور اس واسطے کہ موز کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موز کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی
درست ہو گیا اور اگر زخم لچھے ہوئے کے بعد پٹی گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہو ویکچہ اگر اوس کا وضو ہو تو فقط اوس مقام کو
دھوئے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوس کا درست ہو **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت
کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سر زخم لگا تھا اور اوسکو حکم ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا اور
اکڑے مگر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہنچی کہ عطاء نے کہ پونہچا ہلکا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا
تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ص** اور اگر ضرر نہ کرے
تو اوس میں کئی روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی ترک کرنا اوس کا اور فتویٰ اس پر ہو کہ ترک کرنا درست نہیں
اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا نہ
جیسا کہ گذرا پوشیدہ ہے کہ مسح پٹی پر جب درست ہو کہ جب مسح اوس عضو کا کر سکے جیسا کہ دھونا نہیں سکتا اس طرح کہ پانی اوسکو
ضرر کرتا ہی یا پٹی بندھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہو ویکچہ پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ مسبب عذر کے ہو اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہوگا **ص** اگر اعضا اصلی کے پٹھے ہوں اور انکے دھونے سے عاجز ہو تو پانی بہانا اور سپر لازم ہو گا اگر بہانہ نہ سکے تو اسی جگہ کا مسح کر لے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو ناجائز اور گرداؤ سے دھو کر **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ماتہ اوسکے پٹے ہیں کہ خود وضو نہیں کر سکتا دوسرے کو اسے نوادہ دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کر لیا جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اوسنے پیر کی پوائی کی جگہ پر دانی لگائی ہو پانی کو دو بار گزرا دیکو اور اگر بانی بہایا اور پھر دو اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو پھر دھو کر اور اگر تندرستی میں گری ہو تو نہ دھو کر اور اگر کسی شخص نے وضو نہ کر لیا اور گدی رکھ لیا اوسکے اوپر پٹی باندھی بعض لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اور سپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک کہ دوسرے شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہے **ف** اس واسطے کہ سطح عذر کے ہو اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہو **ک** اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے صحت ہو کر اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہے اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص** اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام جراح سے اتنا ناظر کر تا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراح تک نہ دھو کر اور پھر باندھ لیکو اور مقام جراح کا مسح کر لے اور اکثر شائع اسپر میں کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردن میں اگر پٹی کے اگر بدن کھلا ہو مسح اور سپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خوف اس بات کا ہی کہ پٹی تر ہو اور تری اوسکی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدی پر باندھی جائے اوسکو عصا بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصا کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عصا کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصا بے پر مسح کر لیا اور پھر اوکو اتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی یا عصا باندھ بتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر کر لیا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصا کے کچھ ضرر نہیں بلکہ ایسا کافی ہے اور پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موز کیواسطے ہے تو اگر پٹی پر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا واجب ہے خاص کے اور اگر اچھے ہو کر گری تو مسح باطل نہ ہو دیکھا خلاف مسح موز کے کہ اگر ایک موز کو اتار لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جسکو رحم عورت باندھ کا جھانکا ہو اور عورت بالغہ نو برس میں ہوتی ہے نیز کسی بیماری اور سن نامیدی کو بھی نہ پونہی ہو تو جو خون رحم سے نہو دیکھا حیض نہیں اور اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیمار سے آوے گا اور جو خون ہمیشہ جاری ہے بعض خون حیض ہو دیکھا بعض سراسر ہے اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہے اوسکو نفاس کہتے ہیں یہ بھی حیض میں داخل نہیں اور صحیح یہ ہے کہ حیض بعد سن ایسا کہ نفاس **ف** ایسا کہ معنی نامیدی ہے ہیں تو گویا وہ میں حیض نامیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایسا بعض کے نزدیک ساتھ برس میں اور بعضوں کے نزدیک پچیس برس اور یہی تجویز کیا ہے مشائخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام نہ پونہی

ص تو جو خون عورت بعد اس سبب دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** پہلی شہادت شرع و قایمین ہر کوئی
 ہمارے زمانے میں اور اسکے ہر بعد پچھن برس کے حیض نہیں رہی بلکہ حضرت عائشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص**
 اور فتویٰ آہر ہر کوئی جب خون سیاہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس کا خاوند مر جاوے اور اس کو حیض نہ آتا ہو تو چار مہینے دس دن کی
 عدت ہی اگر وہ عورت آزاد ہی اور اگر لونڈی ہی تو دو مہینے اور پانچ دن ہو اگر قبل تمام ہونے عدت کے عیسیٰ **ف** یعنی حیض
 نا امید ہوئی اور سن ایس کو پوچھی ہو **ص** ایسا خون کچا عدت مہینوں تک باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا
 خون کچا تو عدت باطل ہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خالی ہی تو وہ حیض نہیں استحاضہ ہی **ف** استحاضہ کا لگے بیان آوے گا **ص**
 اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر
 تیس دن کا ہی اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک دن اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہے کہ کم مدت
 حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا شیب تین دن اور تین دن اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اسکو
 داؤد قطنی نے ابی امام سے کہا داؤد قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد میں اسکی مجہول ہے اور علا بن بشیر نے روایت
 کیا عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اس سے
 تو وہ استحاضہ ہی اور سبب حسن بن علی کے ضعیف کیا اسکو اور حدیث مشہور ہے عن ابن ابی جابر اور روایت ہے یوسف بن ابی یوسف
 کہ ابن عدی حسن بن علی سے کہ نہیں دیکھا میں نے اسکو شدید بکارت میں بلکہ حدیث ابی ہریرہ کے ہے اور روایت کیا داؤد قطنی نے
 عبد الغزیز اور دوسرے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ عورت ہاں نہ
 دس دن تک اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ نہیں جانتی ہے عورت استحاضہ کیا ہے اور
 نہ دو دن میں بیان تک کہ پوچھے دس دن کو سو وہ استحاضہ ہی اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہنا
 جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ نیز المستحاضہ کے بغیر مل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان بن مسعود بن جبر سے
 کہا کہ حیض کثیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ اور روایت کی داؤد قطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ائمہ
 بن مسعود سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو کہ ابن
 مجہول ہیں اور روایت کیا ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے حیض کم
 تین دن سے اور نہ اوپر ہی دس دن سے اور ضعیف کیا اسکو مجاہد بن جعد ثمالی سے کہ وہ واضح الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو غنی نے
 معاویہ رضی اللہ عنہ اور ضعیف کیا اسکو محمد بن جعفر بن عوفی سے کہ مجہول ہیں اور روایت کیا ابن جبر نے علی متناہیہ بن جبر رضی اللہ
 عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن اور کم مدت درمیان حیضوں کے پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا
 اسکو سلیمان بن علی نے ابو داؤد سے اور وہ واضح حدیث کا اور حدیث حجت بن اہم شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم
 مدت حیض میں بعض روایت کیا ہے کہ کم مدت تین دن اور تین بات ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
 اور اہل کوئٹہ کا اور اسی اخذ کیا ہے ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں ابی کوئی حدیث صحیح
 اس باب میں نہیں آئی **ص** اور شرط حیض کا جسے ہوتا ہے کہ خون فرج خارج تک آجائے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل کر لیا

علاء بن مسعود

علاء بن مسعود

حسن بن علی

محمد بن جبر

محمد بن جبر

محمد بن جبر

محمد بن جبر

ف کرسف اوسکو کہتے ہیں جو عورتین مقام حیض میں اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا کہتی ہیں **ص** اور خون اوسکی ہتھ بند پہنیں فرج خارج تک نہیں پونہا پر حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑیگا تو کرسف کے رکھنے وقت حیض جب متحقق ہوگا کائن فرج خارج سے کرسف تک آجاکو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہو حیض متحقق نہوگا مگر جب کرسف اٹھا لیا جاو تو اوتھانکے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم یخون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک نہیں سے کوئی آویگا تب حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر نہ اپنی حلیل میں یعنی سوراخ ذکر میں ولی رکھی ہی حکم ہو اور قلفہ خارج میں داخل ہو **ف** قلفہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ ختنہ کیا جاتا ہو تو وہیں اگر پیشاب آجاو گیگا نماز ٹوٹ جاوے گی اگرچہ باہر کے **ص** اور رکھنا کرسف کا بلکہ کوایام حیض میں سب سے پہلے اور شیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہو تو فرج داخل میں رکھنا مکروہ ہو اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر ازخون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہووے گا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی بھی تو حکم طہارت جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہو اور جو رنگ کہ مدت حیض میں ہو اس سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہو **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بت کہ مدت طہر کی پندرہ روز میں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متخلل کہتے ہیں اوس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ میں سب چھ رنگ علم نے بیان کیے ہیں سرخ شبنہ سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی ملتی ہوئی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل سے کہ یہ عورت حائضہ ان چھ میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہو مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی ہم نے بیان نہیں کی جو قول مفتی ہے ہوا سکو ذکر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن کم ہو جب وہ خون کے بیچ میں آئے تو اگر تین دن سے بھی کم ہو تو وہ سب کے نزدیک حیض ہو اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام غنم سے ایک دن میں بھی حیض میں داخل ہو اور بعضوں نے کہا ہر کسی پر فتویٰ ہو کہ چونکہ اس میں ہر فتویٰ پوچھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر **ف** ہدایہ میں لکھا ہے **وَكَهَذَا الْقَوْلُ آئِنَسٌ** یعنی تسک کہ ناسا ساتھ اس فعل کے آسان ہو اور یہی ہوا آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب سب ابن المبارک کی روایت امام صاحب ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب نے تفصیل میں ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ کو عوام کا کوئی فائدہ تصور نہیں ہوا سطر ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہو اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تو سب صحیح ہے مگر ب میں حیض ہو اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہلکے نزدیک حیض ہو **ف** اور فرق ان دنوں میں بیان کر چکے اور بعض اماموں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں لیل انکی یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام عطیہ سے کہ انھوں نے ہم نہیں گنتے بن تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور ہدیہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا سفیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت حائضہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا اسکے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ
 حدیثی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کھا لیں ہوتی ہو عورت نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہو
 روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
 ساتھ قضا کرنے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض عراج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کیا لازم
 اور یہ مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہیں **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا یا نماز اسکے وقت سے
 ساقط ہو گئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز اوپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن سے پہلے
 اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم ہو سکتی ہو نماز واجب ہوگی اور اگر اس کے وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ
 عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزہ میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا او سکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا او سکی واجب ہوگی
 اور نماز میں اگر حیض آیا قضا او سکی واجب ہوگی اگرچہ نفل ہو اور اگر حائضہ عورت رمضان میں دن کو پاک ہوئی تو کچھ کھایا روزہ کا
 نہ ہوگا لیکن کھانا او سکھو واجب ہوگا اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی او سکھو کل کاروزہ رکھنا واجب گا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو
 اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب گا اور اگر اس کے کم ہو تو
 واجب نہ گا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اس نے غسل نہیں کیا روزہ او سکا باطل ہوگا اور حائضہ کو درست نہیں کہ سجدہ
 میں آئے اور طواف خانہ کعبہ کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم
 صرف میں کہ تمام ایک مقام کا ہو تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ
 نہ طواف کرنا کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور سجدہ میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا میں حائضہ ہوں
 تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیسرے ماہ میں تو نہیں ہوا اور اسی واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو سجدہ درست نہ
 اور ہر کہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی نہیں حلال کرتا ہوں سجدہ کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
 ابو داؤد اور ابن ماجہ و بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے معریف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں اسکی افادت بن حلیفہ
 کوئی معمول الحال ہے اور کہا ابن الرضی نے کہ وہ متروک ہے جواب اسکا یہ کہ ابن الرضی کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے
 ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اسکو ابن خزمہ نے اور حسن کہا اسکو بخاری
 بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام حرام ہو جاتی ہیں
 حلال ہو جائیگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا ران
 ران ملے اور بوسہ لینا اور اس مقام کے سوا کچھ چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور
 باقی سب سہیح استماع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو اپنی عورت کی کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 باندھ تو اوپر از سر تک چھو اختیار ہوا زار کے اوپر کا اور وہ جو چھوئے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ مرسل

تھے یونہی راویوں کے مقبول ہو اور راوی اس حدیث کے شیعہ ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و دارمی نے آور زوایت ہو
 معاذ بن جبل سے کہ کہائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجھ کو وقت حیض کے کیا حلال ہو گا کہ اوپر ازار کے اوپر بچہ بنا
 اس سے افضل ہو روایت کیا اسکو زرین نے اور محیٰ المستسنی نے کہا ہو کہ اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
 اور گناہ کبیرہ ہے بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جماع کرے
 حائضہ سے یا کسی عورت کی کہ برہمن یا کسی کا بہن کے پاس آئے اس سے خبر پوچھنے کو سواو سننے انکار کیا اسکا جو محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوا صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں ازا باندہ ملیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 سیاحت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
 بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے اون سے کہ کیا مباشرت کر محی مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ باندہ لے ازا اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا اوپر لکھا ازار ہوتی تھی نصف راتوں تک راتوں
 اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی ہاشم و عکرمہ رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے سنا بعض
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر او اسکی لکڑی
 اور شاید اسی سے کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چہ ایک آیت
 کم ہو کہ یہی نبی کریم رضی اللہ عنہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہو کہ قرآن
 کے قصد سے ہو کہ اگر بغیر قصد کے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَسْمَعُوا** یا شکر اللہ تعالیٰ تو کچھ حرج نہیں
 قرأت واسطے جنب اور حائض کے سوا سب جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن میں
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ و داؤد قطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو قطنی
 نے مرفوعاً اور بعضوں نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم **ص** عورت حائضہ کو تجھی قرآن کی درست ہے **و**
 اسواسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاؤ
 اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہراؤ اور اب طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور ہر آدمی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدمی پڑھاؤ اسی طرح لکھا
 اور موقوفات کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور توریت و انجیل
 پڑھنا مکروہ ہے **و** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محمد ثبے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **و** اسواسطے کہ قرآن
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں روکتی تھی کوئی چیز کو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد و اصحاب سنن
 اور ابن خزمیہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ و داؤد و بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکین اور بیہقی
 ابو یوسف نے شرح السنین اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں درس آستین اخیر سورۃ آل عمران کی
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **و** اسواسطے کہ
 قرآن شریف میں آیا **لَا يَسْمَعُ الْاَلُ الْمَطْمَرُ** یعنی نہیں جھوٹے ہیں اسکو مگر بال لوگ **ص** مگر خلاف کے

مثلاً اوکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اسنے خون بارہ دن تک کچھا پانچ دن استحاضہ کے ہیں اور نفاس کی عادت سیکو
تیس دن تھی اور خون اسکو پچاس دن تک کچھا بیس دن استحاضہ کے ہیں یکم تو متاود کاہر اور متنبہ کا خون اگر جاری ہو جائے
سے دس دن اسکو کے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اسکا خون ہمیشہ جاری ہو جائے دس دن نفاس کے گئے جاوے
اور باقی استحاضہ کے اور خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہے **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اسکا جاری رہا تو
جتنے دن اسکو کے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اسکو نماز پڑھے غسل کرے جب دس دن اور چھ دن کے نماز ترک کرے
اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہوا کہ رضی اللہ عنہا کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اسکا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے عہد میں قہر پوچھا اسکو واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے منی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے دیکھے گنتی رات
دن کی کہ عادت ہوئی تھی اندھون میں مینے سے قبل اس عارضے کے سوتر کرے نماز موافق اسکو مینے سے سو جب گذر جاوے دن
تو غسل کرے پھر گدے لگا لگا کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ کئی سندوں کے ساتھ صحیح اور ایک
حدیث میں آیا ہر ندع الصلوۃ آیام افرانھا یعنی جب نماز حیض کے دنوں میں لیکن ابو داؤد نے ضعیف کیا اس روایت کو
کہ اگر وہ ہم پر ابن عیینہ راوی اور حنفی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید
بن مسیب اور عطاء اور محول اور ابراہیم اور قاسم ہر ایک تابعین کا **ص** عورت استحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطنی کرنا
اوسے درست ہے **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں بیشمار کہان تک بیان کروں اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے
ص جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدیث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کسی فرض کا وقت اس پر بغیر اسکو کے نذر نہ کرے
ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں ہے **ف**
کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت استحاضہ میں کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے
اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں اور یہی ہی مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابو یوسف
رحمہم اللہ معین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہے جسکو منظور ہو و مشکل الا ان امام طحاوی میں جو تعقب میں ہے دیکھ لیں
اور ایسا ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کہا سعید نے غسل کرے ایک طہر دوسرے طہر تک روایت کیا
اسکو ابو داؤد اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس میں ہم ہو گیا صحیح یہ ہے کہ من ظہر لے ظہر یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول
مناسقبلم نہیں ہوا اسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہے سبنازین اس باب میں برابر میں مؤید ہے اسکی جو کہا ابو داؤد و سنن و ابی
مسعود بن عبد الملائک بن سعید بن عبد الرحمن بن یزید قال فیہ من ظہر الی ظہر نقلہا
التاس من ظہر الی ظہر یعنی روایت کیا اسکو مسعودی کہا اسنے طہر سے دوسرے طہر تک سو ہلایا اسکو لوگوں نے
ظہر سے دوسری ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور بھی مؤید ہے اسکی جو کہا ابو داؤد و هو قول الحسن
وسعید بن المسیب انہ مذہب انکا وہی ہے کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ کہ طہر سے طہر تک غسل کرے واللہ اعلم
و علمہما اتمہ اور سید کا مذہب ہے کہ مستحاضہ کو جو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہو گیا کہ کوئی اور حدیث سوا اسکا
کے اسکو بوجہ اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فاقہم اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر خون مکمل کر
اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آخر کیا کیا اسکا الوداؤد اور وطی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے روایت کیا ہے
عمرہ رضی اللہ عنہ کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اور نہ غاوند افکے اور سنا میں اس حدیث کی
معلیٰ راوی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو اور امام احمد ان سے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کمالی بن یسین نے کہ وہ معتہ بن ابی
اسی کو اختیار کیا ہے محمد بن یحییٰ اور صحیح ہی ہے **ص** اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور اس وقت میں جتنی چاہے وضو کرے
نوافل پڑھے اور اس کے وضو کو وقت کا جائز اور دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دونوں وضو ٹوٹ جاتا ہے جو جس شخص سے قبل نماز کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد نماز کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف
کے نزدیک درست نہیں کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد ازاں تک کہ نیکے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے اور امام
کے نزدیک نہیں ٹوٹتا کیونکہ نماز کا وقت ہمارے نزدیک وضو پڑھتا ہے اور امام زکریا کے نزدیک نہیں اور امام ابی یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاتا ہے

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس خون کو کہ تیرین جگہ سے نکلتا ہے اور اس کی کم مدت کی حد نہیں اور اکثر مدت اس کی پچاس دن ہیں **ف**
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ کما انھوں نے نفاس الی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس کے پچاس
دن بیٹھتی تھیں روایت کیا اسکا الوداؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے الوداؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
حکم کیا ساتھ قضا کرنے نمازوں نفاس کے اور صحیح کیا اسکو حکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ
دن ہے **ف** اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور نہ حجت ہے **ص** اور جس عورت کا ایک مہر پیدا ہوگا اور چھ مہر سے
کم میں دوسرا مہر پیدا ہوگا تو انکو قاضی کہتے ہیں اس کی ماں کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اس کی دوسرے
لڑکے سے گذرے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہوگا بعضہ بعضا
اس کے مخلوق نہ ہوئے ہوں اور اس کے بعد خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے بچہ پہلے ہونے سے لوٹتی ام ولد ہو جائیگی **ف**
ام ولد اس لوٹتی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو سکے کہ بچہ اس کے کے ازاد ہو جائے تو یہ بیان کیا اگر لڑکی
سے ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جائیگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند جو ورم ہو سکے کہ
اگر توجہ نہ کی تو تھجہ طلاق ہی اور وہ سقط جی تو شرط ادا ہو جائیگی اور عورت پر طلاق پڑ جائیگا اور مدت بھی تمام ہو جائیگی

باب نجسوں کے بیان میں

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَرَبَّائِكَ فَطَهِّرْ یعنی پڑھنے کو اپنے سوا پاک کرنا اور احادیث میں بھی یہی حکم ہے **ص** اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نجس ہو جائے
نفس ہو جائے اسی نجاست جو دکھائی دیتی ہے پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ ہتھی ہے پانی کی سی ماوس سے پاک کرے
اور اگر اسکا اثر باقی رہ جائے اور زائل ہو تو بت بھی پاک ہو جائیگی **ف** پانی کے مثل کیا سنی کہ جب نجس اجزاء پھوڑے آؤ
جیسے پانی سے نہ بہاں ام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہے اور کما محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں جائز نجاست کا

پاک کرنا اگر بانی سے **ص** جو چیز کہ ناپاک ہو جاوے اوس نجاست کہ دکھائی نہیں دیتی زمین بارے دکھو اور ہر بار کھجور نے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب موافق زور لینے کے کھجور نے تو اگر خوب زور سے کھجور کا تو پاک ہو گا ایسا ہی غنیمت اور جب کھجور نا ممکن نہیں زمین بارے دکھو اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ کھجور نہ بے اور ٹپکنا موقوف ہو جاوے اگر سوڑے میں ایسی نجاست جس کا دل ہو بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردّد از بھی ہو و از خوب سے پاک ہو جاوے گا اور اوس پر فتویٰ ہوا وجود لدا نہ ہو و دکھنے سے فقط پاک ہو گا جیسے کہ پیشانہ فقط دکھنے سے پاک ہوتا ہی **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمھارے جو زمین نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہو اور ایسا ہی مروی ہے عایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردّد لدا ہو تو وہ بغیر دکھنے کے پاک ہو و گی اور دلیل اوکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے میں جلنے سے کوئی نجاست تیر بھر جاوے تو دھوا و سکوا و اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں تیر پر روایت کیا اکو **زین** **ص** اگر کسی چیز میں مٹی بھر جاوے تر ہو یا خشک دکھنے سے پاک ہوتی ہو **ف** حاصل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ ترمذی سے بغیر دکھنے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دکھنے سے پاک ہو جاتا ہی اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن جب کپڑے مٹی اتقدر غلیظ ہو کہ قابل کھرچنے کے ہو و روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تھیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے مٹی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اوس کپڑے میں اور میں کچھتی تھی نشان دکھو کا او میں روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما اور ایک روایت میں سلم کی ہے کہ میں کھجور تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوس کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کھجور تھی سوکھی مٹی کو ناخون سے اٹکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے شکل الآثار میں حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مَرَّةً وَرَبْعًا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرِجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا بَقَعَ الْمَاءُ لَفِي ثَوْبِي يَعْنِي كَمَا هُنَّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان بانی کے اونکے کپڑے میں ہوتے تھے **ص** اگر سرور کا پاک ہی اس طرح کہ پیشانہ سے خارج سے تجاوز نکلیا اور بعد پیشانہ کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑا ہو و یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگے خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ دھو و گا **ف** صاحب ہدایہ وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَإِنْ حَرَسَ الْبَدَنَ جَاذِبَةً لَا يَمُوتُ إِلَى الْيَوْمِ وَالْبَدَنُ لَا يَمُوتُ فَوَلَّاهُ حَرَارَتِ بَدَنِ جَاذِبٍ يَوْمَئِذٍ عَوْدُكَ إِلَى مَنِيَّ طَرَفِ جَوْفِكَ خَشْيًا مِنْ بَدَنِ كَخَبْأِ وَكَامِنْ بَدَنِ **ص** تنویر یا چھری یا اور جو اس کے مثل خیز میں ہیں ملنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور پر ہو و اور جو چھو یا ایسا ہو کہ دھونا و سکا دھوا و یا ایک ات دن او سپر بانی بہا و پاک ہو جاوے گا اور ایندین ناپاک یا ایندین بھی ہو مٹی یا نرمل کا گھر اور درخت اور گھاس اگر کٹی نہ ہو و اور خشک ہو جاوے وین اور اثر نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین

جسکے اوپر ان نجاست کا باقی نہ رہے نماز درست ہو **ف** کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیسا کہ روایت کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے میں بتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں تھا جو ان کے آگے آتے تھے مسجد میں اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہانے کسی پر اور میں سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور حدیث میں ہر کون کا کہہ کر یکتہ تھا یعنی رکوعہ زمین کی سوکھنا اسکا ہی ایسا ہی ہر دھبہ میں اور کہا ابن کثیر نے ذکر ہے میں کہ نہیں ہر اصل اس حدیث کی مرفوعہ انتہی کی کہ کیا اسکو بعض شائخ نے اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن خنیفہ کا اور ایسا ہی روایت کیا کہ اس ابی نسیبہ محمد سے اور ابوالہریرہ سے بھی اور روایت کیا عبد الرزاق نے اس سے یعنی ابو قتادہ کہ جُفُوفُ اَلْاَرْضِ طَهُوْرٌ طَهُوْرٌ اَلْاَرْضِ یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہے اسکی اور ذکر کیا بسویں ایٹھا کہ لا رُجُفَ فَقَدْ ذُكِّرَتْ لَوْ اِنِّیْ جُزْءٌ مِّنْ خَشْکٍ ہُوَ لَیْ تَوَدُّہُ ہَاکِیْ حَدِیْثُ مَرْفُوعٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَوْرَیْتُ اَنَّ مِثْلَ ابْنِ عمر رضی اللہ عنہ کی **ص** لیکن تم جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ مٹی تم کی طہارت اسکی قرآن شریف میں ثابت ہے حدیث اس کے معارض ہو گئی اور اعلم

فصل نجاست خفیہ اور غلیظہ کے بیان میں

نجاست غلیظہ اسے کہتے ہیں جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہو کہ اور دوسری آیت یا حدیث اس کے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو نجاست غلیظہ عارض ہوئی ہو اسکو نجس غلیظہ کہتے ہیں اور نجاست خفیہ جو ایسی ہو کہ اور جسکو یہ عارض نہ ہو اسکو نجس خفیہ کہتے ہیں **ص** ہاں کہ ہم برابر نجس غلیظہ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لایہ گوشت بر معاف ہو اور اس سے زیادہ مانع نہیں جو چھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیہ سے جیسے پیشاب گھوسے کا اور جس کا گوشت حلال ہو اور بیٹ طائرون حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہو اور اس سے زیادہ مانع نہیں اور چھائی کپڑے سے اس کپڑے کا چھائی ملے اور جتنے میں نماز درست ہو جاوے اور بعضوں کے نزدیک چھائی اس کپڑے کا جس میں نجاست لگی ہو کہ جیسے دامن اور آستین اور کبلی مراد ہو اور امام ابو یوسف نے اسکا اندازہ کیا کہ کپڑے میں بھی ایک ہشت ہو اور عرض میں بھی ایک ہشت ہو اور اگر نجس قوی ہو پانی سا تو قدر درم مراد بتیلی کے کپڑے کا عرض ہو اور اگر کشیف ہو تو مراد قدر درم ایک شال ہو **ف** جب کپڑے میں لید کو زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز او میں نزدیک امام صاحب کے جائز نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ نجس غلیظہ کیونکہ روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پانچانے کے حکم کیا مجھ کو کہ لا میں تھیر سو پائے میں سے دو تھیر اور تیر تیرا یا سینے سے آہینے کے پاس ایک لید کو لے لیا اپنے دو تھیروں کو اور پھینکے یا اپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہے روایت کیا اسکو بخاری اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور مسند کیا اپنے اس سے استنجا کرنے سے **ص** اور خون مچھلی کا نجس نہیں اور خیر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہیں کرنا اور اگر پیشاب ہوئی کی نوکون کی طرح نہ چڑھاوے دھونا اسکا واجب نہیں اور جو پانی کہ نجس پر چڑھاوے بھی نجس ہے یا نجس چیز پانی پر چڑھاوے تب بھی پانی نجس ہے اور نجس کی رکھ نجس نہیں اور گدھا اگر مکدان میں گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکھ نجس کی بھی نجس ہے اور جس کپڑے کا اگر نجس ہے اور سیاہ ہو اس پر نماز درست ہے اور اگر ایک جانب چھوٹے کا نجس ہو اور دوسرا جانب پاک ہو اس پر نماز درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر کھجونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف لانے سے دوسرا طرف نہ پہنچے تو درست ہے اور اگر پل جاوے تو درست نہیں اور ہر ایک نزدیک دونوں صورتوں میں درست ہے اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ پیٹے ہو اور اسکی تری پاک کپڑے میں آجاوے تو اگر ایسی تری ہو کہ نہ چوڑنے سے پانی نہیں ٹپکتا

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با پیچ اپنی کو تین بار کیا
عبداللہ بن عمر نے سو کیا ہونے اوکو سو یا یا ہونے اوکو دو اور پاک اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کیا بھی ہے نبی
اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی پہلی قبلہ کے کہ بیچ اوں سب کے ایسے لوگ ہیں جو دست رکھتے ہیں ہاتھ
کو فرمایا کہ تھے استنجہ کرتے بانی سے سوزا نزل ہوئی انہیں یہ آیت **ص** تو پڑھ دو ہاتھ دھو کہ پھر مخرج کو خوب صاف کر کے ملے دھو کہ
اور ایک اونگلی یا دو تین اونگلیوں باطن سے دھو کہ اور اونگلیوں کے سر سے دھونا درست نہیں پھر دونوں ہاتھ دھو کہ اور اگر نہایت
مخرج سے درم برادر بھی تجاوز کرے گی دھونا و سکا شستن کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت سب سے بڑھ جائے تو سکا
بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور پانی اور گوبر اور دانہ سے ہتھوڑا درست نہیں **ف** لیکن پڑی اور گوبر سے سوا سوا ہونے
کہ روایت کیا ابن سعد و رضی اللہ عنہ نے گوہر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **انہ رجس یعنی وہ نجس ہے جیسا کہ اگر گدرا**
اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن سعد سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو نہایت
ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کروا مت اپنی کو کہ استنجہ کریں پڑی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ آئینہ کیا او میں ہمارا رقب
سویع کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے روایع سے بھی ایسا ہی اخراج کیا اسکا بودا و اور نسائی نے
اور اسی باب میں روایت ہے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن ابراہیم نے کہ ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجہ
کرنا دانہ سے ہاتھ سے سور وایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منہ کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجہ کریں ہم دانہ سے ہاتھ
روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ ہم جہم سے اور روایت کیا بخاری اور ترمذی ابو داؤد
وغیرہم نے ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے پس پکڑے ذکر اپنے کو دانہ سے ہاتھ سے اور
استنجہ کرے دانہ سے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد و حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا دانہ ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
واسطے طہارت کے اوکھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے بیخانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ سب سے
عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نہیں جھوٹا سینے ذکر اپنے کو دانہ سے ہاتھ سے جب کہ سینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اسلام لایا میں تو خوش ہونے اس سے کہ نہ استنجہ کیا انھوں نے دانہ سے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن حواہی عبد بنی **ص**
اور بیخانے میں قبلہ کی طرف بیٹھ کرنا اور مونہ نہ کرنا کہ وہ ہے تھوپی اور جگل اور میدان میں بھی ہمارا نزدیک ہی حکم **ف** کیونکہ
روایت ہے ابی یوسف کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم بیخانے کو مونہ نہ کرو طرف قبلہ کے اور نہ بیٹھ کر و طوف اوکے
اور لیکن شرق کی طرف مونہ نہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مینے کے لوگوں کے کیونکہ قبلہ اوکسا مشرق اور مغرب نہیں
اور جب کہ قبلہ شرق یا مغرب ہے اوکو جنوب شمال کی طرف مونہ نہ کرنا چاہیہ روایت کیا اسکو صحیح عالمی نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
موطا میں اور روایت کیا اسی باب میں ابن ابی شیبہ نقل اس حدیث اور اسناد میں اسکی ابو یزید عضون کہ امام کی کہ نام اوکا ولید ہے موطا
بن شیبہ کا مہجول ہے اور ابو سعید خدری اور اسناد میں اسکی ابن امیہ شعیبہ ہے اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
خدری ابن امیہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ہمارا نزدیک یہ کہ بہت میدان اور گھر میں سب میں کیونکہ کہ ہوا ابو ابی نعیم کی کہ امام
شام میں تو تھیں او میں کھانے کی طرف قبلہ کے سو پھرتے تھے ہم لوں سے اور استنجہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان میں بھی

موندن طرف قبلہ کے کرنا ممنوع ہر وقت پچانے کے اور بعضوں نے رخصت دی ہر قبلہ کی طرف موند کر کے جبکہ قبلہ اور اس کے درمیان میں کوئی چیز محال ہو جیسا کہ روایت ہمدان صغریٰ سے کہا انھوں نے دیکھا سینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا انھوں نے اونٹنی اپنی کو طرف قبلہ کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا سینے اونٹنی کیا نہیں منع کیا گیا اس کے کہا انھوں نے کہ مان منع ہر میدان میں لیکن جب ہمدان صغریٰ اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ چھپائے تجھ کو کچھ خرچ نہیں اخلع کیا اسکو ابو داؤد اور بعضوں نے مطلق رخصت دی ہر لیکن موند کرنے میں طرف قبلہ کے سودا لیں ان میں حدیث مابہر رضی اللہ عنہ کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم موند کر کے طرف قبلہ کے پیشاب میں سو دیکھا سینے ان کو لایا کہ سال بیشتر قبل وفات کے کہ نہ کرتے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور کما ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کما شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا سینے بخاری اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہیں اور نہیں محبت ہر مجہول کی روایت ہے اور جواب دہ سکا یہ ہر کہ کہا ابن منذر نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہے مشہور ہے حدیث لا اور وہ ابان بن صالح بیاض صحابہ بیاض عمیر کا ابو محمد قرشی ہے روایت کیا اوس ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن ابی جعفر نے۔۔۔ شہادت لایا ساتھ روایت اسکی کے بخاری اپنی صحیح میں مجاہد و حسن بن کلم اور عطاء اور توثیق کی اسکی صحیح ابن عیین اور ابو حاتم اور ابو زرہ رازی نے اور نسائی نے اور الدہری محمد بن ابان کا روایت کیا اوس ابو یعلیٰ اور ابو داؤد طحاوی اور حسین بنی وغیرہ نے اور اس حدیث پر انھوں نے محمد بن یحییٰ نے اور نہیں محبت پڑی جاوگی اوس احکام میں تو پھر جملہ ما فیہ کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور اس منسوخ ہوگی اوس حدیث منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو کہ اون لوگوں کے مذہب پر جو مکان میں نعمت دیتے ہیں یا یا مرنے کی جگہ تھا کما شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کہ فَكَيْفَ نَقُذُّمَ عَلَى النَّصُوِّ الْقِيَحَةِ الْقَصْرِ فَحَقَّ بِالْمَنْعِ بِغَيْرِ كَلَمٍ مَسْرُوعٍ مَقْدَمٍ كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ وَبَعْضُ صَحِيحٍ بِالْمَنْعِ كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ تَسْلِيمُ كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ يَسُوكِيَا كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ عَزَاكُمُ بْنُ عَالِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَرَابُ خَصَصَتْ تَوَجُّابًا وَسَكَا يَهْرُ كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ نَبِيٌّ يَوْفَقُ فِيهِ رَوَايَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ فِيهِ تَعْلِيلٌ فِي تَعْلِيلِ الْبَخَارِيِّ أَوْ كَمَا بَعْضُ حَاطُونَ حَدِيثٌ كَمَا يَجِبُ فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ نَبِيٌّ أَوْ اس کے سبب کو جسے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسناد میں اسکی جو خالہ بیاضی الصلت کا ہو سنے اس حدیث میں کو یاد نہیں کیا اور نہ اسکی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اسکی واسطی حدیث میں تقریب صاحب کے نام اسکا جعفر بن یوسف نقیہ ہے سو روایت کیا اوسنے اسکو عراق سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکار کرتی تھیں سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجود کہ اسکی مخالف جانباً حدیث صحیحہ دہوئی ہیں اور کما عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المرسل میں انرم سے کہ کما سننا سینے ابو عبد اللہ کہ ذکر کیا بعضوں نے حدیث خالد کو عراق سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کما انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ حق اسکی شرح ابو داؤد میں ہے اس جگہ سبب خوف دلاری کتاب کے اختصار کیا انھیں کو راہ مذہبی اور بیٹھ کر نے میں طرف قبلہ کے توبل لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان پھر نے دیکھا کہ موند نہ تھا آپ کل طرف شام کے اور بیٹھ حروف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد نسائی نے اور حق یہ ہے کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

حدیث ابن ماجہ

عائشہ رضی اللہ عنہا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھیں جو شخص کہ حدیث بیان کرے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اور اسکی نہیں پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ دیکھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پیشاب کرنا ہوں کھڑے ہو کر یا اپنے کو یہ پیشاب کھڑے ہو کر عمر سو نہیں پیشاب کیا ہے کھڑے ہو کر جب اسے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ میں پیشاب کیا میں نے کھڑے ہو کر جب اسے اسلام لایا میں روایت کیا اسکو ترمذی اور کما کہ صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلی روایت کو اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ جب ہی پیشاب کرنا کھڑے ہو کر اور بھٹوئے کہا ہو کہ یہ واسطے ادب کے ہے نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہو کر اور روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اپنی طریقوں اور حق یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہے اور باقی ہر وجہ ان دونوں چیزوں کے درست ہے واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں

ص وقت فجر کا عرض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہے اور جو طویل صبح ہو اسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اور وقت نماز صبح کا وقت نیز فجر تا ف یعنی صبح اسکو کہتے ہیں جو افق کی طرف چوڑان میں پسیدی پیدا ہوتی ہے کہ نماز صبح کے وقت کہ صبح وقتوں نماز میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور روایت ہے زید رضی اللہ عنہ کہ کما انھوں نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتوں کو سو فرمایا آپ نے اس شخص سے کہ نماز پڑھتا ہر ساتھ دو دن جو سو وقت زوال ہو آفتاب حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو ان دن میں اونے پھر حکم کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو اقامت کی اور انھوں نے فرمایا پھر حکم کیا اسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب و وقت پسیدی اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اسکو سو اقامت کی فجر کی جو سو وقت کہ غروب ہو آفتاب پھر حکم کیا اسکو سو اقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اسکو سو اقامت کی فجر کی جو سو وقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تمنائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کما آپ نے کہ کہان ہے نمازوں کے وقت کا سوال کرنے والا سو کما اس شخص نے یہ یوں یا رسول اللہ کما آپ نے کہ وقت نماز کا سوال کرنے والا جو دیکھا تم نے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کیا مسلم نے ابی ہوسی رضی اللہ عنہ ماندا اسکے **ص** اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سو سایہ زوال کے **ف** یعنی جتنا سایہ زوال کا ہے اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے **ص** اور ایک روایت میں امام صاحب نے ظہر کا وقت جب تک کہ سایہ ہر چیز کا اسکے برابر ہو جاوے سو سایہ زوال کے اور یہی قول ہے صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ یہ جاننے زوال کا دائرہ ہند سے معلوم ہوتا ہے اور وہ شرح عربی میں لکھا ہے جسے بنظر فہم عوام اسکو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک میں دن وال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہیں اور عصر کا وقت اوس وقت

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت سے شفق غائب ہو تک اور شفق کہتے ہیں سہی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو
اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سہی کے بعد ہوتی ہے اور عشا کا اوس وقت ہے اور وتر کا عشا کے بعد صبح تک
دونوں کا وقت رہتا ہے اور ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں نو اکثر امام اور فقہا
اس طرف ہیں کہ وقت ظہر کا چھیرے سائے کے برابر ہو تک ہو سکا سایہ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک ہوتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ آخر وقت مغرب کا پس
آفتاب کا ڈوبنا ہو کہ انھوں نے تاخیر کی جاوے مغرب بعد از احتیاء آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ
کی امامت کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ میرے
دو بار نزدیک خانہ کہ یہ کہ سب پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ
ہر چہ کاشل ہو سکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب آفتاب اور افطار کیا روزہ دار پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی
پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چہ
مثل اس کے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چہ کا دونا و اسکا پھر مغرب جس وقت کہ کاشل ہوئی
اور عشا جس وقت کہ گئی تھائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التغات کیا حضرت سید جبریل علیہ السلام اور کہا کہ اگر
محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیاء علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہے روایت کیا اوکو ابو داؤد و ترمذی
اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام نے اور کہا اوسنے کہ صحیح الاسناد ہے لیکن ہند میں اسکی
عبدالرحمن بیہ عارث کے ضعیف کیا اوکو احمد اور نسائی و صحیح بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توفیق کی اوکی ابن سعد
اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوکی روایت کیا عبدالرزاق نے عمر بن ابی ایوب نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے انھوں نے
اپنے پاس سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مندا سکے اور اسناد میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کما شیخ تقی الدین بن
دقیق الحین نے کیا بھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوکو ابن العربی اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحاح
رضی اللہ عنہم سے اونہیں سے جابر رضی اللہ عنہ ہیں اور روایت میں اونکی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گزری آدھی رات اور
یا تھائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کما بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا سایہ ہر چہ کا مانند طول اوکے کے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت
عصر کا جب تک کہ نہ زور ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور
وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب وایت کیا اوکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا
جب تک کہ غروب ہو آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہو افق یعنی روشنی اوکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہو
افق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہو آفتاب روایت کیا
اوکو ترمذی اور یہ حدیث محبت میں امام شافعیؒ پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ غائب ہووے
شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہے سودلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ غرض علیک بالاعتصام بالصلوات

عبد الرحمن بن خالد
عمرو

اور نووی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ ٹیلوں کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بہت محل جاتا ہے اور جب ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابرو اس باب میں ناخ حدیث ملست ہو گئی تو اول وقت عصر میں حدیث لامست ہوئی کہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہر مسلمانوں کے لئے وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیے اور اس حجت میں امام صاحب کی کلام ہے اور حجتی کہ وقت ظہر کا ایک مثل کتنا ہے واللہ اعلم بالصواب لیکن اتنی بات ہو کہ جو شخص شتاق احتیاط اور متقہ جہ فقہاء و علمائے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اس کو چاہئے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سایہ ٹیلوں کے نزدیک رست ہو اور عصر کی دوشل کے کہ جب نزدیک رست ہو اور گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور غنّی نزدیک اکثر علماء کے اور ایک روایت میں امام ابو نعیمہ کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شروح میں ہے کہ امام صاحب نے رجم کیا اس جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ فرمایا ان حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم کہ شفق سرخی ہے جو جب غائب ہو جاوے واجب ہو گئی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بھی غرائب مالک کے حدیث عقیق بن یعیوب سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعاً اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور طریق سے اس صحیح کیا یہ معنی نے وقت ہاؤسکا اور کہا صاحب ہدایہ و مدار واک موقوف علی ابن عمر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل میں اور روایت کیا دارقطنی اور محمد بن خزیمہ صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور رفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جائے یہ روایتیں تو پھر بے پروائی ہو جاوے سب دایم ہوں لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن زید کہ حافظ بن محمد نے محمد بن زید سے لیا اور کہا ہفتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شدا اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم صحیح ہے اور کوئی حدیث آجین صحیح نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن حجت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ دلیل امام صاحب نے لکھی ہے کہ فرمایا حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جبکہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوپر مراد یہ ہے کہ روشنی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہو کہ او اسکو صحیح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دوہیں ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اور میں نماز حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اس صحیح کیا اسکو ابن دونوں نے اور ایک روایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لمبی دھاری افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذب کو بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سرطان ص تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ پائیس آتین پہلے اور پھر اگر فاسد ہو ووضو تو لوٹ سکتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہے روایت کیا طحاوی ساتھ اسانید متعددہ اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہے یقیناً وایا الفجر امی شرب فجر کو اور ایک روایت میں ہے اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لا یجوز لکم روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن جہان نے اور روایت کیا طبرانی نے یقیناً وایا لال بالفجر قد لعنا یجس القوم مواقع نبیہم یعنی روشن کر امی لال فجر کو اس قدر کہ دیکھیں لوگ تمام گونے تیر اپنے گونے کو اور

روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور تیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین بعنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت ہر عشر سے کہ تھے صحابہ عبد اللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر اس میں بخیر بن شیبہ رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوئے
 اصحاب محدثی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تو یہ فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس سے حدیث تفسیل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین میں بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہے اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو بھرتی تھیں عمر ترین اور عین پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی ہرگز تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلافت تمام صحابہ و تابعین کے ہے اور خلافت ہی تبارک و تعالیٰ اعلم صل
 گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہے اور جاکر عین جلدی کرنا صبح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شرجہ ختم ہوتی ہے اور صبح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بڑھے مستحب ہے **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے لکھا انھوں نے کہ میں نے کوئی مسجد میں داخل ہوا سو اذان دی تو وہ دن عصر کی اور ایک شیخ نے ملائمت کی اسکو اور کہا خبر دی ہے کہ اپنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور میں نے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگوں نے کہ عبد بن نافع میں نے بیان میں اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سب سے اور روایت کیا اسکو بخاری نے تاخیر بخیر میں اور کہا کہ یہ ثابت کیا وگلی عبد الواحد پر جو صبح رافع کی حدیث ہے پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصہ کیے جاتے تھے اور پھر بکارتے جاتے تھے اور لکھاتے تھے ہم کچھ گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن التمام کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جس نے باہر بکارتے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوسکے نزدیک بعینہ **ص** اور تاخیر عشا کی تہائی رات تک **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو البتہ تاخیر کرنا میں عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشا کے قبل سونا اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کیا چھ عالموں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ کہتے تھے وہ نا قبل عشا کو اور باتین بعد عشا کے اور وضو نہ جائز رکھا ہے باتون کو بعد عشا کے کہ یوں میں اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی نے خصلۃ میں اور نسائی نے مناقب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرنے سے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ سے رات کسی مہر میں ملا ہوا تھا اور اسے آوے میں ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اسکا معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے باتین کرنے بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو وضو کے مصلیٰ اور مسافر کے اور ایک روایت میں ہے کہ واسطے دو وضو کے ہو وضو کے لکھری میں جلدی ہو جی جاوے گا کہ بات کہ ہوا اور آدمی اتنا تاخیر کرے کہ

نہ

محمد بن عمر

نہ

اور آجی رات کے بعد مکروہ **ص** اور وتر کی آخرات تک اگر جاگنے کا یقین ہو تب ہوا اگر جاگنے کا یقین نہ ہو تو عشا کے ساتھ چڑھ کر اور مغرب کی جلدی تب **ف** اور جلدی کی یہ معنی ہیں کہ اذان اور اقامت میں بڑے بڑے مگر ساتھ ایک صاحب غنیہ کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد و ترمذی عبد اللہ ایک حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ریکی است میری نیکی پر جب تک کہ نہ تاخیر کیے مغرب کی ستاروں کی روشنی نہ لگ اور نہ کھجیلنے تک اور اس کی اسناد میں ابن سلیمان ہوا اور ضعف و سکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے ثابت نہیں اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا شیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ ۱۱ میں سلطان بن محمد بن اور روایت کیا اوشسے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حاد بن زید اور زید بن رافع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے او کی توثیق میں اور ذکر کیا او کو ابن جابر نے ثقات میں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا اور میں کلام کرنے سے فقط **ص** باہر کے دن عصر و عشا کی جلدی تب **ف** ہوا اور نمازوں کی تاخیر **ف** اس واسطے کہ تاخیر غنائین قلت جماعت کی ہے بسبب پانی کے اور تاخیر عصر میں تو ہم ہر اس بات کا کہ وقت مکروہ ہو جائے اور فجر میں اس واسطے تو ہم نہیں کہ یہ مدت مدید ہو دوسرے کا سینہ طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہیں اور امام صاحب مروی ہے کہ سب میں تاخیر تب **ف** اس واسطے احتیاط کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہیں **ص** آفتاب طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جو وقت عین پہرہ نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز بنانے کی جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ وسلم وغیرہ کہ تین ساعت ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھو کہ نماز پڑھیں ہم ان وقتوں میں یا قبرین کہیں ہم مردوں کو جبکہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور جو وقت میں وہ پہرہ ہو یا تک کہ کزوال ہے آفتاب کا اور جب کہ ڈوبتا ہو یا تک کہ ڈوب جاوے اور عطا میں ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے کہ میں ان وقتوں میں جائز ہوں اور امام ابو یوسف کے نزدیک فعل جمعے کے دن وہ پہرہ کو جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے بسبب اہل کائنات اور ان دونوں پر اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت سلمی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر پائے او کو تو پڑھ لے او کو جب یاد آئے او کو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی عبد مناف کے منع کرو کہ سیکھو ان کرنے سے اس گھر کے پاناڑ پڑھنے سے جو وقت چاہے کہ پڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت ہے ایسی ہی روایت کیا اسکو داؤد بن قطنی نے اور وہ یحییٰ نے اور وہ حدیث چارے سے ضعیف ہے اول تو القطاع ہے اور میں مجاہد اور ابی ذر سے اور ضعف ابن عمر سے اور ضعف حمید بن عمار سے اور امام ابن اوس کی سے اور روایت کیا اسکو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا قیس بن سعد کو در میان حمید کو اور جبکہ اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا او کو در میان اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہے جو سند شافعی میں ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدہ تلاوت بھی ہر نماز کے ہے **ص** اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر اللہ جائز ہے **ف** اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے پانی ایک گت نماز سے سو تحقیق کیا پانی اوسے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت سنا سنکھج سے اوسے صبح کی نماز میں ہر گم ہوا سبب نہیں کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا ہوئی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ میں ناقص ہے واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب **ص** جب امام دن جمعے کے خطبہ کے واسطے اٹھے فصل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

اذان سنت ہی یا نچون فرض اور نماز جمعہ کے واسطے اور سوا اسکے نوافل وغیرہ میں اور قبل وقت کے سنت نہیں **ف** تو اب واسطے سنت کے اذان نہ دی جاوے گی روایت صحیح مسلم میں جابر بن عبد رضی اللہ عنہ کہ نماز پڑھی بیٹھے عید کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باریہ اور بار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہے کسوف میں اور جمعہ کی اذان میں حدیث سائب بن بريد کی صحیح ہے اور وتر میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اس کا اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علیہ اذان دینے کی نہیں **ص** تو اگر قبل وقت اذان کہے پھر لوٹاؤ وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی راست سے اذان دیتا ہو **ف** اور ہرگز نزدیک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تبدیل ہونے کے نزدیک اس واسطے جائز ہے کہ اہل قرن کا یہی عمل ہو اور ان سب پر حجت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کہ نہ اذان دیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے فجر اور بھیلایا یا تھاپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد بلال رضی اللہ عنہ او ضعیف کیا اسکو ابو یقعی نے ضعیف کیا اسکو کہ شداد نے نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہو اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہے نہیں بچانا جا تا مگر روایت جعفر بن برقان اور روایت کیا بھیقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال اذان دیو یہاں تک کہ طلوع کرے فجر کہا امام میں کہ سناؤ اسکا صحیح ہے اور روایت کیا عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بھیقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا او لو کیوں کیا تم نے ایسا کہا کہ میں اوٹھا لیٹہ سو جانا سینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ پکارو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھوں نے جانا دیتا تھا موزن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوستہ ڈالنے اور اعادہ کر اذان کا او علی اہل عرب کا کہ کچھ شریعت میں وقت و ردو احادیث صحیحہ کے اس کے خلاف پر حجت نہیں **ص** اور فضل کے واسطے بھی اذان کہنا بعد کے سنت ہے اور موزن کو چاہیے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موجود ہو پونچے **ف** حدیث میں آئے ہیں وَلْيُؤَذِّنَنَّ لَكُمْ يُخِيبُكُمْ یعنی اذان دے تم میں سے جو لوگ بہتر ہیں اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اسناد میں اسکی حسین بن سکران حدیث ہے کہ کما یہ ابو زرعہ اور ابو عاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ موزن لنگی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **ص** جب اذان دے تو قبل کی طرف ہونہ کرے اور دونوں اوٹکلیوں کو شہادت کی کانوں میں کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو الشیخ نے کتاب الاذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونوں اوٹکلیوں کو اپنے کانوں میں اور کہا کہ بلند کرنا بہتری آواز کو اور روایت کیا ترمذی ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان میں دیکھا کہ دونوں اوٹکلیاں اوٹکے کانوں میں تھیں اور کہا کہ یہ صحیح ہے **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہے اذان اپنی کے اور جب اقامت کہے تو توجہ جلدی جلدی کہہ اوتو وقت کر دسیان اذان اور اقامت کے واسطہ کہ فارغ ہو جائے کہانے والا کھانے اور پیینے والا پیینے سے اور پینا نہ چھوڑنے والا اعتنا حاجت سے اور نہ کھڑے ہونا کیواسطے جب تک کہ نہ دیکھو کھانا دے یہ حدیث ضعیف ہے اور روایت کیا بھیقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا داؤد قطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اس کے **ص** اور نہ گاؤں اس طرح پر کہ کچھ حرکت یا حزن یا مدح کو

بڑھائے اور فقط اچھی آواز سے کہنا کر وہ نہیں بلکہ اچھا بڑا اور ترجیع یعنی پہلے شہد تین کو آہستہ سے کہے پھر پچھلے ایسا کہے
ف جیسا کہ عبداللہ بن زید روایت کیا اور اوکسین ترجیع نہیں اخراج کیا اسکا واقطنی اور ابو داؤد و کما ابن خزیمہ نے سننے
 محمد بن یحییٰ ہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہر ترجیع صدیون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب میں صحیح تراست یہاں تک کہ کہا کہ
 حدیث ابن یحییٰ کی ثابت صحیح ہو اور کہا ترمذی نے علل کہ میں سننا سینے بجا رہی کہ یہ حدیث صحیح ہو اور حدیث بزار علی بن ابی
 رضی اللہ عنہ غریب ہو معارض ہو احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہیں ہر ترجیع مشہور صدیون میں اور روایت کیا
 ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تھی اذان بیچنے والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور
 روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن جبان نے اپنی صحیح میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوکسین صحیح ہو اور سعید بن مسریعہ کے
 ثقہ بن توشیح کی روایت ابن جبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن قتیق العید امام میں کہا ابن حاتم نے کہ سننا اپنے باپ کے سعید بن خیر
 ثقہ میں اور وہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جوابی محذوہ کی حدیث میں آئی ہو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے
 اوکسو ترجیع جانا غلط ہو کیونکہ ابو داؤد میں یہ اسناد صحیح ابی محذوہ کہا انھوں نے کہا سینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما وکجو
 طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر
 پکار کے کہہ تو آہستہ ہو یا تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح ہی ہے کہ یہ حدیث معارض ہو اور کجو روایت کیا طبرانی نے اوکسین میں
 یہی حدیث ابی محذوہ کی اور نہیں فرمایا کہ آئین ترجیع کو اور جب وہ فون معارض ہو میں دونوں ہا قطہ ہو میں اور باقی رہی حدیث
 عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سالم جمیع علی سے ونبئت مدھبنا بفضل اللہ تعالیٰ **ص** حتیٰ علی الصلوٰۃ
 جبکہ تو داہنی طرف مونہ پھیر اور جب حتیٰ علی الفلاح کہے تو بائیں طرف مونہ پھیر اور اسی جگہ گھڑ رہے
 اور اگر جانے کہ اتنے میں آواز نہ پوچھیں داہنی طرف میں دیکھتے سے سر نکال کے کہے دو باجی علی الصلوٰۃ اور بائیں طرف
 کے دیکھتے سے نکال کے دوبار کہے حتیٰ علی الفلاح اور فجر میں بعد ہی علی الفلاح کے دوبار الصلوٰۃ خیر من التوکل
ف کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ سعید بن مسریعہ ابن مسریعہ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ کہ وہ آئے پاس حضرت صلی
 علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں انکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہیں سو کہا بلال رضی اللہ عنہ الصلوٰۃ خیر من التوکل
 دوبار تو مقرر کیا گیا یہ اذان میں اور یہ حدیث منقطع ہو کیونکہ نہیں سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ اور وہ حجت بن یزید کی
 وقت ثقہ ہو اور اوکسین علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی محذوہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہونا صبح کی کہہ تو
 الصلوٰۃ خیر من التوکل الصلوٰۃ خیر من التوکل اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور انس سے
 مروی ہو کہ کما انھوں نے سننے سے یہ بات کہ جب کہ نماز فجر میں حتیٰ علی الفلاح کہے الصلوٰۃ خیر من التوکل دوبار روایت کیا
 اسکو واقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور قول صحابی کا من السنۃ حکم رفع میں ہو اور وہ جو کہے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ الصلوٰۃ
 خیر من التوکل وہ واجب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا یہ یہ کلمہ
 کہ اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کہ میں ہر سنا صحیح **ص** باقاست یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر وہیں کلمہ جلدی جلدی کہہ اور بعد ہی علی الفلاح کہے دوبارہ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و جریر علیہ
 نے ابی ہشیم سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ بعد اذان ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سوکھا مثل اذان
 کے مگر یہ کہ بعد ہی علی الفلاح کہے دوبارہ قَامَتِ الصَّلٰوۃ زیادہ کیا اور ابولسلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ
 ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک
 سواذان ہی اونٹنہ دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کہ دو دو بار
 اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوہری کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ سے تھی کہ بنی ہشیم تو اذیانت
 کو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائیں کرے اور بعد اذان پھر کچا نا تاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو توثیب کہتے ہیں
ف اور یہ ائمہ میں ہے کہ توثیب نماز فجر میں اچھی ہے اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہے اور لکھا ہے کہ توثیب کمال لیا اسکو طحا کو نہ
 بعد محمد صاحبہ رضی اللہ عنہم جمعین کے سبب بل جہا احوال آدینوں کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث تشریف لگئے اور سنا
 ایک نوزن کو کہ توثیب کی اونٹنہ کو کما انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ چکا اس معنی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور
 ترمذی نے غیر اسناد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں میں حرج کیونکہ
 واسطے اس کے سچ اذان مبارک **اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْاَمِیْنُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَبَرَکَاتُہٗ حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ**
حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلٰوۃُ بِرَحْمَتِ اللّٰهِ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستحب جانایا کہ آدمی سب برابر میں حکم جماعت
 اور امام ابی یوسف اس واسطے ان لوگوں کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول تھے پھر مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور یہی
 حکم میں ہیں قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہوگئی ہو اسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک
 فائتہ کی واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کی واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کہو کہ توثیب
 ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سچ قصہ تعریف کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ ساتھ نماز کے سوا پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ
 پھر نماز پڑھی سح کی سو کیا جیسا کہ تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جس وقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھاتھا اسکو بعد نکلنے اقباب کے
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن الدینہ بنی ہشیم اور ذی محمد بنی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے متوفان
 ابن سیرین سے سنا اور ذکر کیا او میں اذان کو اور مرسلات ابن سیرین کے بمنزہ فرموا ہے کہ میں اور صحیح مسلم میں جو یہ کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ
 سوا حکم کی ان سے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا
 اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت کہ مشغول تھا او کو کھانے فضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار
 نمازوں کے واسطے **ص** اور باقی کی واسطے اختیار ہی چاہے ہر میں اذان اور اقامت کہے یا فقط اختصار اقامت پر کرے اور بے وضو کو
 اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان کر ہی نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور اگر مکرر کہے
 اور اگر کہے تو نوافل ہوگا اور اذان جب کی مکروہ ہے اور ایسی ہی اقامت اسکی تو اگر جب اذان کی پھر علاحدہ کیا جائے اور اگر اقامت

توقامت کا اعادہ ہوگا **ف** کیونکہ نماز اذان کی مشروع ہو اور نماز اقامت کی ہر شخص سے اور اگر اذان کا بھی اعادہ کرے تو نماز جائز کیونکہ اذان اور اقامت سنت میں فقط **ص** اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہو اور اعادہ اور سکا سبب ہو اور اگر مسافر کو فی شخص جمع مسجد میں جائز ہے نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت کو ترک کرے مکروہ ہو لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کہے تو جائز ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹوں ابی بلکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان نہ تو تم دونوں اور اقامت اور اقامت کرے ہر اتم میں ایسا صحیح میں اور ترمذی میں **ص** جو شخص کہ شہر میں گھر میں اپنے نماز پڑھتا ہو اگر اذان اور اقامت دونوں کو ترک کرے اور محلہ میں اذان اقامت نہ ہوتی ہو جائز ہو کیونکہ عبد اللہ بن مسعود فرمایا کہ محلہ کی اذان ہر کوئی گھات کرتی ہو **ف** روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی **ص** اور دیہات میں اگر ایسی مسجد ہو کہ اذان و اقامت اور میں ہوتی ہو تو اسکا حکم شہر کا ہے اور اگر وہ میں ایسی مسجد نہیں تو جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اگر اذان اقامت دونوں نہ کرے تو مکروہ ہو اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہو اور جب تکیر کہنے والا علی الصلوٰۃ کہے امام نماز کے واسطے کھڑا ہو کہ اور جب توقامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

وہ شرطیں بالی بدن کی ہر نجاست حقیقی اور مجسمی سے اور بالی کپڑے کی اور جاما کی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑوں کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْكُمْ جُنُودًا فَطَهِّرُوا یعنی اگر جنہو تم سو پاک کرو **ص** اور چھپا نا عورت کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْ زِينَتَكَ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنی ہر مسجد میں تو زینت اپنی کو نزدیک نماز کے یعنی وہ کہ چھپا و عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہر نماز حاضرین کی مگر ساتھ چادر کے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور حسن کہما او سکوا اور حاکم نے اس صحیح کیا او سکوا اور ابن خزمیہ نے ابی جحیم میں **ص** یا نجوین قبل کی طرف منونہ کرنا چھٹ نہ کرنا **ف** دلیل اول کی یہی قول اوجو حکم شطر کا یعنی پھر منونہ اپنے کی طرف منونہ کی طرف منونہ کے اور دوسرے کی دلیل قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْعَمَالُ بِالْثِّيَابِ یعنی ثواب عملوں کا ساتھ نیت کے ہر ایسا و خود موضوع ہر حصول ثواب کی واسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہے ایک امر موجب ثواب کا **ص** عورت کی ناک کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو **ف** روایت کیا واقطنی نے عطار بن ایسا را انھو نے ایوب رضی اللہ عنہ کہا انھو نے سنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنوں کے ہر اور سنا میں او کی سوا بدن او وضعیف کیا او سکوا عقیل نے لیکن تو ثوب کی او کی ابن جعین نے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہ زانو عورت سے ہو اور سنا میں او کی تو پٹھری وضعیف کیا او سکوا ابو حاتم اور واقطنی نے اور روایت ہے مرس العاص کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے سے روایت کیا اسکو واقطنی نے اور ابن خزمیہ نے معلوم ہوا کہ ناک ستر منہ داخل نہیں بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے او گھٹا ستر منہ ہر بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ابن ستر منہ ہر مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْيَخْدُ عَوْنَةً یعنی ران عورت ہو اور ستر ہو واللہ اعلم بالصواب **ص** اور لوٹائی کی بھی یہی روایت مگر یہ ہے اور پٹھری او کی عورت ہو اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہر مگر منونہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم عورت کے عورت بدن داخل نہیں **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْسَاءُ عَوْنٌ مَسْتُوَةٌ یعنی عورت عورت

بھی ہوئی ہو اور یہ حدیث ہدائیں مذکور ہو کہ شیخ ابن العامر نے روایت کیا ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت پر اور حدیث تک اور لفظ مستود کا اوسین نہیں ہو کہ ترمذی نے ہذا حدیث سے کہ غریب یہ حدیث حسن غریب ہو اور روایت کیا ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہیں چاہیے کہ دیکھا جاوے اور اس کے مگر موندہ اسکا اور ماتھہ اس کے ہند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ قدم عورت کا عورت اور صحیح یہ کہ عورت نہیں ہو کہ زانی اللہ ایہ ص جو عضو کہ عورت میں داخل ہو اسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے جو چوتھائی پیٹ یا پٹنہ یا ران یا دبر یا ذکر یا فوط یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہو اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال اوترے والے جو سر جہاں میں اور فوطے الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں پہنتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اس کے پاس موجود نہیں ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ لےو اور پھر اسکا اعادہ کرے اور اگر اس نے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اسکا پاک ہو درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی سے کم پاک ہو فصلح ہو کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہو نماز اسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ گمانھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی موی ہو عطار اور عکابر قتادہ رضی اللہ عنہم اور روایت ہے انصاری کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی میں لٹکائی گئی کشتی سونکے دریا سے ننگے نماز پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کہا سبط ابن جوزی روایت کیا اسکو حلال ہے اور نہیں پایا ترجمہ نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی ص اور اگر کھڑے ہو پڑھ لےو اور اگر قبلہ کی طرف موندہ کرنے میں کچھ خوف ہو جس طرف موندہ کرے گناہ نماز درست ہو جاوے گی اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لےو تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا اسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے ف اسواسطے کہ مسجد کے لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ پڑنے کی پونجی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا جانا

ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلہ کی طرف موندہ کیا اور امام کا حال کوئی نہیں جانتا کہ اوسکا موندہ کھڑا ہو لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام ان کے پیچھے نہیں اونکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا موندہ اس طرف ہو اور پھر اپنا موندہ اوس طرف کیا یا اسکا جانا کہ امام اوس کے پیچھے ہو اور پھر وہیں کھڑا ہو یا نماز اوسکی جائز نہ ہوگی ف روایت ہے علم ربیبہ کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سوچنے لگا کہ اس طرف قبلہ ہو تو ہر شخص نے ہم میں سے نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل میں آیا تو صبح ہوئی سوچنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی فَايْتَسَاءَلُوْا نُوْحًا اَفَاَنْتُمْ وَجَّهَ اللّٰهُ طَاعِيْنَ جدھر تم موندہ کرو اوسی جانب کو موندہ اسکا ہو اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی اور بیہ لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سو اب رہا تھا نہایت تو سوچا ہننے قبلہ کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں سے علیحدہ اور ہر شخص ہم میں سے خط کر لیتا تھا لینے لگے جب صبح ہوئی تو ہم نے نماز پڑھی تھی غیر قبلہ کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمھاری ضعیف کیا اسکو داؤد طغنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ موندہ کرین طرف قبلہ کے اور موندہ تھا اونکا شام کی طرف تو موندہ پھر لیا اونھوں نے طرف کعبہ شریف کی روایت کیا اسکو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط اور زبان کے گناہ اور دل میں کفر
افضل ہو اور فاضل و سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہو اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسَبِّحْ تَعَالَى
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہُوَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَخَيْرُ نِيَمَةٍ التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا
التَّسْلِيمُ یعنی کھد نماز کی طہارت ہو اور تحریم او سکی تکبیر ہو یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال سنا فی صلوة میں وہ سب حرام ہو
اور اسی سبب او سکو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل او سکی تسلیم ہو یعنی جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاویں
روایت کیا او سکو ترمذی اور ابو داؤد اور حسن کہا او سکو نووی **ص** اور او سکو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتھہ او سکا ناؤ

سنت ہو دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
واسطے اللہ ساکت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِصَلَاةٍ عَنْ مَوْضِعِهَا لَا يَكُونُ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَائِمًا وَقَاعًا وَمُكَئِّدًا وَجُنُودًا كَاثِرَةً

اور فقط ناک سے بھی امام عظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِي السُّجُودِ وَالْإِسْتِجْدَاءِ رُكُوعٌ كَرَامَةٍ وَرُكُوعٌ كَرَامَةٍ **ص** چوتھے رکوع پانچویں سجدہ ماتھہ اور ناک

یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ جب سکھایا تھا او کو آحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ

تو بیٹھ اور روایت ارقطی میں ہے إِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ نَمَتَ صَلَاتَكَ اور بعضوں نے کہا ہر جملہ حدیث میں
داخل نہیں بلکہ کلام ابن سعد رضی اللہ عنہ کا ہے اور کما نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اتَّفَقَ الْحَافِظُ عَلَى أَنَّهَا مَدْرَجَةٌ

یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ درج ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کما شیخ ابن الہمام نے او س کے جواب میں
وَالْحَقُّ أَنَّ غَايَةَ الْإِسْرَاحِ هُنَا أَنْ تَصِيْرَ مَوْفُوفَةً وَلِلْمَوْفُوفِ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الرُّفْعِ يَعْنِي أَنَّ يَرْكُوعَ

غایت اور اراج یہ ہر کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف او س کے مثل حکم رفع میں ہے واللہ اعلم بجمع اختلاف و بقعود کے
انداز میں لیکن صحیح یہ ہر کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ و رسولہ تک اور ہی کو اختیار کیا ہی کافی میں اور فتح القدیر میں **ص**

ساتویں اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسری سورت ملائیس سے رعایت ترتیب
کی اور اس میں جو نماز میں مکررتے ہیں تو تکبیر تحریمہ اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اول یعنی جو بعد

دو کو تو کج چار کوئی نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہد و نون قعدوں میں اور ذخیرے میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیرہ
قعدہ واجب ہے اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہے اور دوسرے قعدہ میں واجب ہے لیکن صاحب قایہ کا مذہب

یہی ہر کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چوتھے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہو **ف** اور
دلیل دین و نون ہب کی اوپر گزیریں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ

وکیع سے اور کہا انھوں نے کہ تھے وکیع بطبع انحطاط اور کہا انھوں نے کہ تھے امام سنانوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن عیینہ نے کہ تھے
 عیینہ فضل وکیع سے کو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو فضل تھا کہا کہ ہاں اور کو بھی فضل تھا لیکن نہیں بچا اپنے فضل وکیع سے تھے مستقبل
 اور خط کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتویٰ دیتے تھے قول امام ابو حنیفہ پر اور دوسری
 سوسی بن عمر غبرہ تہمی کو فی کہا بھی بن عیین اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن مزہر اور حطیب اور علی اور وکالی نے کہ وہ ثقہ
 اور کہا ابو زرعے کا ہاس یہ یعنی نہیں مرجح ہر ساتھ اس کے اور سانی میں اس کی ایک حدیث ہے صلوٰۃ میں اور لیکن علقہ نو کہا
 ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہ علقہ یسعد وق ہر اور کہا حافظ بن جریر نے تہذیب میں ذکر کیا اس کو ابن جبان نے نقات میں اور ذکر کیا
 اس کو ابن عساکر نے طبقات الشافعیہ میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ کان ثِقَّةٌ قَلِيلٌ اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث الا اور کاشخ فہام
 نقلو چنانہی نے حج تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف بن ابی شیبہ کہ یہ سند جدید ہے وکیع ہر واحد الاعلام
 اور سوسی بن عمر نو شوق کی اس کی ابو حاتم نے اور روایت کیا اس سے نسائی اور طبرانی نے اخراج کیا یونس بن عیینہ جوتہ بن عیینہ نے رضائہ
 میں اور مسلم نے ابی جمیع میں اور چاروں عالموں نے اور ثقہ کہا اس کو ابن جبان سوریہ شاہد ہر اس حدیث علی رضی اللہ عنہ کا پس میں ہر وجہ
 کلام کی اور شمس کے جسے کہا کہ نہیں ذلیل ہر خفیک اس مسئلے میں واللہ اعلم **ص** بعد عمر کے کہ تھے بائد کے شاہدے وہ ہر
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور توجیہ میں لاتی وَتَحْتَ ثَمَرِي
 الَّذِي فِي فُطْرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَقِيقًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُسْتَكِينِينَ پڑھے **ف** اور امام ابی یوسف کے نزدیک
 پڑھے دلیل ان کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہر طویل کا اختصار صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یا ت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی کہ
 تھا اختصار صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى
 جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحَسْبُكَ وَبِحَمْدِكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 دلیل ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہر کہ اختصار صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
 اللَّهُمَّ آخِرُكُمْ اور نہیں یاد کرتے تھے اسپر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کیا ابو یوسف نے انس اور عایشہ اور ابو سعید خدری
 جابر اور عمر بن سعد رضی اللہ عنہم سے اس ضمن کو مرفوعاً حدیث عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کی کہ تھا کیا اس کو اور پڑھ کر اور رفع کیا اس کو
 دارقطنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے کہ یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہی اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے
 ساتھ ان کلمات انتہی اور روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی علی شہ رضی اللہ عنہما سے ابو حنیفہ کیا اور بن وکالی نے اس کو
 لیکن صحیح کیا اس کو محدث فیروز آبادی اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ کے نقل سے اور روایت کیا اس کو
 سعید بن منصور نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہر ابو سعید کہ تھے اختصار صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے
 رات کو کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ آخِرُكُمْ تین بار پھر کہتے اللَّهُمَّ آخِرُكُمْ تین بار پھر کہتے اللَّهُمَّ آخِرُكُمْ تین بار پھر کہتے
 يَا اللَّهُ السَّامِعُ الْعَلِيمُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هُنَّ وَنَفْثُهُ وَنَفْثُهُ پھر قرأت کرتے تھے اور اخراج کیا اس کا ترمذی
 نسائی بن ابی اسحاق کہ ترمذی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہر اس باب میں اور تھیں کلام کیا گیا اسناد میں اس کی تھے
 یحییٰ بن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی میں اور کہا احمد کہ یہ صحیح ہے حدیث اور توشیح کی علی بن علی کی وکیع اور یحییٰ بن

ابو حنیفہ

ابن عیینہ

اور ابو زید رحمہ اللہ محدثین نے اور جب ثابت ہو فہل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات اسکی قطعاً
 کہی کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر حال کے فعل سے اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث مزی
 اور ابوعبید اور عباسی ذکر کیا اور شیخ ابن المہامی رحمہ اللہ علیہ نے اور کہا وہو اصح من النسخ لانہ متفق علیہ ومع
 ذلک کہ یقولون سننہم علیہما احد من الائمة الاثر بکتابنا بعدہ یعنی صحیحین کے ہر دو میں سے اس واسطے کہ اتفاق کیا
 اسپر بخاری سلم نے اور ابوداؤد اسکے نہیں کہا کیسے ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے تو اگر وہ دعا اسکے بدلے پر
 کچھ حرج نہیں اور جائز ہے فقط اور وہ جو روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اور پرفاضل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ
 اور یحییٰ ہلالی و جرموی و حسیح ابی عوانہ اور من بنی امیہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے غافل کو کہتے تھے
 اللہ اکبر و جہت و جہی آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہے فرائض میں **ص** اور بعد نماز
 تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے **و** کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے و لا اذا
 قرأت القرآن فاستعذ باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہے کہ شیطان کی پناہ نہ
 کہ وہ خارج نہو قرات قرآن میں **ص** اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا ہی نہ تابع ثنا کا سوچیں
 قرات پڑھے و تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور کبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اسکے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آپ کے اور امام شافعی کے
 نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارہم میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول کفار اشہدین قرات کو انھیں
 للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے **و** تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آپ سے پڑھتے ہوئے اور
 صاحب ہدایہ لکھا ہے بسبق قول ابن جود کے چار میں کہ آپ سے کہے انکو امام اور ذکر کیا ان میں تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا انکو
 ابن ابی شیبہ نے ابراہیم بنی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبد اللہ کہ مجھے آپ سے کہتے بسم اللہ الرحمن
 الرحیم کو اور صحیح ابن خزمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نعم مجبر سے کہ نماز پڑھی سینے پہنچے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچو
 انھوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پونچھے ولا الصلواتین پھر کہی آمین پھر سلام پھر کہے
 قسم ی اوس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تری ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کہا ابن خزمہ نے نہیں شک ہے اوسکی محبت میں اہل حرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ کو نہیں کہو کہ جائز ہے مستانعم
 کا باوجود آپ سے پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے اخبار میں تبناگ سنائی دیتا ہے خصوصاً یا اقول
 مقتدی کو اور صحیح ابی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے بسم اللہ کا کا حکم نے
 صحیح ابی نعیم علیہ السلام کے اور صحیح ابی اسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد او سکا قوی اور ضعیف کیا او سکو اکثر محدثین
 نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہے کوئی حدیث صحیح میں مگر او سکی اسناد میں گفتگو ہے اور اسی سبب صاحب سانیہ اربعہ اور
 امام احمد حلیو شہر کہے کو اخر اربع نہیں کیا باوجود انھیں کے اعلیٰ حدیث ضعیف ہے کہ امام العمل رئیس الحدیث شیخ ترمذی نے
 ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہے دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہے کوئی حدیث صحیح میں کوئی حدیث اور مروی ہے دارقطنی سے

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور یہ خبر واحد ہو اور خبر واحد سے زیادتی کلام اندہ پر نہیں جائز نہی مگر واجب العمل ہو تو کہا جائے
 ساتھ وجوہ افتاد اور سور کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کیا بخاری سلم نے کہ **صَلَاةُ الْاِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**
 یعنی نہیں ہر نماز کے ساتھ فاتحہ الکتب کے اور تقدیر و سکی یہی ہے کہ نہیں ہر کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتب سے جیسے دوسری حدیث
 میں فرمایا **اَلَا اِيْمَانُ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنٌ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ** یعنی نہیں ہر ایمان اور نہ شخص کا جس کا وائستہ نہیں
 اور نہیں دین ہو اس کا جس کا عہد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکافیہ نہیں ہر بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 خلل کی ہیں **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِّهَا** اور بعد تیسرے کے فاتحہ اور سورت پڑھو اور بعد والا الضالین کے آہستہ آہستہ آمین کہے اور مقتدی
 بھی ہماری نماز میں کہہ سکتے ہیں کہ **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد
 اور طبرانی اور اقطنی اور حاکم نے مسند رک بن شعبہ انھوں نے سلم بن بل سے انھوں نے جبر عتبہ سے انھوں نے علقمہ بن ابی اسحاق
 اپنے باپ سے کہ نماز میں بھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پہنچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلب المعضوب
 علیہم **وَلَا الضَّالِّیْنَ** یہ کوئی آہستہ اور روایت کیا ابوسکیا بودا و اور ترمذی وغیرہ سفیان کے انھوں نے سلم بن بل سے
 انھوں نے جبر عتبہ سے انھوں نے وائل بن جبر سے اور اس میں ہے کہ بل نے انھوں نے ابوالہی کو ساتھ آہستہ آہستہ کی تو مخالفت کی اس میں ہنسیاں
 لگی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں جبر عتبہ سے اور اس میں جبر عتبہ سے اور اس میں جبر عتبہ سے اور اس میں جبر عتبہ سے اور اس میں جبر عتبہ سے
 سینے بخاری کے کیا علقمہ نے سننا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری کے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے پچھتے بد اور یہ انقطاع مسلم
 کیونکہ روایت کیا سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہما شیخ ابن الہمام اور ترمذی دی و اقطنی نے روایت سفیان کو اوپر پہنچی
 جبر عتبہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ بضمیر بن رفع روایت کیا ہے اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ اس حدیث سے عدلی کہ کہ ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور بعد رفع کی ہے جو ابن ماجہ نے کہہ تھے علیہ السلام جب میں کہتے تھے کو بیج جاتی تھی سجدہ
 میں کہتا ہوں کہ معاض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ سے اس حدیث کے ساتھ کہ **نَتَنَا سَفِيَانُ**
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَتَبَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ جَبْرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفِضَ بِهَا صَوْتَهُ یعنی کہی آمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہیں حسین
 رفع صوت آمین مگر یہ تو دو حدیثیں مخالف ہیں اس ایک حدیث کی تو صحیح ہی ہو گا کہ آہستہ آہستہ آمین کہے **ص** بعد اس کے
 تکبیر کہے اور کوئی کہے جھکے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دو نون انو پر رکھے اور اوٹھکیوں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے سچ حدیث طویل کے اور آخر اس کا یہ ہو کہ اسی میں سے جب تو رکوع کرے سو رکھ گھٹون
 اپنے کو اوپر دو نون انو پہنے کے اور کشادہ رکھ اوٹھکیوں کو اوٹھائے رکھ دو نون ہاتھ کو دو نون پہلو سے روایت کیا اس کو
 طبرانی نے مجموعہ میں اور طریق یہ ہیں کہ منسوخ ہے اور وہ یہ ہو کہ دو نون ہاتھوں کو ملا کے دو نون ان میں کہے بلکہ دلیل اس کے
 جو مروی ہے محمد بن یحییٰ بن عبد بن ابی وقاص سے کہ نماز پڑھ ہی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو طریق کی سینے سو کہا میرا باپ نے
 کہ نکرا اس کو پہلے کہتے تھے ایسا ہر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھیں دو نون ہاتھوں کو اوپر دو نون کے **ص** اوٹھکیوں کو برابر رکھ
 اور کوئی کہے برابر رکھے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ و ابوصہب نے کہ امارہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب کوع کہتے تھے برابر کہتے تھے بیٹھ کو یہاں تک کہ اگر ڈالاجاتا او سپرانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کیا ابو العباس محمد بن احمق سراج نے اپنے مسند میں بیان کیا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوع کرتے چسپاں بیٹھ اپنی کواور جب کہ کرتے تو نہ کرتے اور نگلیوں کا طرف قبلہ کے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے اور ابی بردہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ مثل حدیث ابو العباس کے اور کوع بھی بیٹھ کے برابر کرے پھیل سکے جو روایت کیا ترمذی حدیث ابی حمید کہ نہ جھکاؤ سر اپنے کواور نہ اٹھاؤ اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن جابر نے اور اخرج کیا مسلم حدیث طویل میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوع کرتے نہ اٹھتے تھے اور نہ جھکاتے تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** کہے اور اس کے کوع **ف** کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کوع کرے کوئی تم میں سے کوئی کہ تین بار **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** اور یا دنی درجا و سکا یا اور جب کہ کرے کوئی کہ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** تین بار اور یا دنی درجا و سکا یا اور یہ حدیث منقطع ہے کوئی عوف بنین پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ **ص** بعد اوس کے **سَبِّحَ اللَّهُ لَسْجِدًا** کہ کتا ہوا سر کو اٹھاؤ اور مقتدی فقط **رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ** کہے اور جو اکیلا ہو دونوں **كُوف** اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام سبوح **سَبِّحَ اللَّهُ لَسْجِدًا** فقط کہے اور ربنا لک الحمد اور صاحبین کے نزدیک دونوں کہے اور ربنا لک الحمد ہے سبوح کہے کیونکہ روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت جب کھڑے ہوتے طواف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے **سَبِّحَ اللَّهُ لَسْجِدًا** حمدہ جس وقت اٹھاتے تھے کوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے **رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ** آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ یون بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ امام سبوح **سَبِّحَ اللَّهُ لَسْجِدًا** کہے کہ **كُوف** اور خطاب اسطے مقتدی کہ ہو اور رد ہوا اوسن سب پر کہ مقتدی بھی دونوں کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب **ص** توجیب سیدھا کھڑا ہو و تکبیر کہے اور **كُوف** اور تکبیر تو اسواستے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اٹھنے کے اور لیکن سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہیں ہے اور یہی طرح دونوں سجد کے بیچ میں جلسہ کرنا اور ٹھہرنا کوع و سجود میں اور یہ قول طبرانی کا ہے اور ابو یوسف کا مذہب ہے کہ یہ چیزین فرض ہیں اور وہ ہی قول امام شافعی کا اور دلیل فکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے اعرابی کے جب اسنے جلدی کی تھی نماز میں کہ بڑھ نماز بتحقق کہ تھے نہیں پر بھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور زمین کی دلیل یہ ہے کہ کوع لغت میں مطلق چمکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ انی صبح کے بھی ادا ہو جاوے گی اور اسطرح ایک کس سے دوسرے رکن کو جاتے ہیں اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہیں اور کوعی سیکلا اور روایت میں آنحضرت نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کہا اس سے جو بیان کیا میں نے تو کو نے کہا اپنی نماز سے روایت کیا اس بات کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاع بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ کھڑا تو یہ تو تمام ہونی نماز ہی اور اگر کوئی اوس میں سے کہ گیا کہ کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور مؤید ہے اسکی وہ حدیث کیا اصحاب میں باربعہ اور اقطنی اور یحییٰ نے ابن مسعود کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہونی یہ وہ نماز کہ نہ قائم ہو اوس میں بیٹھ صلی کی کرے اور سجود میں اور ایسے نمازی کو آپ نے دوسری حدیث میں چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدہ ہو اور اہل بیتان ٹھہر ٹھہر کے نماز شروع اور شروع سے پڑھے **ص** پہلے دونوں انور میں کے پھر دونوں کا تھہ برابر دونوں کا انور

بعد اس کے منوکرہ کو دو کفن کے بیچ میں **ف** کیونکہ روایت ہی سند ابو یعلیٰ بن ابی اسحق سے کہما کہ وصف کیا اور سے ہمارے
 برابر بن عازب کے سچے کہیں سجدہ کیا اور اٹھنا کیا اور دونوں کفن کے اور اٹھا یا نہیں کہ اور کہما کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہدایہ وائل سے نقل کی ہے یا بنی نہیں گئی ہو کہ ما شیخ ابن الہمام نے کوئٹہ میں حدیث کے اہل
 علم نے یہ کہ یعنی ہونا اس کا حدیث وائل سے غریب ہے اور صحیح مسلم میں یہ حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا
 رکھا منوکرہ اپنا دونوں کفن کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ متقابل کاں کے منوکرہ کو اب حاضر ہو گا اور اسکے صحیح بخاری میں
 حدیث ابی حمید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کفن برابر کا نہ ہونے اور اس مقام میں روایت مسلم کی مقدم ہے بخاری
 اس وجہ کہ سند بخاری میں قلیع بن لیثان اگرچہ راجح ہے یہ کہ واقعہ ہو لیکن کام کیا گیا ہے یوں ضعیف کیا اور کونسا بنی اور بن
 ابو جہاتم اور ابو داؤد و ترمذی القطان اور سیاحی اور روایت کیا اسحق بن ابی ہونے مسند میں **أَخْبَرَنَا الشَّوْكَانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ
 بَنِي كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ** اس سند کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونوں ہاتھ متقابل
 کا دونوں کے بعد یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں **أَخْبَرَنَا الشَّوْكَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ** اور لفظ اس کا یہ
 و کانت يداها جدًا ذنبيه اور تھے ہاتھ آپ کے مقابل کا دونوں کے اور روایت کیا طحاوی حفص بن غیاث انھوں نے حجاج
 انھوں نے ابی اسحق سے کہما کہ پوچھا میں نے برابر بن عازب کہ سجا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی بنی سجدہ میں جب نماز پڑھتے
 کہما کہ **رَمَانٌ وَنُونٌ كَمَا كَوْنُوا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ** اور سجدہ کرے ہاتھ اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور عبد
 بن مسعود کی ہے اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جلتے تھے ہاتھ اور پیشانی بنی کو اور الگ رکھتے تھے دونوں
 ہاتھوں کو دونوں پہلو سے پورے رکھتے تھے کفن کو برابر کا نہ ہونے اور روایت ابو یعلیٰ بن عیسیٰ بن ابی حمید کہ سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سو جایا تاک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے مگر عدت
 اور یہ روایت ہی امام ابو نعیم سے کیونکہ حدیث کیا صحاح ستہ والوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 کہ سجدہ کو کون سات اعضا پر جبہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں ہاتھ اور کتار تھوڑے اور روایت کیا ماہد اسکے بزار نے اور روایت کی کئی
 سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور کھنا دونوں ہاتھوں اور زانوں کا سنت ہے نزدیک ہمارا اولیٰ کہ کھنا
 قرون کا سو کہما ہوقدوری میں کہ وہ فرض ہے سجدہ میں **كَذَلِكَ فِي الْهَدَايَةِ** **ص** اور اوکلیان ملی ہوئی رکھے اور دونوں بازو کو پیٹ
 جدا رکھے اور پیٹ کو ران سے اور اوکلیان دونوں پیر کی قبلہ کی طرف کرے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے یا زیادہ اور اگر
 پگڑی کے بیچ پر یا فاسل کہہ دے یا اوس خبر پر جبکا محمدیہ سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہے تو جائز ہے ورنہ درست نہیں **ف** کیونکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اور بیچ عاتق کے روایت کیا ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حدیث میں بیچ ذکر تہذیب ابراہیم بن یونس
 رحمۃ اللہ علیہ کے **حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقَبَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّسَائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى**
لَحَافِظُ الشَّوْكَانِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ
الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ **أَذْهَبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ** **أَذْهَبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ** **أَذْهَبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْجِدُ عَلَى أَوَّلِ عَمَامَتِهِ یعنی مصرعہ صلی اللہ علیہ وسلم

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگھیں اور نہ بچھیلے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ واسطے
 نہ بچے میں رکھتے تھے اور نہ کرتے تھے اونگھیں کا طرف قبلہ کے اور ہاتھ میں جو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 جب سجدہ کرنا ہو تو سجدہ کرنا ہی عرض کیا اور اسے پس بچھیلے کہ نہ بہت اونگھیں کا طرف قبلہ کے حتیٰ المقدور اور اس پر ہاتھ نہیں
 مطلع نہیں ہوا اور سجدہ کر کے جو زمین کی جاتی ہو اگر زمین زیادہ کے تو لازم ہو کہ طاق کے ساتھ بائیں یا راستہ یا اسی طرح کیونکہ
 میں آیا ہوں کہ چھوڑنا ہی ترینی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ نہ رکھا تھا جس طرح اللہ نے عزوجل فرمایا
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ لَعْنَةُ الْيَهُودِ یہ حدیث غریب ہے اور اللہ جانے بھلائی **ص** اگر آدمیوں کے ہجوم کے سبب ایک شخص دوسرے کی طرف سے چھوڑ گیا
 اگر وہ چھوڑی ہوئی نماز پڑھتا ہو تو درست ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتا یا پڑھتا ہی نہ ہو تو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہی نہیں پڑھتا تو سجدہ کا
 درست نہ ہو گیا اور عزت پر کھڑے اور ان کے ملنے اور بعد سجدہ کے پھر سر اٹھاتا اور تکبیر کے اور اطمینان سے بیٹھتا اور پھر تکبیر کے اور سجدہ کے
 ٹھہر کے **ف** کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سیدھا اور اگر سیدھا نہ تھا تو
 دوسرے سجدہ کر لیا امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور محمد بن کے نزدیک اگر نماز نہ ادا ہو کر زمین پر خٹک لیا گیا ہو تو سجدہ یہ ہو کہ اگر سجدہ کی طرف
 قریب ہو گیا نہیں جائز ہو گا کیونکہ وہ نماز سجدہ میں ہو اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہو جائے ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا جس
ص اور پھر تکبیر کے اور اٹھ کھڑے سر پھر ہاتھ پیرزا نو اور سیدھا کھڑے ہو کر بغیر تکبیر کے اور دونوں سجدے سے سر اٹھ کے
 پھر زمین پر بیٹھتے بلکہ فوراً کھڑے ہو گا اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھنے اور اٹھ کھڑے ہونے استراحت کہتے ہیں **ف** اور دلیل
 امام شافعی کی وہ ہے جو روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اٹھتے تھے دونوں
 سجدے سے نہیں اٹھتے تھے جب تک کہ بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جوابا سکا یہ ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا اور
 نماز موضوع استراحت کے واسطے نہیں اور دلیل اوسپر یہ ہے جو روایت کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نماز میں اٹھتے تھے اور پرکار سے قدموں کو اخرج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس نے انھوں نے صحابہ مولیٰ کو کہہ دیا کہ انھوں نے ابی ہریرہ
 سے اور کہا ترمذی نے اسی پر عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن الاثیر نے ضعیف بنی نزدیک محمد بن کے اور اس سبب سے
 ضعیف کیا اسکو ماہرین عدلیٰ نہیں کہہ سکتے بلکہ کلمی جاوگی حدیث اسکی باوجود ضعف اس کے کہ ابی حنیفہ القطان نے اور جس سے تعلیل
 کی ہے خالد بن ایاس نے موجود ہے صحاح میں اور وہ احتیاط ہے تو کچھ وجہ تخصیص خالص نہیں اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ابی ہریرہ کا تفسیر ہے تو
 او کی قوت مل کو اگرچہ یہ خاص طریق ضعیف ہوا اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن سعد کو کہ وہ اٹھتے تھے نماز میں اوپر کنار قدموں کے اور
 نہیں بیٹھتے تھے اور انہوں نے حضرت علی سے سنا اور سیطخ ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر سے اور روایت کیا شعبی سے کہ تھے عمر کو علی
 صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھتے تھے نماز میں اوپر کنار قدموں کے اور روایت کیا نعمان بن ابی عیاش سے کہ پاپا سینے
 بہت لوگوں کو اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توجہ کوئی سلاوٹھا تھا سجدہ ثانیہ میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں اٹھتا تھا
 جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخرج کیا اسکا ابی ہریرہ نے عبد الرحمن بن سیرین سے دیکھا کہ ابن سعد کو کہ اسکا سجدہ
 اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن سعد اور ابن عباس اور ابن عمر سے توجہ اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہو کہ سب
 اٹھتے تھے اوپر کنار قدموں کے اور نہیں بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہو گا **ص** اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ہو گئی تھی

عالمین ایس

صحاح میں

ابن عمرؓ نے اور اخرج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمنؓ نے علم سے باطل ہو کر کیا
 اوسکو ابن عباسؓ نے کتاب الفاتحۃ میں اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سنہ ثمان و عشرين اور سن اوس کا سن ہزار ابراہیم غمی کا تو کیا چیز مانع ہر سماع
 اوس کے سے اور حال انکا اتفاق ہر سماع ابراہیم غمی پر عقلم سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب التفتیح المفسر میں بیچ بیان ترجمہ عبدالرحمن
 کا اوس نے سنا ہر عقلم سے اور بعضوں نے جو کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن زیادہ کثرت لا یعوذ کی منکر ہی نقل کیا گیا ہے و دارقطنی اور
 محمد بن نصر و زہبی سے اور ابن القطان کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھوں نے اور اسبوا سے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم
 سفیان ثوری کے مانند بخاری کتاب فہم الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے پاس سے کہا کہ یہ خطا ہو گیا ہے کہ وہ کہیں اسین
 سفیان ثوری نے اوس معلوم یہ ہوتا ہو کہ جب ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر زیادہ سے گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادہ قتی نقصان
 کی قبول نہ اور خصوصاً جب کہ اوس پر متابعت بھی کی جاوے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اوسکو روا
 نسائی سے اور اخرج کیا دارقطنی اور ابن عدی محمد بن جابر سے انھوں نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
 عقلم سے انھوں نے عبداللہؓ کہ نماز بھی سینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے سونا اوٹھایا انھوں نے
 ہاتھوں اپنے کو مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صوابا براہیم کامرسل کرنا ہی اس حدیث کے
 اوپر انھوں نے سنا کہ ابو ہریرہؓ نے سبب جہنم میں جاکر ہو لیکن توفیق کی اوسکی ابن عمرؓ نے اور روایت کیا اوس کے ابراہیم ثمالی اور
 ابن عوف اور ہشام بن جسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید بھی محتسب اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور زہبی
 سو کہ او زاعی نے کیا حال ہو تھا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہر وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہ ابو حنیفہ نے
 ثنا حماد عن ابن ابراہیم عن عقلمہ والا نسود عن عبد اللہ بن مسعود عن ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
 لا یرفع یدیه الا عند اذنتکاج الصلوٰۃ لا یعوذ بکسی عن ذلک یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آخرت صلی اللہ
 وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہیں اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا او زاعی کے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے زہری کہ
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے پاس سے رفع یدین میں اور تم کہتے ہو کہ حدیثی حثا عن ابن ابراہیم سو کہ ابو حنیفہ کے کہ
 حماد افہم ہر سماع ابراہیم افہم ہر سالم سے اور عقلم نہیں ہے کہ فقہ میں ابن عمرؓ سے اور اگر جو واسطے ابن عمرؓ کے صحبت ہوا تو کو تو
 صحبت کا ہی اور اسود کو واسطے نہایت فضیل ہی اور عبداللہ بن مسعود برابر میں عبداللہ بن عمرؓ کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ زہبی
 کے جیسا کہ ترجیح دی ہوا زاعی نے ساتھ علوانا کے اور وہی مذہب ہے تصور نزدیک ہمارا اور روایت کیا علماء و سنی پھر ہر حق نے حدیث
 حسن بن عباسؓ سے بسند صحیح اسود کہ کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطابؓ کو کہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے سچ اول کبیر کے پھر نہ اعادہ کیا
 کہا اور دیکھا میں نے ابراہیمؓ و شعبیؓ کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور عارضہ کیا ابو کا حکم ساتھ روایت طاؤس بن کیسان ابن عمرؓ
 انھوں نے عمرؓ سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے سچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی ابی بکر بن شیبہ
 انھوں نے عاصم بن کعب سے انھوں نے اپنے پاس سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھائے ہاتھ سچ اول کبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور وہ جو روایت کیا
 ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر نہ جھونکے اور کرتے تھے مثل اوس کے
 جب کہ اوٹھتے تھے تو ہاتھ کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ کی

نماز سے جب بیٹھتے ہوئے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدوں کو اٹھاتے تھے اسی طرح پراویس بھی کیا اور سکو تر مذہبی تو یہ حدیث
 نسخہ بنو سبب القاق کے نسخہ رفع یدین پر وقت سجدے کے اوجھار پانچ بیٹے کہ ان صاحبہ اور تابعین کے کثیرین ہذا اور کلام بہت
 واسع پر طوطی لکھا ہوئی اور ثابت کیا اور سکو شیعہ ابن الحاکم بوجہ حسن اور روایت کیا ابو حنیفہ نے حارثہ بن اصفہان نے ابراہیم سے کہا کہ
 ذکر کیے لئے نزدیک ان کے داخل بن حجر کہ دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجدے
 سکو اللہ ہاں ہم نے کئی بار نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوة کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ سے
 اور صاحب عبد اللہ کو یاد رکھا اوستے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی مجھے بیشمار لوگوں نے عبد اللہ
 کہ اٹھاتے انھوں نے ہاتھ فقط وقت ابتدا کو کھڑے اور بیان کیا اور سکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہر ساتھ شیعہ ہر کلام
 ٹھوٹھ ہٹنے والا اور احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوسک کرنا ساتھ قول اسکے کے اولی ہر وقت تمارض کے واللہ اعلم اور حدیث
 اس باب میں المہم شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہر بلکہ ثبوت اور بیایا کا
 حال اگر رفع یدین بہت سی حدیثیں موضوع میں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع یدین میں حال ان کہ وہ بالاتفاق
 موضوع ہر او طعن کیا سبب اس کے اکثر حدیثیں نے حاکم پر اور بعضوں نے اس باب میں ہر قدر افرار کیا ہے جیسا کہ بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ ان
 سے ایک صاحب سفر السعادت نے کہا کہ چار سو آثار اس باب میں مروی ہیں حال ان کہ سبھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ بخاری نے جو جس
 کتاب رفع یدین میں بنائی ہے اور میں نے اس کے ربع بھی شمار نہ کرے جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلانے اس باب میں سجدہ
 اعتباراً صاحب سفر السعادت کا کیا ہے اگر کوئی ان کو لاکھ بار بھی سمجھا تو یقیناً ہر کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب و عناد
 سے دور نہ رہیں یا تفصیل کی اس کتاب مختصر میں گنجائش نہیں ملے گی کہ ایک اشارہ کافی ہو **و** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
 بائیں پر کہ بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اوٹکلیوں کو ہر کی قبلہ کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم میں حضرت عائشہ
 سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ بکمر کے آخر تک بکمر کے کہ کہا بچھاتے تھے بائیں پر اور
 کھڑا کرتے تھے داہنے پر اور سنن نسائی میں مروی ہے ابن عمر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے پر کہ وہ
 اور کرے اوٹکلیوں کو طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پر **ر** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں انگوٹھوں کے اوپر رکھے اور اوٹکلیوں کو
 کی طرف کشا دے اور امام شافعی کے نزدیک نہ صرف اوٹکلیوں کو باندھے اور چپ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
 کھڑا کرے اوٹکلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ یہاں علماء اوس سے بھی ایسا ہی بقول **و** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائلی بن
 کہ شیخ ابن الحاکم غریب ہے اور ترمذی میں ہے حدیث وائلی سے کہ البتہ دیکھا سینے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوجھ بیٹھے
 واسطے تشہد کے بچھا یا بائیں پر کہ اور رکھا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں ران کے اور کھڑا کیا داہنے پر کہ اور صحیح مسلم میں ہے تھے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم بیٹھے تھے نماز میں رکھتے تھے داہنی انگلی اوپر داہنی ران کے اور بند کر دیتے تھے سب اوٹکلیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
 اوس انگلی کے جو نزدیک ہر اہم کے اور رکھتے تھے بائیں کف کو اوپر بائیں ران کے کہ شیخ ابن الحاکم نے ولا شاک ان وضع الکف
 مع قبض الا صاکیح لا یدھن حقیقۃ یعنی نہیں شک ہے کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے اوٹکلیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے
 حقیقت اوس کی یا مادیہ ہے کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا اوٹکلیوں کا وقت تشہد کے کہ اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کدانی میں ہے کہ اوٹھا نامحرمت میں ہے محض غلط ہے اور پھر طرہ او سپر ہے کہ کاحل النجس نہ بھی کھد باہر
سبحان اللہ جیسے لوگ محدثین کی ہند رہے ادبی کرینگے تو انکے کلام کسی سلمان کو اعتبار کرنا خلاف روایت ہوگا اور خود
صاحب فتح القدیر لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ الدَّيَّةِ وَالزَّوَايَةِ اور یہ خلاف روایت اور روایت ہے **ص** اور تشہد
پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہی التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَأَعْلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور پہلے فقہ میں اسے زیادہ نہ پڑھا **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخَذَ عَلَقْمَةُ بِيَدِي فَقَالَ
أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ بِيَدِي فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَمَلَأَنِي التَّشَهُدَ التَّحِيَّاتِ
لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ أَخْرَجَ فِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرِ بَعْنِي كَمَا تَأْسَمُ فِي كِتَابِ عَلَقْمَةَ مَا تَحْتَمِلُ
سو کہ کما کہ پڑا عبداللہ نے ہاتھ میرا سو کہ کما کہ پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو کہ کما کہ پڑا
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ شعبی سے کہ انھوں نے جو زیادہ کرے اور تہنیک بیچ دو پہلی کہتوں کے تو اوپر دو سجدہ سو کہ کہ میں وفی
الباب عن عائشة اور اس باب میں مروی ہے عایشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی
دو کہتوں میں تو گویا توڑے جلتے ہوئے پیر میں بیان تاک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسا ہی
روایت کیا مصنف میں ابو بکر سے بسند صحیح اور روایت کیا علی بن ابی حمزہ کہ اس نے ابن مسعود کو سکھا یا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
اور کھیر آپ کے ہاتھ میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہ کما کہ جب بیٹھتے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہ
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ أَخْرَجَ اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو کہتوں کے بعد اور ایک بھت اس تشہد کی پھر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتا کہ تمام تعلیم کیا اگر پہلے تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہے اور
ایک خبر ترمذی کی یہ کہ انہ سے اس پر اتفاق کیا لفظاً ومعنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے اور اس سے
اگرچہ انہ کو کیا اس کا سو کہ بخاری اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات میں ان کے نزدیک ہے جو سپر اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ جسر
اتفاق کیا ہو انہ سے اور اس واسطے اجماع کیا علی کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح ترمذی بخاری کی اس باب میں اور کما ترمذی نے
کہ صحیح ترمذیوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہے اور عمل ہے اوپر اکثر صحابہ کا پھر انہ کو کیا خضیف کہ کما کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں سوچا میں نے آپ کے آدھوں نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپ کے لازم پڑا تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے
ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اور نسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر ہنر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ أَخْرَجَ کہ تشہد ابن مسعود کے اور عایشہ بھی یقینی میں کہ کما انھوں نے تشہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سو کہ کما اللہ اخبر کہ انہ نووی اسناداً بخیر یعنی اسناداً و سو کہ جید ہے اور بھی موافق ہوئے انکے سلمان روایت کیا
طبرانی اور بزار نے ابی اسید کہ کما کہ پڑا میں نے سلمان سے تشہد کو کما کہ سکھا تا ہوں میں تکو جیسا سکھا یا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تب بیان کیا اللہ اخبر کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پڑا ہاتھ میرا احمد بن سلیمان نے اور پڑا ہاتھ او کا ابراہیم اور کما

باتہ اور نماز علقہ کرنے اور نماز علقہ کرنے کہ کبریاں تھیں میرا عبد اللہ بن مسعود اور سکھا یا بھگو تشہد اور کما عبد اللہ نے کبریاں تھیں میرا
 عبد اللہ بن مسعود نے اور سکھا یا بھگو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہیں کوئی آیت قرآن سے اور تابع ہوا اسکے روایت ابن ابی شیبہ کی ہوا ہے
 بمعنی بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہر اور او میں تشہد یہی التحیات المبارکات والصلوات
 الطیبات اللہ سلام علیک ایہما الشریح رحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام علیکنا آخر کہ روایت کیا
 امام احمد نے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا یا او کو تشہد سو تھے جب بیٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز میں
 بیٹھتے تھے التحیات اللہ عبدہ ورسولہ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی قعدہ
 اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور حدیث میں ملکی بعد تشہد
 مذکور ہیں مشہور ہیں صحیحین میں غیر ہر امین **ص** اور اخیر کی دو کعتوں میں فقط فاتحہ پڑھے بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو کعتوں پہلی کی ظہر اور عصر فاتحہ اور دو سو مرتبہ کوثر
 اور اخیر کی کعتوں میں فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے کعت اولیٰ میں پچیس طول کرتے تھے کعت ثانیہ میں اور اس میں فقط ظہر اور آخر مذکور ہیں
 روایت کیا ہے ابن عباس نے سند ابنی بن قاصم بن افع الصاری کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی کعتوں کی فاتحہ لکھا ہے
 سورۃ اور اخیر کی دو کعتوں میں فاتحہ لکھا ہے فقط اور مروی ہوا وسط طبرانی میں جابر بن عبد اللہ کہ اس وقت قرأت کی بیچ نماز
 یہ کہ پڑھے پہلی دو کعتوں میں فاتحہ سورۃ اخیر کعتوں میں فاتحہ لکھا ہے **ص** اور اگر تسبیح کہے یا چپ کھڑا ہے تو درست ہوا
 پھر بیٹھنے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدہ میں تین پڑھتے اور پیر و نون انہی طوط کمال دوا و عورت
 دو نون قعدہ میں اس طرح بیٹھتے **ف** جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث اہل اور عایشہ کی اور وہ جو مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بیٹھتے اس طرح پڑھا امام شافعی کے نزدیک یہ ضعیف کیا اس کو طحاوی اور کلام کہا اس میں بیہوشی اور بیان کیا ضعف اس کا شیخ
 قحی الدین بن قتیب العید **ص** اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو یا تاثر کی ندادیوں کی باتوں سے
 تو ایسی چیز نہ مانگے جو ادنیٰ سے خاص مانگتے ہیں **ف** اور درود پڑھنا چاہے نزدیک فرض نہیں ہوا اور امام شافعی کے نزدیک
 درود اور تشہد دونوں پڑھنا فرض ہیں اور دلیل ہماری یہ ہو کہ کہا ابن مسعود جب کہچکے تو یعنی تشہد یا کہچکے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر
 چاہے تو کہ اٹھتے تو اٹھ اور اگر چاہے بیٹھتے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ اس کو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا ہوا اور پکڑ رکھا کہ یہ سچ
 لیکن ایسا درج مانند مرفوع کے ہو کہ قاضی عیاض نے اور حکماء امام شافعی نے کہ جس نے درود پڑھی تو نماز اس کی فاسد ہو اور میں صحیح
 او کی ہر قول میں اور نہ کوئی حدیث کہ ثابت کی ہو اس کی اور شیخ کی اوپر اس باب میں ایک جماعت نے انہیں سے ہیں لمبری قوی
 اور خلاف کیا او کا ان کے باطن میں ہے یہ خطابی نے اور کہا کہ نہیں جانتا میں ان کے لیے اس باب میں کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی
 ہیں ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسیٰ اور ابن الزبیر سے نہیں مذکور ہوا میں یہ اور وہ جو
 مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہر نماز اس کی جس نے درود بھیجا اور پیر سے ضعیف کیا اس کو اہل حدیث نے سب سے اور اگر بالفرض صحیح
 ہو تو کسی اس کے نفی کمال کے ہیں یا جس نے عمر بن عبد العزیز درود بھیجا اور ایک تاویل اس کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سلام تشہد
 میں ہوا اگر کہیں نہ کہا تو نماز اس کی نہیں کہو کہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہوا اور اس طرح جو ابن مسعود مروی ہو کہ فرمایا حضرت صلی

مالک بن یزید سے انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہو اور سکودا قرأت امام کی اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرأت کرے کہ امام کے پیچھے امام کے اور روایت کیا اور سکودا و نسے اور قطعی نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا اسکا وہم ہی لیکن صحیح ہو یا یہ قول ابن عمر سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہو گا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رفع اسکا صحیح ہو گا اگرچہ روایت ضعیف ہو کہ اور روایت کیا ابن عمر نے کامل میں اسماعیل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے حسن بن صالح سے انھوں نے ابی ہارون عبد بنی انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ واسطے امام تو قرأت امام کی اس کے واسطے قرأت ہو اور کہا کہ نہیں بتا بت کیا گیا اس روایت میں اسماعیل اور وضعیف ہوا حتیٰ اور قول ابن عمر کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اسکی بطور بن عبد اللہ روایت کی طرانی نے واسطے میں ثنا محمد بن ابی اہیم بن علی بن ابی اہیم الا حصہ ہانی حدیثی ابی جریج عن البطح بن عبد اللہ ثنا الحسن اوسی سند جو روایت کیا اوس بن عمر روایت کیا حدیث ابن عباس سے رفع اسکا اور اوس میں کلام ہو اور روایت کیا طیحاوی شرح اکابر میں ثنا یونس بن عبد الاعلیٰ ثنا عبد اللہ بن وہب اخبرنی حیاة بن شریح عن بکر بن عمر وعن عبد اللہ بن مفسر انہ سأل عبد اللہ بن عمر قد زید بن ثابت وجاؤنا عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا تقر خلف الا ما هو فی شکی من الصلوٰۃ یعنی پوچھا عبد اللہ بن عمر نے عبد اللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سو کہا انھوں نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز میں اور روایت کیا امام محمد بن حسن نے موطا میں یحییٰ بن عیینہ سے انھوں نے منصور بن انیس ابی اہل سے کہا کہ پوچھ گئے عبد اللہ بن سید قرأت پیچھے امام کے کہ اگرچہ وہ اس واسطے کہ نماز میں غفل ہو اور کافی ہو تجھ کو امام اور روایت کیا سعد بن قاص سے کہ امام انھوں نے چاہتا ہوں میں اس شخص کو جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے کہ اس کے مؤمنہ میں انگاہ ہو اور روایت کیا اور سکودا الزرقانی لیکن کہا انھوں نے ملہ انگاہ کے پتھر اور روایت کیا محمد بن موطا میں داود بن قیس سے انھوں نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاشکے ہوتا اس کے مؤمنہ میں جو قرأت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اور سکودا الزرقانی نے بھی اور روایت کیا طیحاوی و صحابہ سے انھوں نے ابی جریج سے کہا کہ امام بنی واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں اور امام سامی سے سیر ہو کہ امام نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بتا کر کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چلے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز میں پڑھے اور روایت کیا اوس اور عبد الرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اس سے خطا کی فطریہ اور روایت کیا اور سکودا قطعی نے ایک طے یکتے اور کہا کہ نہیں صحیح ہی اسناد اسکا اور کہا ابن حبان کتاب الضعفاء میں یہ روایت کرتا ہو سکودا عبد بن ابی علی الضار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ باطل ہو اور کافی ہو عجلان میں اس کے اصحاب سلمان بن کا اس کے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا کہ قرأت تو پیچھے امام کے نہ کہ بائز کہ لکھا اسکو اور ابن ابی شیبہ شخص مجہول ختم ہوا قول ابن حبان کا اور وہی ہر سنن نسائی میں ماندا اسکے قول ابو الدرداء اور زید ابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو جب ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہی حدیث اذا کنت الکل الا کما فکلک و ابرو وضعیف کیا اور سکودا وود وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بعد محت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولذا اقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم تتقون جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اور چپ ہو اور روایت کیا یحییٰ بن امام محمد سے کہ امام اصحاب کیوں نے او پر اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہو اور روایت کیا مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ صلی

علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جوان کی انصار سے سونا نزل ہوئی یہ آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا اور روایت کیا ابن مردودیہ نے تفسیر میں کہ ایک کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں تیجھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ ہر قریب واجب ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہو ہی میں سب سے
 نہیں تغلف کرنا ہو اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث پہلے میں ہے روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ سے
 جماعت کو سچ کہ بچہ وغیرہ کے تو کہا لا آجبتُ فی کھا انہیں دست رکھتا ہوں میں ترک رکھا اور کہا امام محمد نے وہاں کہ ہر پیشین
 خدمت ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تریہ جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں بیٹھنی اوس وقت تکلیف جماعت میں
 اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف اذن تک جماعت کا نڈیا اخرج کیا اسکا ابو
 اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے نڈا کو اور نہ آئے جماعت میں تو نماز میں ہی
 مگر غدر سے اور روایت کیا ابو سکوا حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری سلم پر ہے **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب
 جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو بہتر کار زیادہ ہو پھر جو بہتر میں زیادہ ہو **ف** روایت کیا جماعت کے سوا ہمارے کسی کفر دیا
 حضرت نے امامت کے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر
 سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا ابو سکوا بن جابر
 اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلم ہم ہستہ کے فافقہ ہم فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں
 تو جو بہتر میں بڑا ہو کہ ما شیخ کمال الدین کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اس کا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ
 نے نسبت صحیح ابو سعید انصاری سے ما ند اسکے اور اسکے الفاظ یہ ہیں یُعْمُ الْقَوْمُ أَقْبَا وَهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا
 فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاعْلَمُهم بِالثَّتَةِ فَإِنْ كَانُوا بِالْعِلْمِ فِي الثَّتَةِ سَوَاءً فَاقْدَمُهمْ هَجْرَةً فَإِنْ كَانُوا
 فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَاقْدَمُهمْ سِنًا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں بڑا ہو اور فرمایا کہ نہ امامت کے ایک
 شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوس کے گھر میں اوس جگہ پر جو اوس کی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہوتا ایک کا میں
 فرش ہے اور ایک کا چھاب کھان کا مقام میں ہے کہ اوس میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہے تو بغیر اذن اوس کے کہ یہ نہیں چاہیے
 کہ اوس کی جا پر بیٹھ جاو اور روایت کیا عطار کہ کہا انھوں نے امامت کے قوم کی جو اوس میں افتہ ہو یعنی فقہ والا ہو اور اس حدیث میں
 اور ہمارے مذہب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقراسے اعلم بالقرارت ہے اور قرارت بھی ایک سن میں ہے اور نقص اس میں ہے کہ بعد اسکو
 پھر اعلم ہاسنتہ جو ارشاد فرمایا تو اوس سے کیا مراد ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اوس نے میں جو اقراسے تھے
 وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقراسے نہیں اور اعلم میں ہے اسی واسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقراسے پر
 اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کرین تم میں سب سے وہ لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام
 فتح القدیر میں وَالْأَقْبَالُ الضَّعِيفُ غَيْرُ الْمُصَوِّعِ يَعْمَلُ بِهِ فِي فُضَائِلِ الْأَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاوے گا اور بہتر
ص اور نماز غلام اور گنوا اور فاسق اور زانیہ اور بدعتی کے اور دلہ الزانیہ کے چھپے کردہ ہوں لیکن

اور اکیلے پڑھنے کا کیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور اپنے عشا میں پڑھنے کو سبج اسم ربک الا علی اور اؤا
باسم ربک اور شمس وضمہا وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہو غرض ہر صورت رعایت حال ضرور
اور سید طرح تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک ات میں جھلوگ ختم کرنے میں جماعت مکروہ ہے تین دن کے کم میں بیٹھا
ص جب مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام آگے بڑھ جائے اور اؤ کو حکم تاجیکہ کرے
کیونکہ ایک آدمی کا آگے بڑھنا بہت آدمیوں کے ہٹنے سے آسان ہے **ف** پہلے سنے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے
کہ رما میں ایک ات نزدیک سیونہ بیٹھی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا سریرہ اور کر لیا جھکو داہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ ورجاری سلم وغیرہم نے اور اگر
اوسکے پیچھے یا بائیں طرف ہو کہ نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گندگار ہو گا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
اوسے آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ اور امام ابی یوسف کے نزدیک چھ میں دن و نون آدمیوں کے کھڑا ہوگا اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے کھڑا کیا ہے
اور علم کو دہلنے بائیں اور آپ پیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
اور کہا ابن عبدالبر نے نہیں صحیح ہے رفع اوسکا اور صحیح اؤنکے نزدیک وقف ہی میں ہو دیر اور کہا نو فنی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخرج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے تیسے میں فقط رفع ہی اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
جابر رضی اللہ عنہ موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہا اؤنکی دادی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھلا
آپ نے کچھ کھا کھڑے ہونا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور تیمم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری
ہم سے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے لیست انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے
امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابر بن سب سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
جب چوں تین آدمی تو آگے ہوا فتنے ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے انس سے ماںدا اسکے جواب پر گزرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھیں **ف** کیونکہ ہمارے میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم جو شخص امامت کرے قوم کی بھڑکاو ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جنب تھا اعدا کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعداہ کریں اور یہ
حدیث غریب ہے نہیں بابا اوسکو مینے اور روایت کیا محمد بن یحییٰ نے کتاب الاثار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے
انھوں نے عمرو بن ہنیاس سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعداہ کرے نماز کا
اور وہ لوگ بھی اعداہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز جھوٹے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
تو اعداہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اؤن لوگوں کو اعداہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن ہے اور روایت ہی ابی امام سے کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جنب ہوا اعداہ کیا اؤن لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علی نے کہ چاہیے جسے تھاے ساتھ نماز پڑھی کہ اعداہ کرے ضرور حج کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبدالرزاق نے اور وہ جو روایت کیا اوقطنی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے برابر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو امام بھول جاتا اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اؤنکی اور غسل کرے امام پھر اعداہ کرے اپنی نماز کا

۱۱۸

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اسکا بھی یہی حکم ہے ضعیف ہے جو یہ متروک ہو اور خاک کے زمین ملاقات کی برابر کی اور حیلہ التماس
ص اور پہلے مصنف باندھین پھر غصے پھر عورتیں **ف** اسے صلح حدیث میں آیا ہے اور فرمایا حضرت علی
 علیہ وسلم نے قہر ہون مجھے عقل لے لو کہ اپنی بالغ پھر جو اپنے نزدیک میں پھر جو اپنے نزدیک میں آخر حدیث کہ حدیث کیا ہو
 مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اوصاف میں چاہے ہیں کہ خوب ملکہ لکھتے ہوں اور حکمہ باقی ہے اور جو شخص صفت کی
 جگہ ملکہ کو بند لکھے یعنی او میں لکھا ہو جاوے گا کیسی اور کو او میں لکھا کرے تو حدیث میں ہے کہ مغفرت ہوگی اور اسکی روایت کیا ہو
 بزار نے اسناد حسنہ اور بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں صحاح احمد میں سب مذکور ہیں اور غنی اور مسکن کہتے ہیں کہ او میں
 عورت اور مرد دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور اسکو عورت پر قدم کیا کیونکہ ایک شاعر مرکا او میں موجود ہوا اور لکھو اس
 مؤخر کیا کیونکہ ایک شاعر عورت کا او میں موجود ہے **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہو گئی اور بیچ میں کچھ جا مل نہیں اور
 عورت ملائق شہوت ہو اور امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہے اور نماز میں دونوں شریک ہیں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور
 اگر امام نے نیت عورت کی نہیں کی ہے نماز عورت کی باطل ہو جاوے گی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے قریب کے امام کے
 تحریر بن کر فرائض ہوں اور ان دونوں کے واسطے امام ہو اور نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا حقیقہ مثلاً دونوں تمیز
 یا حکم مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں محدث ہو اور اسنے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی
 تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور سوچ کی اگر سابق کے اوپر کے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی یہ جب ہو کہ امام عورتوں کی یہ کہے
 اور اگر نیت کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اذکار سے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے ساتھ
 اسکی بیعت ہو گئی گر یہ کہ امام اسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے یا مرد کو اقتداء نہیں کی ایک دھیت میں تین سلام کی شرط ہو
 ایک دھیت میں شرط نہیں اور یہاں اسکی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے کہ حاجی چاہے دیکھے اور اگر امامت کی ان پڑھے فارغ راقی ہو
 کی تو سبکی نماز ہوئی یا ایسی کو خلیفہ کیا اگر تعجیل کو جوتوں میں ہو سبکی نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن نماز قاری کی صورت اس کے اوپر ہے
 باوجود قدرت کے ترک کی اور نماز ان پر ہوں کی وہ اس کے برابر نہیں غیبت کی جماعت کی تو چاہے یہ کھڑی کے ساتھ اقتداء کریں تاکہ
 قرات اسکی ان لوگوں کی قرات ہو جاوے گو یا وہ ان لوگوں نے بھی قرات ترک کی اور وہ سے مسئلہ میں خلافت امام فرماو

بیان

باب تحریر فی الصلوٰۃ

باب حدیث میں بیچ نماز کے

مصلیٰ کو اگر نماز میں محدث ہو وضو کر کے تمام کر لے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین نے نزدیک تمام ہو جائے
 اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع پڑھے اور باقی نماز کو بنا کرے کیونکہ حدیث
 منافی نماز کا ہے اور طہنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جسے دلیل اس کے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے شخص قری کرے یا کسی اسکی چھوٹے یا ندی نکلے اسکی نماز میں تو چاہے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے
 اپنی نماز پر اور یہ حدیث اور کذری نوافض وضو کے بیان میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مانا اس کے موافق ہے اور عمر اور علی
 اور ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور اس بعد سے مثل علقہ اور طاووس اور سالم اور سعید
 بن جبہ اور شعبی اور ابن ابی نعیم اور عطاء و کھول اور سعید بن السید حمہ ائمہ علیہم جمع ہیں اور روایت کیا ابن ابی نعیم حدیث

حضرت عائشہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاو اور کو تو جاسیے کہ کیا ہے
نال اپنی پھر پھر اور اس جگہ سے مراد ان کے سے خون نکلنا ہی اسی واسطے کہ فرمایا کہ پڑھے سب تک اپنی **ص** اور اگر امام کو شہ
ہو تو مقتدیوں میں سے کسی کو خلیفہ کیلئے پھر وضو کرے اور نماز جہاں وضو کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور چھٹیں کیلئے
ہو تو وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے
اور مقتدی بھی یہی کیا ہی کرے **ف** کیونکہ مروی ہے حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے کوئی کرے یا انگلیہ اور کسی چھوٹے چھوٹے
کہنے لگے ہاتھ لینا اور پونہ کے لوہے کے اسے اپنی جگہ پر اور اسکو جسکو کوئی حدیث نہ پونہ ہو یا ایسا ہی ہر پہلے میں اور کہ شیخ ابن الہمام نے
غریب ہو اور اس پر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور علیؓ سے اور روایت کیا انہوں نے حضرت ابن عباسؓ
سے کہ کھلے ہارے اور حضرت عمرو واسطے نماز ظہر کے توجہ اصل ہو نماز میں تو کچھ انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے داہنی طرف تھا
پھر چہرے تھے منہ ان کو توجہ نماز پڑھی جتنے کیا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک تنوں کو توجہ ادا کر دی انھوں نے کہا کیا
کو جب اصل ہوا میں نماز میں تو دیکھی جتنے ایک چیز اور جو اسے اپنے اسکو ہاتھ سے تو پانی سینے اسکو تری فدی کی اور روایت کیا بخاری
نے عمرو بن مہوش استخفاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعید کہ کہا کہ نماز پڑھی ساتھ چہرے حضرت علیؓ نے ایک فرزند کو کسیر
پھوٹی راؤنٹی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور لگے کیا اسکو اور پھر وہ اسے اور صاحبین کی اسباق پر جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن
بن العاص کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر حدیث اسطے آخر نماز کے قبل
سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اسکی اور کہ ترمذی نے نہیں اسناد اور کا قوی اور اضطراب کیا ہوا اسکی ہناد میں **ص**
اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصد
حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اور سپر لگتی یا اس کے زخم سے خون جاری ہوا یا اس نے جانا کہ سینے
حدیث کیا اور مسجد یا صفوں سے نکل گیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر پر سے
پڑھے اور اگر مسجد یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تجاوز نہیں ہوا تو بنا کر نادرست ہی اور اگر بعد تشہد کے جان
حدیث یا کوئی اور عمل نافی صلوٰۃ کے کیا نماز اسکی تمام ہو جاو گی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا مسوزہ اس نے
تھوڑے عمل سے جو نافی نماز نہیں ادا کر لیا یا مدت سوڑ کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو مسورت یا داگنی یا ننگے نے کپڑا یا یا اشارہ
کرنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو گیا یا ترتیب دے کو نماز قضا یا داگنی اور اسکا بیان لگے آو گیا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نا
فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ میں جمعہ کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پتی زخم سے تندہ رستی کے سبب گر دی
ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصد حدیث کیا سبق کی نماز باطل ہو جاو گی اور اگر یا تمیز کمین یا سحر سے نکل گیا تو جائز ہو گئی اور اگر امام
قزات میں لگ گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر لہ ایک ایسے پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز جائز ہو جاو گی اور خلیفہ کیا
نماز فاسد ہو گی اگر امام نے سبق کو خلیفہ کی تو درست ہے اور سبق نماز کو تمام کرے اور درگ کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
اور سبق باقی نماز اپنی پڑھ لے **ف** سبق یا اسکو کہتے ہیں جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہو اور

ساری نماز اسے امام کے ساتھ پانی ہوگا اور مد رک او سکھو کہتے ہیں جسے ساری نماز امام کے ساتھ پانی ہوگا تو مطلب اسکا یہ ہو کہ سبق تو سلام پھر نہیں سکتا کیونکہ او سکھو نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اسلئے کہ وہی رک کو خلیفہ کر دینگا۔ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پھرے گا اور جب سبق نماز کو امام کی تمام رک سے تو بچ کر اگر او سکھو حدت ہو یا کوئی اور عمل منافعی صلوة ہو سکتے کیا مانند تقدیر و کلام کی اور سجد سے بچنے کی فاسد ہو جاوے گی نماز او سکھو اور پیلے امام کی جسے سبق کو خلیفہ کیا تھا اگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اسنے وضو کیا اور یا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز او سکھو گئی اور تمام کر لی اور نماز پچھے خلیفہ کے اور مقتدیوں کے نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجد میں حدت ہو اور وضو کر کے بنا کر رکوع اور سجد کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجد میں یا دو کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجد نہیں کیا تھا اور اسی وقت او سکھو قصد کیا تو جس رکوع اور سجد میں یا دو کیا تھا او سکھو بھی کوٹا نا مستحب ہے اور اگر نہ کوٹا نا تو کچھ حج نہیں اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدت ہو تو وہ شخص او سکھو خلیفہ ہو جائے اگر چہ امام خلیفہ مکرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا بزرگ ہی امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اسنے خلیفہ نہیں کیا ہے اور یہ عورت اور بزرگ تو اہمیت کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سو نماز انکی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفصلات اور مکروہات کے بیان میں

مفسلات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں بہت کم ہیں پہلے کلام کرنا اگر یہ پچھلے سے یا خواب میں ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک اگر پچھلے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ الْاِثْمِ الْاِثْمُ وَالْاِثْمُ الْاِثْمُ یعنی اٹھ گیا میری اہمیت خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ سے وُحِّعَ عَنْ أَهْلِ الْاِثْمِ الْاِثْمُ یعنی وضع کر لیا گیا اہمیت یہی خطا اور نسیان اور جیسے وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن جریر نے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری مسلم کے اور ہارثی لیل فعل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معلومین حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہیں لائق ہے اور میں کلام آدمیوں کا اور یہ بتو شیخ اور بکر بکر اور قرات قرآن روایت کیا او سکھو سلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا یہی معمول ہے اور پشانی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا

ص دوسرے قصد اسلام کرنا اور اگر پچھلے سے کرے گا نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ سلام ایک نہ کرے اور اگر اسے اوجالت نسیان میں معمول ہوگا اور پزدر کے بخلاف اس کے کہ جب قصد کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** تیسرے جواب سلام کا کہنا قصد ہو یا جوٹے سے چوتھے آہ یا وہ یا ان کہنا پانچویں آواز سے دوا کسی مصیبت یا درد چھٹے بغیر عذر کے کہنا سننا ساتویں جواب چھینک کا دینا آٹھویں بری چیز کا جواب **اِنَّ اللہَ وَاَنَا لَکُم مِّنْ رَّحْمٰنٍ** سے دینا اور خبر خوش کا **اِنَّ اللہَ وَاَنَا لَکُم مِّنْ رَّحْمٰنٍ** سے دینا اگر مقدار حق پرہ چکا ہو یا ایک آیت سے دوسری آیت پڑھی اور اسنے قمر دیا بتانے والے کی نماز جانی رہیگی اور اگر امام نے قمر لے لیا تو ابھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر امام کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ دسویں صحیح سے دیکھ کے پڑھ لیا دسویں خمس مجاہد پر سجدہ کرنا بارہویں جو کہ آدمیوں کے ملنے میں جو فاکنا جیسے کہ یا اللہ تعالیٰ غلانی عورت سے میرا

کھاج کرنے یا جھکو ہزار ہزار سے تیرھویں گھانا یا پنا چوڑھویں عمل کرنے کرنا اور عمل کرنے بعضوں کے نزدیک ہے جو حسین و فہون یا تھون
لگانے کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک عمل کرنے وہ جس کو صلی کرنے چاہئے اور یہی نہ سب امام ابو حنیفہ کے قریب ہو اور اگر کسی ایک
رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدائی اور تکبیر تحریر یہ کہی لیکن ہاتھ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہو پہلی رکعت میں
محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہو تو یہ رکعت اوّل میں محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روک
یا عمل فہیل سے نہی عمل کرنے تک پہنچے یا غدر سے کھانسی یا کوئی اسکے سامنے سے گزر جاوے تو نماز نہیں جاتی اور گزرنے والا
گنہگار ہوتا ہے اگر مقام مسجد میں نہ ہو یا کسی غیر حامل کے گزرنے اور پوشیدہ نہ ہو تو شخص اگر چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو جس جگہ
گزر گیا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا محل میں پڑھتا ہو تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام مسجد میں گزر گیا تو گنہگار ہوگا والا نہیں ہوگا اور بعضوں
کے نزدیک جہاں تک اس کی نظر مقام مسجد پر نظر کرنے میں پہنچتی ہو وہ مقام مسجد میں داخل ہو تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہو
اور نیچے دکان کوئی گزرا تو اول روایت کے موافق گنہگار نہ ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گزرنے والے کے اوصلی کے کچھ
احضار مقابل ہوئے تو گنہگار نہ ہوگا اور گنہگار نہ ہوگا **ف** سنا یا سہیہ گزرنے نمازی کے سامنے سے نماز میں نہایت برا اور بڑی
میں اس کی عاقبت صحیحہ وارد ہوئی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزرنے والا سامنے صلی کے کہ کیا عذاب ہوا وہ
البتہ ہر دو اسکے واسطے کہ ٹھہرا ہے چالیس اس کے گزرنے والا اسکے سامنے سے کہا ابو انضر اور سنی کہ نہیں جانتا میں کیا فرماتا
فرمایا آپ نے چالیس دن یا چالیس سال اور روایت کیا اسکو ہزار نے اور اوّل میں العین خریفہ یعنی پچاس خریفہ اور
بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا لکنا یا گدھا داخل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہو اور ہرگز نزدیک کیسے گزرنے سے نماز نہیں جاتی
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں تو جتنی ہر نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اسکو جہاں تک کہ طاق رکھو کیونکہ وہ
شیطان ہے روایت کیا اسکو علیہ السلام نے سواتر مدی اور سیند میں اسکی مجالد ہو اور اس میں کلام ہو اور دھاری میں ہرگز اس شخص سے
ڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہو اور ہرگز نہ کہ نہ میں قطع کرنا مار کو کچھ پس دفع کرو جہاں تک کہ طاق ہو اور ضعیف کیا رفع السکاء اور وقف کیا اسکا مٹکان
اور کہا تو وہی شرح صحیح مسلم میں حدیث **یَقْطَعُ الصَّلَاةَ مَشْرُودٌ مِّنْهُ ضَعِيفٌ** ہو اور کہا شیخ ابن المہام نے کہ نہیں ہرگز کہم
حسن اس واسطے کہ وہ مروی ہے جو نہ طریق سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتیں ابو داؤد اور
دارقطنی اور محم اوسط بلانی میں ہے اور بہ حال نہیں برابر ہو اسکے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرتا ہر مصلوہ کو جب نہو سنا
صلی کے مانند لکڑی بالان اس کے گنا سیاہ اور عورت اور گدھا کا مٹکانے کہ کیا سب ہرگز کئے سیاہ کو فرمایا اور سرنج کئے تو کہا کہا
اسی میں بھائی میرے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سو کہا کہ گنا سیاہ شیطان ہے کہ امام احمد نے
نہیں شک ہرگز کہ نماز کو توڑ دیتا ہو لیکن سیر دل میں گھسے اور عورت سے شک ہو کہا ابن ابی حنیفہ نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اس واسطے
کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں نے نبی تعی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے
ہوتا دیتے تھے ہاتھ سے میرے اور گھروں میں اوسن چہراغ تھے روایت کیا اسکو بخاری سلم خیر ہائے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
اور صحیح ہوا میں عیسیٰ کے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آ رہا تھا پڑھتے تھے سوا وتر میں گھسے پڑے اور چھوڑا میں نے اسکو لگ

۱۲۳

صف کے سو کچھ پروا دینی اور کسی اپنے اور نیا یا مٹنے کئے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے صحیح
اسناد صحیح کے ساتھ من میں کہتے کہ باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت بن فضال بن عباس کہ زبیر بن عقیل نے نبی صلی
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک تمبا جونی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونوں
اونکے سامنے تھیں تو زبیر کیا آنحضرت صلی علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کیا اونکے کا ایک حکم جو ان
اگر قید ہو مذکر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہیں ملے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَ عَلَیْہِ اَتَمُّ شَخْصٍ**
جنگل میں نماز پڑھتا ہے وہ مقام سبہ میں دونوں ابرو میں سے ایک برو کو برابر سر ہو کر اس کے کہ طول اسکا ایک گز کا ہو گا اور ایک
اوچک کا موٹا اور سر کو کہ دینا زمین پر یا بچا کر کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں **ف** اور سر کی طرف قریب رہنا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور وہ دونوں
اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے اگر کوئی اس
سامنے اپنے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو نہ ضرر کرے کچا کچو سامنے تیر ہو گا اور اخراج کیا سلم نے عایشہ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تیرہ مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی بالان کے اور بدامین کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہو کر کوئی تم میں کا اس کے کعبہ نماز پڑھے صحرا میں یہ کہ ہو گئے اس کے مثل بالان اونٹ کے اور یہ حدیث ثعلبی سے نہیں ملے اور
گز سے مراد ایک ہاتھ ہو اور یہی گز شرع میں اور فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو اس سے
اپنے ایک تر یا سیاہی ہو یا بچا کر کے اور گمشدہ کمال الدین ابن الہمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملے لیکن روایت کیا ابن جابر
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف سر کے اور چپو
اسکو جو گدھے اس کے سامنے ہو کے اور روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور زیادہ کیا ابن جابر کہ اگر وہ انکار کرے تو اس سے
اور کہ سر کو ایک ذرا نیچے دوں گے سامنے ہو اس کے کہ روایت کیا ابو داؤد و شعبہ بنت المقداد بن الاسود اخوان نے اپنے کہا کہ
نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت مگر کرتے اسکو و قابل نہ اپنے ابرو تان
اگر کے اور زمین فصدا کرتے تھے اسکا قصد کر کے یعنی نماز میں اسکی طرف نگاہ نہ رکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ ہر ستون کے
اور ولید بن کامل اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضعیف مہجول ہے اور جواب سکا یہ کہ کہ حمل قرن ثانی میں مقبول ہو اور دوسرے کہ
سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کو نہ کہ اسکو نہ دیکھنا
آنکھوں کے بلکہ کرے اسکو بائیں برے کہ مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکن نے اپنی سنن میں نہایت مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے اور کہا مفع القدر میں کہ یحییٰ بن یزید طبرانی نے اور اگر سر نہ ہوے اور کوئی شخص گدھے پر
یا سوا آدمی کے بیچ میں گدھے تو اسکو تسبیح یا شائے سے منع کرے اور دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
اوپر گذر کہ فرمایا حضرت صلی علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اشک سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی علیہ وسلم
سنا تھا کہ سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اسکو ابن القحطانی کہ محمد بن
مجموع ہے اور نہیں پہچانی جاتی ماوکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ میں اس کے باقی روایت ہے اور اسکا مہجول ہونا

وہی ہے کہ
نماز

نماز

ثابت نہیں ہوتا اور کمالی اور تہذیب میں ہر کرا خراج کیا اسکے واسطے مسلم نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
 حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اسکے واسطے **سید** اور امام کا سترہ مقدموں کو بھی گناہت کرنا ہوا اور
 جو جائز اس میں کوئی نہ آویگا یا اس وجہ سے کہ وہ تو سترہ گناہ اور سترہ ہر **ف** کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بظہار کہ میں اور ان کے سامنے ایک نیزہ تھا اور وہ نہایت گھٹے گذرتے تھے اسکے اوپر اور تھوڑے واسطے قوم کے سترہ
 اور روایت کیا اسکے بخاری مسلم نے اور خراج کیا ابو داؤد نے اسی باب میں اسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز میں

چلتے سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہر چادر کو سر پر لکڑھ پر ڈالے اور اسکے کناروں کو چھوڑے اس طرح ہر کرا لکڑھ رہیں اور قبا
 میں یہ لکڑھوں پر ڈالے اور وہ دن آستین کو ہاتھوں میں نہ ڈالے اور وہ دن طرفوں کو نہ ڈالے **ف** اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس کے کرا ڈی ڈھانپ دیکھو نہ اپنا رعایت کیا اسکے اوپر اور ہر کرا کے اور
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کرا ڈھانپے مومنہ اپنا نماز میں لیکن اسناد میں اس کی
 صحابی کا نام نہ مذکور نہیں ہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا ناک کو چھپانے سے روایت کیا
 یہ کرا نہ اور اسی طرح سعید بن مسیب اور ابی ہریرہ اور عطاء مکہ وہ کہتے تھے اسکے اور خراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے حضرت
ص دوسرے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور غبار سے تیسرے کپڑے یا بستر کے کھیلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ اللہ تعالیٰ نے مکروہ رخصت واسطے تمہارے تین چیزیں عین بیفائدہ کلمہ کرنا نماز میں اور نہ رخت و زین اور نہ سنی قبر میں
 روایت کیا اسکے قضاہی طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عیاض سے انھوں نے عبداللہ بن جبار سے انھوں نے یحییٰ
 بن ابی کثیر سے **مرسل ص** چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے بطمین داخل کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 عبدالرزاق نے انھوں نے ثوری نے انھوں نے محمول بن اسد نے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہ اس نے منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نماز سے اس شخص کو کہ باندھے ہو بالوں کو سر پر اور اسکے عربی میں عقیس کہتے ہیں اور روایت کیا ابو ہریرہ نے اور اس شخص کے
 بکار نام سعید مقبری کا لیا اور کہا کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اسکے
 بن ابی ہریرہ نے سفیان نے اسی سند اور حسن اور یحییٰ بن مویس نے صحاح میں **ص** پانچویں اور گلیوں کو چٹکانا **ف** کیونکہ قضا
 کیا ابن ابی جریج نے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹکا تو انگلیوں کو اور نہ نماز میں ہونے
 موضع حارث میں بلکہ کاشمی نے کہ وہ کذاب ہے اور افضی **ص** چھٹے گردن سے کہ دیکھنا اور لکھنے کے گوشے سے نہ غیر
 گردن پہننے کے مکروہ نہیں **ف** کہ صاحب ہاتھ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہاتھ صلی کہ کہ کپڑا تارے اور
 کس سے سرگوشی کرنا ہی البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا بیہقی نے شعبان الامان میں کہ جب
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر کوئی ہوسن کہ نماز پڑھے کھڑے ہو مگر مکمل کر دیتا ہی اللہ اوپر ایک فرشتہ کہ پیکار تارے
 اوپر سے آدم کے اگر جانتا تو کہ کیا ہی نماز میں تیری اور کس سے سرگوشی کرنا ہی تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے سنی یہ ہیں ابو ہریرہ
 دیکھنا اور روایت کیا حاکم نے اور صحیح کیا اسکے ابو داؤد نے ابو داؤد نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہاتھ پر لہجہ تو جعفر

بند کے اور وہ نماز میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چار رکعات کرتا ہی بندہ چھپر لیتا ہی اس میں ہوتا ہے اور روایت ہے اس کے ذریعہ ہوتا ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چار رکعات سے نماز میں ہوا سطر کے التقات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو نفل میں فرض میں روایت کیا
 اوسکو ترمذی اور صحیح کیا اوسکو اور گہا گردن چھپر کرو وہ نہیں کہ روایت کیا ترمذی اور سنائی اور ابن حبان اور حاکم نے
 اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التقات کرنے نماز میں دلہنے بائیں اور نہ پھرتے تھے
 گردن اپنی کہا ترمذی کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطان کہ یہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا
 ایک طریقہ دو ہر سند ہزار میں **ص** ساتین تک یوں کا ہٹانا مگر ایک بار سجدہ کے لیے **ف** اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم
 عبت سے ہو مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جائزہ کو تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 واسطے ابو ذر کہ ایک بار امی ابو ذر ورنہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
 ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہاں تک کہ پوچھا میں نے آپ سے کنکر یوں کہ تھے کہ کمال کیا
 خدمت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا اس وقت کہ دارقطنی نے اور وہی صحیح ہو
 اور روایت ہے کتب میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر کنکر یوں کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اگر ضرورت پڑے تو ایک بار
 اور روایت اس کے مصنفین ہیں **ص** آٹھین کمر ہا تھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
 روایت کیا جماعت نے سوا ابن ہشام کے ابو ہریرہ کہ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر ہا تھ رکھنے
 اور دوسری وجہ کہ اس کی یہ ہے کہ مخالف ہی سنت شہور ہے اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہی نا پسند ہے **ص** توین دونوں
 ہاتھوں کا کھینچنا اور سینہ کو آگے کرنا واسطے سستی کے دشواری کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سر پر بیٹھے اور دونوں
 زانو کو کھڑا کر کے کیا ہوں سجدہ میں دونوں بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ بدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا مجھ کو
 میرے دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے ایک یہ کہ جو بیچ بارون مثل جو بیچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی ہمدی
 مسجد میں جاؤں اور پھر جلدی اٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھ کتے کے اور یہ کہ بچھاؤں میں بچھاؤں مری کا اور یہ کہ
 غریب ہر نہیں ملی مجھ کو اور سند احمد میں ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اور ذکر کہین
 دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التقات مانند التقات لو مری کے اور صحیح حدیث ضعیفہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم منع کرتے تھے گھاٹی شیطان اور گھاٹی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاؤ آدمی دونوں بازو اپنے مانند
 بچھانے در دون کے واللہ اعلم **ص** بارہویں چار زانو بیعت بیٹھنا **ف** اس واسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
 تیرھویں اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا بیچے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا بیچے
ف اس واسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوس میں امام کھڑا ہوتا ہے
 اور دوکان کی بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک ہاتھ اور اس کے کم میں کر میت نہیں
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تنگ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا صلی
 صحت کے بیچے حسین جگہ باقی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرسے کے یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض آیات میں کہ نماز کا امارہ لازم ہو گا اگر چیز نما
بچھے صحت پڑھیں گے **ص** پڑھوین تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر اور اگر پیچھے یا بچھے قدم کے ہونے کو وہ
ف کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اوس گھر میں جہاں کتا ہو یا تصویر ہو روایت کیا اوسکو مسلم عایشہ
ایک حدیث طویل میں اور اس کے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئیں ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
مکان کو اوس گھر میں جہاں کتا ہو یا تصویر ہو **ص** ٹوٹھوین ہر ننگے نماز پڑھنا سستی اور کاہلی کے سبب اور اگر
واسطے عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہیں سترھویں بڑے کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہو لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے
نہیں جاتا اون کپڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو غرت کرتا ہو اور شرم کرتا ہو ان کے پاس بڑے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ غرت و آبرو نہیں حال انکہ اگر کسی ایسے کے دربار میں جاتا ہو تو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں اوسکو پہن کے
جاتا ہو نہ جب گاہ احکم الحاکمین میں جاوے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اوس نماز پڑھے اور یہ جب ہو کہ اوس کے پاس اور
کپڑے ہوں ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کپڑوں سے جو پہنے ہو نماز پڑھے **ص** اٹھا رہوین خل کے دو کرنے
کیواسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اونیسویں آسمان پر نظر کرنا بیسویں سجدہ کی گڑی کے پیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہو اور پیچ عمامے کے سوا شاقو
ہاتھ سے کہ اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عباد بن مسعود
سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمار سر پر اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن سمیرہ سے
ص الیسویں آیتوں کا گنا **ف** اسوے کہ یشغل ہر نماز میں **ص** بائیسویں کپڑا جسم میں تصویر ہو یا کتا
ف کیونکہ وہ مشابہ ہونے کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے **ص** اور سجدے کے اوپر و طلی اور پیشانی پر
بہچانہ مکروہ ہے **ف** بسبب غرت اور حرمت مسجد **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے **ف** کیونکہ مسکن
قات جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سونچن
اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب بناتے تھے راہ طرف ستون غیش کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہو اور مخالف
اوسکے جو روایت کیا ہزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو
کہ غایہ کرے نماز کا اور اسی طرح سونے کے پیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ کے اور وہ سوتی تھیں درمیان اون کے اور درمیان قبیلے کے اور
مخالف ہوا سیکے جو مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتیں کر نیوالے کے
لیکن وہ نہ ضعیف ہے اور نہ ہی مروی ہے مسند ہزار میں ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نہ
پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا ہزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اوسکو مگر ابن عباس سے
اور جوابا و سکایہ ہو کہ جب آواز اٹھائی شدت سے ہوا اوس خوف شغل کا ہو نماز میں واللہ اعلم **ص** اور خبری شیعہ

کہ تصویر بن بنی ہین اگر اوسیر سجدہ نہیں کرتا تو از پر صلوٰۃ کر وہ نہیں اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ کھالائی نہیں تی کیا ہو اس کے
 اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو کہ وہ نہیں اور مار ڈالنا چھو اور سانپ کا بھی نماز میں کر وہ نہیں **ف**
 کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **اَقْتُلُوا الْاَكْمَسَ بْنَ وَكْلٍ كُنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ يَنْبَغِي قَتْلُكُمْ وَجْهًا وَرِجْلًا** اگر تم نماز
 میں نہ کرتے تو میں نے حدیث صحیح سے اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور صحیح صحیح **ص** اور جس
 گھر میں کہ سجدہ ہو اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا کہ وہ نہیں ہوا سطر کہ وہ مکمل سجدہ کا نہیں لگتا کہ پیشاب اوسپر کر وہ ہو کہ

باب و تر اور نوافل کے بیان میں

و تر امام اعظم کے نزدیک واجب ہو اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہو **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے زیادہ کیا تمہاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو در میان
 عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہو یہ میں اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ میں بھی مروی ہے اور خارجہ بن خدا فدا ابو بصیر
 غفاری سے تو حدیث عمرو و عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحق بن راہوی نے سند میں **ثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثَنَا قُتَيْبَةُ**
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ ابِي الْخَيْرِ مَرْثَدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْزِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُقْبَةَ
بْنِ عَامِرٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً هِيَ لَكُمْ خَيْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوُتْرُ وَهِيَ لَكُمْ دِيْنًا
بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ یعنی تحقیق کہ زیادہ کیا تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایوں
 سے اور وہ وتر ہے در میان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا بھی بن معین نے فقرہ کو اور لیکن حدیث بن عباس کی سہ روایت کیا
 اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نظر ابو عمرو سے اوسنے عمر مہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب فقر
 اور لیکن حدیث ابن عمر کی سوا خارج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک میں اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
 اور الفاظ اوسکے یہ ہیں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زَادَكُمْ صَلَوةً وَهِيَ الْوُتْرُ** اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی
 اور الفاظ اوسکے وہی ہیں جو حدیث بن عباس کے ہیں کہ روایت کیا بلال بن اوس لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ کی خارج کیا
 اوسکا دارقطنی نے اور اوسین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہکو سو جمع ہوئے ہم سویان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
 اوسکی کہ کہ کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا کہکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبد اللہ غزالی
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرِيُّ عَنْ حُجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ**
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً إِلَى صَلَاتِكُمْ وَهِيَ
الْوُتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اسکا صحیح ہے لیکن حجاج میں کچھ کلام ہے بحال
 درجہ حسن کم نہیں اور حدیث ابو بصیر کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن ابیہ سے انھوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
 میں نے ابو نصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کیا اللہ تمکو ایک نماز
 اور وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو در میان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن ابیہ ضعیف ہے کہ شایع ابن العاص نے

حدیث ابن عمر سے

حدیث ابن عمر سے

حدیث ابن عمر سے

حدیث ابن عمر سے

سوکھا سہن کہ عمر زیادہ فقیہ تھے اپنے اور وہ ٹھہرے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ کبیر کے اور رکعت کیا اوست اور روایت
طحاوی نے ابن عباس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کعبوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سُبْحَانَ اسْمِ
رَبِّكَ الْاَعْلٰی آخر حدیث تک نوافل و رکعت جو روایت کیا حضرت عائشہؓ سے احباب بن اربعہ اور ابن جابر اور عاکم نے
مسند رک بن اور روایت کیا حدیث ابن عباس کہ بہنا صحیح طبرانی نے معجم صغیر میں ش حدیث طحاوی کے اور کمال کریم و یحییٰ
سُفْیَانَ الْاَفْکَادَۃُ یعنی نہیں روایت کیا اوکو سفیان سے مگر قتادہ نے اور روایت کیا طبرانی نے اوسی حجم صغیر میں
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ سَالَمَةَ قَالَ كَانَ
مُعَظَّمُ بْنُ الْقُدَامِ يَخْذُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ عَبْدِ مَنَظَرٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْلِمُ فِي الرَّكْعَةِ الْوُتْرِيَّةِ تَحْتَ رَأْسِهِ وَلَا يَسْلِمُ فِي سَلَامٍ بَعْدَ
بَعْدَ وَكُتُوبٍ وَتَرَسَّهٖ اَوْ رَكَعًا مَوْجُوعًا عَنْ الْمُعَظَّمِ اَلَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَةَ نَقَرَدَهُ هِشَامُ كَعْنِي نَهَيْتُ رَايْتُ كَمَا اَوْكُو
مُعَظَّمُ تَرَسَّهٖ مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا
اَوْ تَرَسَّهٖ مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا
بَن رَجَبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدِّدَاوَرْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْبُتْمِ اِنْ اَنْصَلَى الرَّجُلُ وَاحِدَةً يَوْزُ تَرَسَّهٖ كَعْنِي مَوْجُوعًا مَوْجُوعًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِلْك رَكَعَةٍ وَتَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ تَرَسَّهٖ
اِيسا ہی ہر مان میں اور اکثر صحابہ و تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین کعبوں میں روایت کیا طحاوی نے تَنَا اَبُو بَكْرٍ تَنَا
اَبُو دَاوُدَ تَنَا اَبُو حَالِدٍ قَالَ سَالَتْ اَبَا الْعَالِيَةَ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ عَلِمْنَا اَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوُتْرَ مِثْلُ صَلَوةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَتَرَسَّهٖ الْكَلْبُ وَهَذَا وَتَرَسَّهٖ الْكَلْبُ وَهَذَا وَتَرَسَّهٖ الْكَلْبُ وَهَذَا
کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہو کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہو یہ وتر دن کا ہو
اور وہ وترات کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت کیا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارا انہوں نے وتر کی سو میں اولی وانی طرف تھا
اور ام ولد اولی کی پیچھے ہمارے تھے تین کعبوں میں سلام پھیرا اگر ایک آخر میں اور اسی طرح صحیح ہوا ابن مسعود و تَرَسَّهٖ الْكَلْبُ تَنَا
لَوْ تَرَسَّهٖ اَلْمَغْرِبِ یعنی وترات کے تین ہیں مانند وتروں کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہوا و ضعیف ہر رفع او سکالینو کہ
نہ رفع کیا ہوا و سکالینس سے اوستے عبدالستہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحییٰ بن ابی الموائج نے اور وہ ضعیف ہوا وہ
روایت کیا ابو حنیفہ نے سند میں حضرت عائشہؓ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کعبوں کے پڑھتے
اول رکعت میں سُبْحَانَ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور تواتر
کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن زہری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وتر پڑھتے تھے ساتھ سُبْحَانَ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور کہتے تھے ہج
آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ تین بار اور آخر میں پکار کے کہتے تھے ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج ہج

اجماع کیا مسلم انونے کہ وتر میں رکعت میں کہا ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا حَفْصٌ + حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَسَنِ**
قَالَ اجْتَمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُونَ إِلَّا فِي آخِرِهَا یعنی اجماع کیا مسلم انونے کہ وتر
تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیر کر اور نہ آخر میں اور روایت کیا طحاوی نے عبد الرحمن بن ابی زیاد نے انھوں نے اپنے پاس انھوں
سات فقہوں سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن المسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارج بن زبیر اور علیہ
بن عبد اللہ اور سلیمان بن ایسار کہا ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیر کر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
چار ہے ایک رکعت پڑھے چارے تین چارے پانچ اور دلیل افکی و حدیث ہے جو اوپر گندری اور فرمایا حضرت **الْوُتْرُ سَلَاةٌ**
وَاحِدَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ یعنی وتر ایک رکعت ہے آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض سب باتوں کا یہ کہ
حدیث میں نوافل میں موجود ہیں لیکن مذہب صحیح یہی ہے کہ میں کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت
بناظر غریب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی
تو منعنا احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب نزدیک درست ہو **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ** ص ہمیشہ تیسری
رکعت وتر میں قبل کوع کے دونوں ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کہے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہویں
رمضان آخر میں تک قنوت پڑھے اور پھر بھی تین پڑھے **ف** جانا چاہیے کہ اس جگہ پر تین خیاف میں اول تو یہ کہ
جب قنوت پڑھے وتر میں قنوت پڑھے قبل کوع کے یا بعد کوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے **بِإِصْفَافِ**
آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سو اور تین اور گیارہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** سو اور تیرے کسی
نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد کوع کے بھی قنوت پڑھا کر
ف تو اول سے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا داؤد طغنی نے سوید بن غفلہ سے کہ امام شافعی نے ابو داؤد
اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے پھر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا یہ
کوع کے ہو لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر میں کاجب ہوتا ہے کہ نصف پڑھا جاوے اور اس وقت میں قبل کوع بھی قنوت پڑھنا
آخر نماز میں ہے اور ایک حدیث صحیح ابی ایل ہے وہ یہ کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا او سکوا کہ امام شافعی
مجبور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہتا ہوں میں انکو وتر میں جب اوٹھا تا ہوں **سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اِهْدِنِي فِيْ سَبِيلِكَ**
هَدَيْتَ اَخْرَجَ اَوْرَبَانَ اسکا قنوت میں آدھا اور ویل ہماری یہ جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم
نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل کوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کہ یہ ہو کر تھے وتر پڑھنے
ساتھ میں رکعت اول میں **سُبْحَانَكَ اَلَمْ تَكُنْ اَكْبَرُ** اور دوسری میں **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور تیسری میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** پڑھتے تھے
اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب بعض طرک کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادہ شدت کی اگرچہ تفرق ہو مقبول ہے اور اگر تسلیم کریں تو روایت کیا
خطیب نے کتاب القنوت میں پسند صحیح عبد اللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھنے میں تین قبل کوع کے اور ذکر کیا
او سکوا بن الجوزی نے تحقیق میں اور سکوت کیا اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا وَاسِعٌ + حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ أَبِي**
بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الْكُوعِ

فی التوہیٰ یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن پہلے اسکا ضعیف ہے بسبب ابن ابی شیبہ کے اور روایت کیا ابو نعیم نے علیہ میں عطاء بن سلم سے انھوں نے عطاء بن سید سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھنا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ میں رکعتوں کے سو قنوت پڑھی یا وہیں قبل رکوع کے اور اخرج کیا بطریق اوسط میں محمود بن محمد و زکی ثناء سہیل بن عتّاب الرقیدی ثنا سعید بن سالم القداح عن عمار بن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات و یصل القنوت قبل ان یتکلم کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ میں تین رکعتوں کے اور کہتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور عطاء بن سلم نے اور قول طبرانی کا کہ نہیں روایت کیا اور ابو عبد اللہ سے مگر سعد بن سالم نے کچھ وجہ بعد کو نہیں دیکھا اور بیان کیا ہے کہ زیادتی فضیلت مقبول ہے یا جو اس بات کے کہ انفراسیاق زبیر سے روایت سنائی میں اور تفرع عطاء سے اور تفرع سعید کا عبد اللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن سعد و روایت ابن ابی شیبہ اور ضعیف کے محبت قانع کی کہ اب انفراد و ابوالکثر ہو گئی اور خصوصاً جب کہ ہر طریقہ حسن یا صحیح ہوگا اور وہ جو حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی دلیل اس کے جو روایت کیا عاصم احوال نے کہ پوچھا میں ان سے قنوت کو نماز میں تو کہہ کہ ہاں پھر کہا میں نے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے کہا قبل رکوع کے کہا میں نے فلاں شخص نے خبر دی مجھ کو تیسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جو ٹھہرے زمین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے گرا ایک مہینے کا شیخ ابن الہمام نے وعاصم کان یقعد جگہ اور عاصم تحائف نہایت دیکھا اور عمل صاحب کا اسی پر ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ ابن سعد اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور دوسرے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے وہ جو روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ ان کے میں اتین مہینے سے یعنی رمضان اور زمین قنوت پڑھتے تھے ساتھ ان کے کہ نصف اخیرین رمضان توجہ عشر و اخیراً تھا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس میں کے لیے ایک طریقہ دوسرے ضعیف کیا او سکون و نوحی خلاصہ میں اور وہ جو روایت کیا ابن عدی ان سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابو ہریرہ کے او ضعیف کیا او سکون و نوحی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو پہلے میں ہے کہ فرمایا حضرت حسن جب کھائی او کو دعا قنوت کہ کر اسکو اپنے وتر میں اور یہ روایت غریب ہے نہیں ملی اور مشہور وہ ہے جو مروی ہے سنن اربعین یزید بن ابی مریم سے انھوں نے ابی الجوزی سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات ترمین یا قنوت ترمین اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتوکلنی فیمن توکلت وبارک لی فیما آعطیت وقری شراً ما قضیت اناک تقضی ولا یقضے علیک واللہ کا کذلک من قال لیت تبارکت ربنا وعاکلت کہا ترمذی نے اسناد او صحیح ہے حسن ہے اور روایت کیا او سکون و نوحی نے اور کہا وہ میں کہ جب دشمنان میں ملتا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخرج کیا اربعہ اور حسن کہا او سکون و نوحی نے حضرت علی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللھم اھدنی اھو ذیات برضا و من سخطک و بمعافا ناک

وہ

نہ

شکبان بن قیس نے کہا غالب بن وقید قال کنت عند انس بن مالک رضی اللہ عنہ شہداً فی
 فلم یقننت فی صلوٰۃ اللہ اے یمنی کہا غالب بن فرقد نے تھامیں ہاتھ انس کے دو جینے سونے قنوت پڑھی انھوں نے
 نماز فجر میں اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتا ہوا رہا ہے کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہوا قنوت کو
 اور وہ سمجھا ہوا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی
 افضل صلوٰۃ وہ جو جہین طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کیا ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یکدھار کہ بن اسطے کسی قوم کے یا بدھار کہ بن کسی قوم کو اور اس قنوت سے
 مراد طول قیام کی کو نہ قنوت بمعنی ہلکے کس طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اُسی سے انھوں نے اپنے باپ سے
 کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سونے قنوت پڑھی اور پیچھے عمر
 رضی اللہ عنہ کے سونے قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونے قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سونے قنوت پڑھی پھر
 کراوی بیٹے میرے یہ بدعت ہو روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ابی شیبہ اور کرماء یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے
 کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کراوی باپ سیر نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے
 حضرت علی کے کہنے میں بائج برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کراوی بیٹے میرے محمدؐ یعنی بدعت ہو اور خارج کیا
 مانند اسکے ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول غازی کا کہ قنوت فجر میں منقول ہے علیاً اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کیا حضرت علیؑ سے کہ جب قنوت
 پڑھی انھوں نے نماز صبح میں اسکا کیا لوگوں نے اون پر ہوا کہ انھوں نے مردمان کی جتنے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور
 تابعین تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور صحابہ
 ابن عمر سے کہ کمال انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے اور کتبائیت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
 کہ کہ نہیں سمجھ سکے نہیں پہچانتے ہیں ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سننا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے
 قنوت نماز فجر میں بدعت ہو ذکر کیا اوسکو ابن مسعود نے اور وہ جو نقل کیا غازی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے
 باپ کے نماز فجر میں سو یہ غلط ہو کہ وہ اور گذر کہ حضرت عمرؓ نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور سند او سکنا نہایت صحیح ہے اور وہ ہے
 یہ کہ امام محمد بن اسحاق نے کہا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابن ابی شیبہ عن النضر بن عمار عن الاسود بن زید
 انہ صلی علیہ وسلم بن الخطاب سنین فی السفر والحضر فلو لم یأتنا فی الحضر یعنی ہوا صحبت میں رہا
 عمر بن الخطاب کی برحق سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمرؓ کو نماز فجر میں اور اس سند کسی طرح کا
 غبار نہیں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسبیاں کہ اس امر میں نہایت بعید ہے کہ یہ کہ نسبیاں اس امر میں ہوتا ہے کہ کبھی قنوت میں آتا ہے
 اور یہ ہر نماز صبح میں تھا تو کیونکر نسبیاں ان کا قبول کیا جاوگا باوجود اسکے کہ خود ان کا قول ہوا شہدت مما عقلت
 یعنی نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے واللہ اعلم بالصواب اور پڑھے و ترک ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی سیرت
 میں بھی سورت پڑھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی رکعت میں صبح اسم بکلام لا مل پڑھا اور دوسری میں فاتحہ پڑھا

اور تیسری میں قل جوامدا صدر وایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ اور بہت محدثین نے اور بیان کیا اسکو ابو یوسف
 گذر کر اثنی عشری میں ہے کہ پچھنے غنی نماز پڑھتا ہے اور درمیان اسے قنوت نہ پڑھی غنی بھی پڑھے اور صبح میں اسکی تابعداری کرے بلکہ
 چپکا کر اسے **ف** اور جانا چاہیے کہ وتر غنی کا بھی ہے شافعی کے بعض لوگوں کے نزدیک اسے سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک اسے سنت نہیں
 وتر شافعی کے نزدیک سنت ہے اور بہار نزدیک واجب اور اجماع ہے والکلی بھی نفل پڑھنے والے کے درست نہیں واللہ اعلم

فصل نوافل کے بیان میں

قبل فجر اور بعد عشاء اور مغرب کی دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں اور قبل ظہر اور جمعے کے چار رکعتیں ایک سلام سے اور چار قبل
 عصر اور عشاء اور بعد عشاء کے مستحب ہیں **ف** اور اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص نماز کرے
 اور بارہ رکعتوں کے سنت سے بنا لے اسکا ایک گھر لو سکے یہ جنت میں چار رکعتیں قبل ظہر کے اور دو رکعت بعد او
 اور دو رکعتیں بعد مغرب کے اور دو رکعتیں بعد عشاء کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے وغیرہ
 بن زیاد اسے انھوں نے عطا کیا خون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا ترمذی کہ یہ حدیث غریب ہے اس جہ سے اور غیر بن زیاد کلام
 کیا ہے اس میں بعض اہل علم نے اس کے حفظ کے سبب اسے سنی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہے روایت کیا اسکو جامع نے سوا بخاری کے
 ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے کہ انھوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے ہمیں یہ کوئی بندہ سلمان کہ پڑھے واسطے اللہ
 ہر روز بارہ رکعتیں نفل کرے تاویکا اللہ واسطے اس کے گھر جنت میں زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتیں قبل ظہر کے اور دو بعد
 اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت میں نسائی کے کہ دو رکعتیں قبل عصر کے بدل دو
 رکعتوں کے بعد عشاء کے باقی رہیں چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشاء اور چار بعد عشاء تو ایسا چاہیے
 کہ چار قبل عصر کے مستحب ہیں روایت کیا ابو داؤد اور احمد اور ابن خریزہ اور ابن جبان نے دونوں نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کو اسے اللہ اس مرد پر جس نے پڑھیں چار رکعتیں قبل عصر کے کہ ترمذی نے
 سن غریب ہے اور بعضوں نے کہا کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اسکی اس پر گذری ہے اور روایت کیا ابو داؤد و عاصم بن خمرہ اسے
 حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتیں اور روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار رکعتیں
 دو کے اور لیکن چار رکعتیں قبل جمعے کے تو ثابت ہیں چار رکعتوں قبل ظہر سے اور چار رکعتیں بعد جمعے کے تو اس واسطے کہ روایت کیا
 ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جسے کی تو پڑھے بعد اس کے چار رکعتیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد و
 ترمذی نے اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعتیں بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں اور لیکن چار بعد عشاء کے سو
 روایت کیا ابو داؤد نے شرح بن مانی سے کہ اکابر چاہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوسا نہیں پڑھتی تھے
 عشاء اور رات کے سب سے پاس مگر پڑھی چار رکعتیں یا چھ رکعتیں آخر حدیث تک اور روایت کیا سعید بن منصور نے برابر ابن عازب سے کہ
 فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل ظہر کے چار رکعتیں گو یا کہ اسے تہجد پڑھا رات میں اور جس نے پڑھا چار رکعتوں کو بعد عشاء کے گو یا کہ
 پڑھیں اسے چار شب قدر میں اور بعضو کا مذہب یہ ہے کہ دو بعد عشاء کے پڑھے اور دلیل اسکی اس پر گذری ہے اور کہا حضرت نے
 کہ ہمیں چھوڑتے تھے چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنون کی بڑی تاکید فرمایا حضرت نے دو رکعتیں قبل فجر کے

بہترین ساری ذیلیت سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کتب قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد نماز
 نہ پھرے بلکہ جب چاروں پڑھے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت پڑھے اور تسبیح کیا یعنی اوس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل ظہر کے نہیں پڑاؤ نہیں سلام کھولے جاتے ہیں
 ان کے واسطے دروازہ آسمان کی اور ضعیف یہ حدیث بسبب عبید بن معتب ضعیفی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل میں ہے
 کہ اس نے ای رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہو کہ کہ نہیں اور اسکا ایک دوسرا طریقہ یہ جو روایت کیا اوسکو امام محمد نے
 مولانا میں حل ثنا ابی یوسف عن ابراہیم بن الحکم عن ابراہیم بن الحکم عن ابراہیم بن الحکم عن ابراہیم بن الحکم عن ابراہیم بن الحکم
 کان یصلیٰ اذ ازلت الشمس فسأله ابو یوسف عن ذلك فقال ان ابواب السماء تقف في هذه الساعة
 فاحب ان تصعد في ثلاث الساعة خيرا فقلت اني كل حين اذ قال نعم قلت اني فصل بينك وبينك
 قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار کتب قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت نے
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سوچا ہوتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا میں نے کیا سب
 رکعتوں میں قرأت ہو فرمایا کہ ان کہا میں نے کیا فصل کیا جائے اور چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار رکعت کے بعد سلام
 نہ پھرے **ص** اور دن میں چار رکعت نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے کردہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت زیادہ اور چار کتب
 دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک اتنا میں چار رکعت میں ایک سلام چاہیے اور دلیل
 اسکی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا کیا اس پر اور اگر کراہیت نہ ہو تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم حجاز کے اور فضل
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک سات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہیں امام ابو
 کے نزدیک چار چار پڑھنا رات میں دن میں فضل ہیں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ صلوٰۃ اللیل واللیل
 مثنیٰ مثنیٰ یعنی نماز رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحبین نے اربعہ نے ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک نماز
 تراویح ہر روز اور یہ حدیث اسکی سناد میں شعبہ ہی کو ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بخیر و سکون کیا اوسکو
 وقف کیا اور روایت کیا اسکو کتب نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور
 ایسا ہی صحیحین میں اور کما نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا ہو اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ سناد و سکا جیہ نہیں ہے
 اوس کلام کی سوا سطر کے وجود نہ کا نہیں بلکہ یہ خطا سے دوسری ہے کہ کہ عارض ہوئی ہو تفاسیر کو اور سوا سطر روایت کیا اوسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں یہ کہ کہ رجال اسکے تصدیق کرے کہ اسمین علت ہو کہ اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور تفسیر
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل یہ کہ فرمایا حضرت نے صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ یعنی نماز رات کی
 دو دو ہیں اور زمین کی کر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی سوال رسول اللہ
 علیہ وسلم نے عشا کی بھی اور اسے میرے پاس گر پڑھیں چار رکعتیں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں چار رکعتیں ایک سلام اپنے
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے مگر نماز
 اور پڑھتے تھے چار کو تین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سوئے کو آخر حدیث تک اور حج مسلم میں یہ حدیث معاذہ سے کہ پوچھا کہ حضرت عائشہ سے

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوةُ اللَّيْلِ وَالنَّجَاةُ مَعْنَى اِئْتِنِي نِمَارَاتِ دُنْ كِي دُودُو كُتَيْنِ اِئْتِنِي
 بَرُو كُت كَيْتَا كَيْتَا مَعْنَى سِرِّ صَارَ اَرْجَا رَكْعَتِ نَفْلِ كِي نِسْتِ كِي اوردو تون دوگانہ یا تین دوگانے یا دو سو سین یا دو سو گانے
 کی ایک رکت میں یا اول دوگانے کی ایک رکت میں یا اول دوگانے میں اور دوسری کی ایک رکت میں قراءت ترک کی دو کوئی
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دوگانے کی ایک رکت میں یا دوسرے دوگانے میں اور ایک رکت میں اول کی ترک کی تو جباروں کے نحو کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی اور امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکت لازم آوے گی اور سب آٹھ صورتیں ہیں اور اگر چار رکت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد میں تو اور اول دوسرے
 دوگانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں اٹک نہ بیٹھا اور اول دوگانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھ کے
 نفل پڑھنا اگر چہ ٹھہرا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جماعت نے سو اسم کے عمران بن حصید سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بٹھے پڑھے اوکو
 اجر برابر نصف قائم کا ہے اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوکو اجر برابر نصف قائم کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہے نماز پڑھنے والا
 اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا لکن امام نووی نے کہا علیٰ کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا سعید جابر بن عبد اللہ
 نواری کا جہز قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوکو اجر قائم سے کم نہیں انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سافر تو ثواب اوکو کا مثل صحیح سند سے اور تقیم کے لکھا جاوے گا اخراج کیا اوکو بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں
 مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپ نے ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمہارے روایت کیا اوکو مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیچ میں
 بیٹھ جانا کر وہی نفل ہر شہر کے سواری پر اگر چہ قبل کی طرف موند نہوا اشارے سے درست ہے **ف** اور باہر شہر کے
 اس میں قید ہر شہر کے اندر بہت نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
 حار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی موند آجانبہ کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے موند
 منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح و تفسیر میں مذکور ہے روایت کیا اوکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اس میں اشارے کا
 ذکر نہیں اور عطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن عبیہ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علی ساجد نے بھی
 اپنی داؤد ثنی برتھے اور روایت کیا دارقطنی نے غرائب مالک میں اللہ سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ
 طرف خیبر کے حار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اس پر اور امام میں شیخ فقی الدین نے نسبت کی اشارہ کی طرف صحابہ کے
 اور زلیعی نے نہیں دیکھا اوکو صحیحین سے اور کہا عبدالمجید نے جمع الصحیحین میں کہ متروک ہے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا
 شیخ ابن الاثم وقد رايتاه في باب الوتر في الشفر في صحيح البخاري من حديث ابن عمر سنی صحابہ نے

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی سفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن جابر نے نفع ادا میں
قسم رابع کی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اسے ہر طرف اٹھاتے
اور اصل اونٹ کو کہتے ہیں **صوت** اور سواری پر نفل شروع کیا اور پھر وتر اور تمام کیا جائز ہوا اگر کچھ شروع کیا اور سواری پر تمام نماز پڑھا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر میں کہ اوسکو پڑھا ہو
بیٹھے اور پانچ تیرہ ہوتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہے کہ
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھیں اور رمضان میں جماعت پڑھیں **ف**
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہوا اور بعضوں کے نزدیک تنحب ہوا اور ہر ایک
متر میں لفظ تنحب کا وارد ہوا و اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہدایہ **وَاللَّحْمُ أَهْلًا كَسَمَةِ**
لَكَذَا رَوَى الْحَسَنُ مَعْنَى ابْنِ حَنِفَةَ لَا نَهْ وَأَطْلَبُ عَلَيْهِمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَاللَّيْثِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَدَدَيْنِ تَرَوُّدَ الْمَوَاطِنَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكَ أَلَيْسَ صَحِيحٌ بِهَذَا تَرَوُّدُ سُنَّتِ هُوَ أَلَيْسَ هِيَ رَوَايَةُ
حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواطنت کی اوپر خلتا راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواطنت میں اور وہ جن
اس بات کا فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثین شیخ الفقہار والاصولیین ہولاء اكمال الملہ والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر مقول ہے
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہوا و یہ ہے کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاسم کہ کما کہ حکامین ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جہاں نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہے اور کوئی شخص دو آدمی کے
ساتھ ہے طرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ میں ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اوں کو ابی
بن کعب پر پھر میں دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
رفعت الید عنہ **هَذِهِ أَلَيْسَ أَجْمَعِي** یہ ہے روایت کیا اوسکو اصحاب سن نے صحیح کیا اوسکو ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لازم پڑھ اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفا راشدین کی بعد میرا ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض کیے اللہ نے ہر روز
رمضان اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف
فرض ہو جائے گا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہے باب الوتر میں حدیث ابن جابر سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیحین میں ہے حضرت
رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی اونکے ساتھ نماز کو گون پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی پھر جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نے نکلا کما آپ نے جب صبح ہوئی کہ سینے بانا جو تم نے کیا لیکن میں اسو اسے
نہ نکلا کہ تیر فرض ہو جاوے اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بخاری کتاب الصوم میں جو انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حکم ایسا ہی آیا اور اوپر ہم باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کیا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں کیا کہتے
آنحضرت تک اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف بن لو طیفی نے اور بیہقی نے اوس سے اور بیہقی نے ابن عباس سے

دو لون گنتون میں اور بعد اسکے دعا مانگے یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور جام حبسے کا حاضر ہو لکھ لکھ کر پڑھیں نہایت
بھی ایسی ہی پڑھو سب جماعت نہین **ف** اور رکوع کے باب میں روایتیں مختلف ہوئیں بعض روایات میں ہر رکعت میں دو
رکوع ہیں اور بعض میں تین اور اب رہا اس اور علی کی روایت میں چار رکوع ہیں جب رکعت میں اور ایک روایت میں دو اور علی ابی
بن کعب سے پانچ رکوع ہیں اور کسی روایت میں ایک رکوع ہی مثل اور نمازوں کے واسطے کہا علی ہمارے کتب مختلف ہوئے ہیں
تمسک کیا ہم نے ساتھ حال اور نمازوں کے اور بھی روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے شامل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن عمر
بن العاص سے کہ کسوف ہو آفتاب کا عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو گھڑے ہو آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسی طرح
نہ اوٹھاتے تھے سرائیا پھر اوٹھا سو کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھا یا تو
کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح نہ نہیں اوٹھاتے تھے پھر اوٹھا یا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت میں آخر حدیث
اور مروی ہی حکم عبدالرحمن بن عمر سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایتیں اور روایت کیا حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ
کو حاکم نے اور کما صحیح ہی اور نہیں اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے بوجہ علل بن السائب کے اور یہ توثیق ہی اون سے علی
اور تحقیق کہ اخراج کیا اوسے بخاری ساتھ ابو ثمر کے اور کما بھی بن معین کے لا محذور ہے حدیث نہین حجت ہوگی اوسکی حدیث
اور فرق کیا امام احمد نے اوس شخص میں جس نے پہلے اون سے سنا اور جس نے پیچھے اون سے سنا یعنی اول سے کی روایت صحیح ہی ہو پھر
عطا کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور کثرت کیا اوسے ابو داؤد اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے عمر بن عبد سے ایک رکوع اور طول کیا
اسمیں شیخ ابن العمام نے اور اس کتاب میں بوجہ خوف طول ترک کیا اور عابجی لہذا نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہو کہ نماز پڑھا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث منیرہ میں کہ جب کچھ تم اوسکو تو ذکر والد کا اور دعا کر اور نماز پڑھو یہاں تک کہ روشن ہو جاوے آفتاب اور
مستأخ نے کہا ہوا کہ اندھی اور تاریکی میں بھی یہ نماز مستحب ہی ابن عباس نے یہی نماز واسطے زائر کے کہ بصر میں اور خضوع کشتگی نماز
جہو جاییہ صاحبین نزدیک اور دلیل انکی حدیث حضرت عائشہ کی صحیحین میں کہ جبر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خضوع میں اور
بخاری میں کہ جبر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور ہمارے
امام صاحب کے نزدیک ہر چاہیے کہ مروی ہی حدیث ابن عباس سے سند احمد اور ابویعلیٰ میں کہ نماز یہی میں سے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نماز کسوف کی اور نہ سنا سینے اون سے ایک حرف قرار ہے اور سنا دین اوسکی ابن ابیہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے
معرفت میں و طریقیوں اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگرچہ ان لوگوں سے حجت نہیں لیکن یہ ہیں
انکی شاہدین روایت ابن عباس کی اور حدیث سمرہ میں ہی فلا نسقم لہ صلوٰۃ یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرائت کی
ص اور جب پانی برسنا بند ہو جاوے تو ہر شخص دعا کرے اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اور اگر لکھ لکھ کر پڑھ لیں تو بڑی برکت
ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے استغفر وار بکرم آتہ کان عفار ایسی استغفار مانگو اللہ سے کہ وہ بڑے بخشش والا ہے
اور کما امام محمد نے نہیں نماز ہر مستقامین سوا اسکے نہیں کہ اوس میں ہا ہی اور یونہی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ سکے اور
دعا کی اور یونہی ہو کہ حضرت عمر سے کہ وہ چڑھے منبر کو اور دعا مانگی اور طلب پانی کی کی اور زمین پونہا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

عطاء بن رستم

بن محمد

صلوٰۃ
فرض کی کھینچ
سنانے کا انداز
انہوں نے بیان کیا
میں نے عرض کیا

اور نفل بعد فجر کے مکروہ ہے چنانچہ تک کہ آفتاب نکلے اور دلیل اسکی گدڑی **ص** اور بعد آفتاب نکلنے کے
بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
کے نہ کرے اور اگر اسے فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونوں
کی قضا کرے اور بعض شیخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا کرے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل تعزیر میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور اسکو ساتھ سنت کے
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہؓ کہ اہل مکہ کے
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے سے سوال
صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ خوف کرنا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھامیں آپ کو اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو کیا دیکھا کہ نخل یا کنارہ مفتاحا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ان گیا وہ جتنے کہا تھا اور جواب بلال نے کہ ابھی سی
نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھیر دیتا ہے جسوقت
چاہتا ہے اور بلال کھڑا ہوا اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہو اٹھنے ہوئے آپ اور نماز پڑھی
جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری سلم بودا و انسانا ترمذی وغیرہم نے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگایا اوکو آفتاب کی
گرمی نے سوکھڑے ہوئے اور چلے پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر بھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اس کے پڑھی
نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا انسانا نے زاین عباس سے
اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر
میں ہے کیونکہ او میں تاکید زیادہ ہے سب سنتوں سے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی چاہے خوف ہو جماعت کے
جائیکہ یا نہ ہو ترک کیا جائیگی اور بعد فرض کے قبل دو گانہ سنت کے پڑھ لیاوے اور سوال اٹکے کوئی سنت قضا نہیں کیا جائیگی **ف**
کیونکہ سنتیں عصر اور عشا کی مستحب ہیں اور فجر کے اول میں سنت ہی نہیں اور فجر بعد عشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں
لیکن اولیٰ تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صَلُّوْاْ اِنَّ طَرْدَ ظُلْمِ الْاَحْمِلُ یعنی پڑھ لو ان دنور کتوں کو اگرچہ
روزہ دین تکو گھوڑے اور نہ چھوڑا و انور روایت کیا اسکو ابوداؤد ابو ہریرہؓ اور اسناد او اسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول ہے
اور صحیحین میں ہے حضرت عائشہؓ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ گناہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اوڑھنا
میں نہ کہ دو رکعتیں قبل فجر کے بہترین دنیا سے اور جو او میں ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ چھ رکعتیں
چار رکعت کو قبل ظہر کے نہ پونجیگی اسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہے ابیہ میں ہے کہ ما شیخ ابن العلام و اما ما ذکرہ کہ مرث
حدیث سُنَّةُ الظُّهْرِ فَاللَّهُ اَعْلَمُ بِہ یعنی جو ذکر کیا اسکو صحت نہ سنت ظہر میں سوا خدا اسکو بتاتا ہے اور یہ حدیث انکو
نہیں ملے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتوں
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تھوڑی رات لکھی

فَإِنْ دُفِعَ الرَّغَاءُ شَبَّ مَعْنَى نَزَلَ كَرْدُ رُكْعَتَيْنِ كَوَقْفِ نَجْرَةٍ كَيُؤَكِّدَ أَوْ مَعْنَى بَحْتِ عَطَائِنِ مَعْنَى اِلْتِقَائِهِ سَهْلًا كَمَا
ابو یعلیٰ نے ابن عمر سے اور کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتوں کو اور کبھی ترک کرتے تھے
لیکن ہمیں نہ کچھ پینے آپ کو کہ ترک کی ہوں دو کسبتیں قبل فجر کی سفر اور نہ حضر میں روایت کیا اسکو بطرانی نے اوسط میں قابوس
بن ابی طلحہ بیان انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت نظر کی ہمت
سے باقی جماعت اوستے نہیں پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ نظر کی نماز میں جماعت سے پڑھو گا اور اس نے
ایک رکعت باقی قسم ہوئی چھوٹی ہوئی کیونکہ اس نے جماعت کو نہیں پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ سب میں آیا اور جماعت میں
ہو چکی تھی تو اوستے چاہا کہ فرض کو تمنا اور اسے تو کرنی وغیرہ کے نزدیک سنتیں نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض
سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جس نے کہ اقتدا کی اور امام کو
میں ہر اور ٹھہر بیان تک کہ امام نے سر اٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہیں ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی
شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع میں گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہیں

باب قضائے نمازوں کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک دن ات کی نماز یعنی پانچ نمازیں اور و ترفوت ہوئی ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہوں اور بعض
قضا اوس میں بھی ترتیب فرض ہے **ف** کیونکہ روایت کیا دا قطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم رحمانی انھوں نے
سعید بن عبد الرحمن حمی سے انھوں نے عبد اللہ انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو اگر اس وقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اوس کے
اور قضا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہوا سو نماز کو عادہ کرے اور نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو
مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوفہ اور صحیح کیا دا قطنی اور ابو زرعہ وقت اوسکا اور اختلاف کیا انھوں نے اوس شخص
جس نے رفع میں خطا کی سو اوس میں سے وہ لوگ ہیں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف رحمانی کے
اولیٰ لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقل سے مقبول ہے اور یہ دونوں شخص ثقہ ہیں کہ بیہقی ابن عمر رحمانی
میں نہیں حرج ہوتا تھا ان کے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن عمر نے سعید کی اور زکریٰ کی نہ بیہقی نے
توثیق اوسکی بہت لوگوں سے میزان الاعتدال میں ہے اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقت کیا اوسکا
جو آیا و سکا ہے یہ کہ یہ کچھ حارثہ نہیں ہے حسین باری توثیق میں دونوں مایوں کی شرط ہے بلکہ زیادت ہے اور زیادت میں برابر ہونا
راویوں کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پکڑی جاوے گی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو شخص کہو جاوے کسی نماز سے
یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول جو اوستے نماز جو سے پڑھی ہو اوسکو
پھر عادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہو گئی اور دلیل اول مسئلہ کی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود کہ اگر کسی
مشکر نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں دن خندق کے یہاں تک کہ کچھ رات بھی گزر گئی تھی سو حکم کیا پھر رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال کو اور انھوں نے اذان نبی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی اول نظر کی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہیں ہر ساتھ اسناد اوہ کی کے کچھ حرج ایک ابو سعید
اپنے باپ ابن مسعود نہیں سنایا وہ منقطع ہے اور جواب دے سکا یہ کہ منقطع در صورت فقہ ثانی راویوں کے مرسل میں داخل ہوا اور
پھر نزدیک حجت ہے اور کہ شیخ محی الدین نوذری خلاصہ میں کہ ابو سعید نے نہیں پایا اپنے باپ کو اور قول صحیح نہیں کہا ابو الدود
سلیمان بن حسن بن ثقی و لکھ دہ آئی عبیدۃ سبعۃ سبعین یعنی وفات کی عبداللہ بن مسعود اور ابو سعید سات برس
کے تھے نقل کیا شیخ ابن التمام علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے خدری اور ابن حبان نے صحیح میں اور روایت کیا برز نے
جابر بن عبد اللہ ائکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شغل من لفظہ ذی عن صلاۃ الطہور والعصر والمغرب
والعشاء حتی ذہبت ساعة من اللیل فام یلا فاذا فاذا فاقام فصل الطہور ثم ام یلا فاذا فاقام فصل العصر ثم ام یلا فاذا فاقام فصل العشاء
قال ملعل وجہہ الا ذکر من فوم یدکر ون فی ہذہ الساعۃ خیر کمہ او معنی اسکے وہی ہیں جو اور گذرے
لیکن ابن رمازین اذان ہو اور سنا میں اسکی عبدالکریم بن ابی الخارق ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو ابیرہ حدیث نے نقل
ترمذی غیر کے اور روایت کیا اس معنوں کو صحیحین میں اور ابن حبان اور سوا ویکے بہت لوگوں نے **ص** اور حاکم و ابوداؤد
رات کو ترمذی نے پڑھے فجر کی نماز اسکی جائز نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انہوں کی اور اگر اسکو معلوم ہو
کہ فرض عشا کے پہنچاؤ سے پڑھے تھے اور سنت اور ترکو باوضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور ترکا اعادہ
نکرسے اور صاحبین کے نزدیک ترکا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہر وقت کی تکلیف تو غشاء عشا اور ترفوت ہو گئے اور فجر کا وقت
انسا باقی کہ بائچ کہ تین پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیسے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر نماز اور حضرت ہو میں اور وقت مغرب کا
انسا باقی کہ سات کہ تین پڑھ سکتا ہے نماز اور مغرب پڑھ لیسے اور بصل جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا
یا دہری نماز بائچ نماز وقت زیادہ اگر وقت ہو جاوین تو بھی ترتیب قضا ہوتی ہے اگر چاہیگی ہوں یعنی چھ زیادہ ہوں یا حادث ہوں
یعنی چھ سے کم ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی ایک عینے کی نماز میں قضا ہو میں اور اسنے نام ہو کہ وقتی نماز میں پڑھنا شروع میں
پھر اسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اسکو یاد ہو تو اسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اسکے کے درست ہے اور اسی طرح اگر سارے عینے کی قضا
نماز دن کو پڑھ لیا اگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اسکو ترتیب فرض میں نہ کیونکہ ترتیب جب ہے جب بائچ یا کم قضا ہو میں میں تو جب
سب ادا کر لیا ترتیب آجاوگی اور بعض شایخ کے نزدیک اگر چھ یا زیادہ اس نماز میں پڑھ لیں اور بائچ یا کم باقی رہیں تو پھر ترتیب
فرض ہو جاتی ہے اور پہلا مذہب مختار امام شری کا ہے اور صاحب محیط نے کہا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کسی ایک نماز
قضا ہو گئی تھی اور اسکو یاد تھی اور بغیر اسکے ادا کیے بائچ نماز میں پڑھیں سب فاسد ہو گئی تو اگر ایک نماز اور پڑھ
سب صحیح ہو جاوے گی اور اگر نصف بعد بائچ نماز دن کے پڑھ لی وہ فرض نماز میں سب نفل ہو جاوے گی نزدیک
الم امام حنیفہ اور ابو سعید کے اور ادا کو پھر نصف پڑھ لیا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہوگی بلکہ سب باطل ہو جاوے گی

باب سجدہ سہو کے بیان میں

اگر ایک کن کو دوسرے کن پر مقدم کیا لایک کو دوبار کیا یا کسی بوجھ کو بل دیا یا سہولے سے چھوڑ دیا جیسے کن کو معاف کرنا

اَنَّ اَبْرَاهِيْمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي ثَلَاثًا حَتَّىٰ اَوْحَىٰ مَا عَلَّ اسَ حَدِيثَ كَايَ هُوَ خَرَجَ عَلَى السَّعْدِيِّ وَسَلَّمُ بَعْدَ سَلَامِ
دوسرے کے اور اس طرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں غافل کو ایک اشارہ کافی ہو اور روایت کیا بخاری بھی اس حدیث کو اور یہ
حدیث اول میں ہر مالی جماعت کے **ص** مستند کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سہو اگر سجدہ کرے اور سبق
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوس کے باقی نماز پڑھ لے اور جو قعدہ اولیٰ کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو چکا ہو
اور سجدہ سہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو چکا ہو یا کہ اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیر سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک اس کت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اس کے نفل ہو جائیگا اس کے
ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے **ف** اور یہ اف کی شیت پر اس واسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو آ
نہیں پڑھتا تا مگر ان اسکا جیسا کہ گزرا اور ان ایک رکعت کا اجماع ہو کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے
اکیلے اخراج کیا اور اسکا ابن عبدالبر نے ابو سعید خدری **ص** اور اگر قعدہ اخیر کر کے پڑھ لے کھڑا ہو جاوے تو جب تک اپنے
رکعت کا سجدہ نہیں کیا پڑھ لے گا اور بعد سجدہ کے چاہے ایک رکعت اور پڑھ لے اور سلام پکڑے اور سجدہ سہو کرے تو چار رکعتیں
اوپر کی فرض اور اہو جاوے گی اور نفل ہو جائیگی تو اگر او کو تو پڑھ لے گا قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو رکعتیں سنت کی ترقی مقام ہوگی
اور جو شخص ان دو رکعتوں میں امام کی اقتداء کرے گا اسکو پڑھنا لازم ہوگی اور تو پڑھ لے گا تو قضا لازم آوے گی اور امام سجدہ کے نزدیک چھپے ہوئے
اسکو پڑھنا چاہیے اور اگر تو پڑھ لے تو قضا لازم نہ آوے گی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں ہو جائے سجدہ کرے
اور بعد سجدہ کے بغیر سلام دے سزا نفل اس کے ساتھ پڑھ لے اور اگر گالیاں تو درست ہو جائیگی اور اگر کسی کو نماز میں سہو والا پڑھنا نماز
سجدہ سہو کی نیست سلام پڑھ لیا تو اگر اس سے بعد سلام سجدہ نہ کیا تو گناہ گوار ہو گا اگر اگر سجدہ کرے تو وہ نماز میں ہو
تو اگر اس سے سلام کیا اور کہیں اس کے ساتھ اقتداء کی پھر اس سے سجدہ سہو کیا اقتداء اسکی صحیح ہو جائیگی اور اگر گناہ گوار ہو گیا
باطل ہو جائیگی اور اگر سلام کیا اور قعدہ کیا اور پھر سجدہ سہو کیا وضو اسکا باطل ہو جائیگا اور اگر سجدہ نہ کیا تو باقی رکعتیں باطل
اگر سلام پھر لاوردہ سافر تھا اس نے نیت اقامت کی پھر سجدہ سہو کیا تو اب چار رکعتیں اوپر فرض ہو جائیگی اور اگر سجدہ
تو فرض ہوگی اور اگر نماز میں سہو ہوا اور اس سے توڑ دینے کی نیست سلام پھر نیت اسکی باطل ہوگی اور سجدہ سہو کرنا اسکو
جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہو اور کبھی نہیں ہوئی تھی تو نماز پھر شروع
پڑھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں چاہتے
کہ دہرائے نماز کو اور یہ حدیث پہلے میں ہے اور مجھ کو نہیں ملی کہ شیخ ابن الہمام **ص** اور اگر کئی بار شک
ہو چکی ہو سوچے جو ذہن پر غالب ہو اوپر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور بخاری سلم نے اور انہی
نے بھی اہل سہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں ہو جائے کہ تلاش کرے
صواب کو اور بنا کرے اوپر پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سوا بخاری کے ابو داؤد و ترمذی مالک غیر ہم نے ابو سعید
رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں اور نہ جائے کہ تین پڑھیں یا چار
تو چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لے گا پانچ رکعتیں شفاعت کرے گی اسکی نماز

7

طرب عبد الباقی

دا قطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑے ہو کے تو اگر قدرت نہ رکھے پڑھے چٹا اور دونوں پر کسے
طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن بن حسن عیوبی کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ کر کے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہے
بیٹھ کے اٹھا کر سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اٹھا کر سے پڑھتا ہے اور وہ شخص نماز کے
اندھ چھا ہو گیا نماز بھر کر سے پڑھے اور جو بیٹھے والا نماز میں کھڑے ہوئے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھے اور سر سے نہ لوٹے
اور جو کشتی جاری ہے اور سین بیہیز بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندہ ہی ہو تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دلوں
یا بیہوش یا واجب ہو کہ نمازوں کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر کھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنوں یا تو قضا کرے او
امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت ہی قضا لازم آوے گی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک ہی تو قضا ساقط ہوگی **ف**
اور کما صاحب ہدایہ کے قیاس یہ ہے کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی میں تو وہ نماز اوس ساقط ہوتی ہے اور پانچ نمازوں تک
قضا کرنا یہ آسان ہے اور یہی مذہب ہے مالک رشافعی کا اور دلیل یہ ہے جو روایت کیا دا قطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
تحقیق کی کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہیں ہے اور ان کو
قضا کرو اوس نماز کی جب کا وقت باقی ہو اور اوس میں پوشیا ہو اچھو اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اوسکی حکم بن عبد اللہ
بن سعد اعلیٰ ہے کہا احمد نے اسکا حدیث اوسکی موضوع ہیں اور کما ابن عیینہ نے نہیں ہے قضا اور نہیں ہے اسون اور کاذب کہا او کو ابو حاتم
وغیرہ اور کما بخاری نے ترک کر دی گئی یہ حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عن ابی حنیفۃ عن حماد
بن ابی سلیمان عن ابراہیم التمیمی عن ابن عمر اَنَّهُ سئل فی الذی یجئ علیہ یوماً ولیکۃ قال یقضی
یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایک دن ات قضا کرے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہا ابن عمر
ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جوفت ہوا اور روایت کیا ابراہیم بن جریر نے آخر کتاب غریب بحیث کہ ثنا احمل بن یونس
ثنا زائدہ عن عبد اللہ عن نافع قال اُغمی علی عبد اللہ بن عمر یوماً ولیکۃ فافان
واو یقضی ما فانا تہ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جوفت ہوا واللہ اعلم

باب سیمۂ تلاوت لے بیان میں

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرط ہے دو کبیروں کے بیچ میں بغیر ماتحہ اوٹھانے کے اور شہد اور سلام کے اور سجدہ تلاوت میں جو نماز کے سجدہ میں پڑھتا ہی پڑھے اور جو وہ آیتوں میں سے جو ان میں سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہے اور پہلی آیت سورہ اعراف کی اخیر کی دوسری سورہ مدثر کی تیسری سورہ نمل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچویں مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَاذْكُرْ اَوَّلَ الْاِسْحٰقَ وَاَمِنْ بَعْدَ كَرْبِے اور ہر نماز کے نزدیک اس واسطے سجدہ اوس جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہر ذکر کیا اسکو تفصیل سے شیخ ابن الکمام اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہیں حدیث عقب بن عامر کی کہ کما مینے ای رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سب سے کہ وہ زمین سے سجدہ کیا فرما کہ مان او جو اولیٰ و ثانی سجدہ اول کو کرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہ ما ترندی نے نہیں ہی اسناد او سکا قوی اور یہ اس سب سے کہ اسناد میں او سکی ابن امیہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد و مرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھنے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ او سپر ہی جو سننے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے او سکواور کہ شیخ ابن الہمام نے وحدیث السجدة علی من سجدھا رکعة غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایت بیان کی مرفوع ہو نا اسکا غریب ہو اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن عمر سے کہ سجدہ او سپر ہی جس نے سنا او سکواور بخاری میں ہی تعلیقاً کہا عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہی جو سنے او سکواور اس جگہ کو اخراج کیا عبدالرزاق نے **أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الرَّهْطِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَانَ بْنَ مَعْلُوكٍ قَرَأَ سُجْدَةَ السَّجْدَةِ مَعَ عُمَانَ فَقَالَ عُمَانُ إِنَّمَا السُّجُودُ عَلَى مَنْ اسْتَمَعَ لِقَوْلِهِمْ وَلَوْ لَيْسَ لِي كَذَلِكَ** حضرت عثمان ایک قصہ خوان پر سو پڑھے اور اسے آیت سجدہ کی تاکہ سجدہ کریں حضرت عثمان ساتھ اس کے سفر یا حضرت عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہی جو سنے پھر چلے گئے اور سجدہ کیا **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** اور امام آیت سجدہ کی پڑھے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ او نہ ہو اور اگر مقتدی نے پڑھے امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا او اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلیٰ نے آیت سجدہ کی اور اس سنی جو اس کے ساتھ نماز میں تھیں کہ نہیں سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ ٹوٹا اور اگر کہیں نے باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی او اسے قنہ لکی یا اور کعت میں امام کے ساتھ بلا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی کعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو سجدہ کہ نماز میں جب ہو ہی باہر ہو او سکواور قنہ لکی اور اگر کہیں نے آیت باہر نماز کے پڑھے او قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے میں مشغول ہو او نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ او سکواور کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھے کہ اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھے کہ سجدہ کیا او پھر پڑھا کیا اور اگر ایک کعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھے کہ سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک کعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری کعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جو تاننا تھا تو کئے جانے میں مجلس او سکی بدل جاتی ہو اور وقت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جلا جاتا تو مجلس بدل جاوے گی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلس میں لگ گئیں تو او سپر ہی سجدہ واجب ہو گئے اور اگر پڑھنے والے کی مجلس میں لگ گئیں لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی تو او سپر ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلس بدل جائے گی اور سطر ایک کان دوسرے کان میں او کو نہ گھر یا سجدہ ہنر لا ایک کان میں او ایک درخت کی شاخ میں کئی مکان ہیں غلام روایتیں او نوادہ کی روایت میں ایک کان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس بدلے گی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہو گئی تو مجلس بدل جائے گی اور اگر کہیں ساری عورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور باقی عورت چھوڑ دے تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور اس کے ساتھ ملا نا محتاج ہو اور آیت سجدہ بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور او سکواور سجدہ بھی لازم آوے گا اور شاید وہ اس وقت میں چھو ہو کہ

باب سافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا او سطر چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ سافر ہو اور او سطر چال ششگاہی اونٹ کی یا پیادگی ہو اور دریا میں جب ہو موافق ہو اور پہاڑ میں جب کچھ کہ پہاڑ لائی ہو **ف** اور تین دن تین رات ہمارے

نزدیکت قصر کی ہو کہ یہ بھی ایک غریبی شخصوں میں سے ہے جسے سحر سورہ کا تین دن تین اسفار کو اسطے فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر کے تم ایک دن اور ایک رات اور سافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہو اور امام شافعی کے نزدیک قصر کی ایک دن ایک رات ہو اور اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہ کہا میں نے ابن عباس سے کیا قصر کر نہیں عرفات تک کہا کہ نہیں قصر کر و نہ تک کہا کہ قصر کروں میں طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ان اور یہ اڑتالیس میل تھا اور انا کیا انھوں نے ماتھے سے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ خبری مجھ کو عطاء بن عباس سے کہا کہ قصر کر عرفة سے بطن نخاع تک قصر طائف عسفان اور طائف اور جب کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی مجھ کو نہیں ملی اور روایت بن انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور فیصل اسکی فتح القدر میں ہے **ص** سافر کے واسطے اگر چہ سفر سے اوسکو گناہ کا قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو گیا آدھے عیسے پہننے کی نیت نہ کرے کسی شہر میں یا گانوں میں تب تک اوسکے واسطے خست ہو یعنی اجازت ہو کہ چار گنتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی سافر نے آدھے عیسے سے کم پہننے کی نیت کی اقامت کی حد تک یعنی آدھے عیسے پہننے کی دو جگہ میں یا کسی شہر میں داخل ہو اگر اوس ارادہ کرے کہ وہاں کل یا پڑوں چلا جاوے گا اور اس میں اوسکو دینا تو ان صورتوں میں قصر کرے **ف** اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گزر جاوے کہ آج جاوے گا یا کل جاوے گا اور نیت پندرہ دن پہننے کی کرے اور پندرہ دن مت اقامت کے میں اور قیاس کیا اوسکو فقہانے طہر کرے اوسکی بھی اقل ت پندرہ دن میں اور یہی ماثور بن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونوں سے ملوایں کہا انھوں نے اِذَا قَدِمْتَ بَلَدًا وَانْتَ مُسَافِرٌ وَفِي نَفْسِكَ اَنْ تُقِيْمَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلِيَكُلَّ الصَّلَاةِ يَوْمًا وَانْ كُنْتَ لَا تَذْكُرِي مَتَى تَقْطَعْنَ فَاقْصُرْ هَا يَنْبِيْ جَب آئے تو کسی شہر میں اور تو سافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن پہننے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر نہیں تو کہ کب جاوے گا وہاں تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے پچاس کے ابن عمر سے کہ جب اجماع کرتے اور اقامت پندرہ دن تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب التارخ میں ثنا ابو حذیفہ ثنا موسى بن مسلم عن مجاهد عن عبد الله بن عمر قال اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا وَخَصَيْتَ نَفْسَكَ عَلَى اِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا فَاقِمْ الصَّلَاةَ وَانْ كُنْتَ لَا تَذْكُرِي مَتَى تَقْطَعْنَ فَاقْصُرْ اور عیسی اسکے وہی ہیں جو اوپر گزرتے تمام ہوا مضمون فتح القدر کا ترجمہ کہتا ہو کہ اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن اسیب سے کہا کہ جب جمع کرے غلام کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص مقام پر پندرہ دن پہننے کا تو نماز کو تمام کرے جب سے کہ ارادہ کرے اور جب بنائے کہ کب نکلیں گا پڑے دو کہتین اگرچہ گزر جاوے ایک سال اور یہی قول ہو اور بخاری عبارت صنف ابن ابی شیبہ کی ہے **ص** اگر لشکر اسلام دارالحرب میں داخل ہو گیا دارالحرب کے قلعہ کو گھیرے یا غیوکے سین دارالاسلام میں شہر کے باہر گویا تو ان سب صورتوں میں اگرچہ وہ سب اقامت کی مت کی نیت کریں گے مگر تمہارے نماز کو قصر کریں گے اوساطے کہ وہ تمہیں نہیں دے ہیں اقامت کی نیت کرنے سے مگر بنجائے لوگ اپنے خیموں میں اگر آدھے عیسے کی اقامت کی نیت کریں گے تو وہ تمہیں ہوا دین گے اوساطے کہ نیت اقامت اوکی باہر شہر کے درست ہو اور جو بنجائے وغیرہ نہیں اوکی نیت اقامت کی جنگل میں صحیح نہیں اور اگر سافر نے چاروں کہتین پوری پڑھیں اور پہلے قعدہ میں

تو فرض ہو گا کہ گنہگار ہو اسلام کی تاخیر کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا قصہ قبول کرنے سے اور دو تہین زیادہ ہو
 پڑھیں ہیں وہ نفل ہو جاوے گی اور اگر یہ واقعہ نہیں کیا تو نماز او سکی باطل ہو جاوے گی کیونکہ مسافر پر یہ واقعہ فرض ہو اور اگر مقیم نے
 امامت کی مسافر کی نماز چار رکعت کے وقت میں تو مسافر چار رکعت ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت میں مقیم
 تابعدار مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتیں ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہیں بدلتا ہو اور اگر مسافر امام ہو گا اور
 مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور مستحب ہو کہ مسافر کہہ دیے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں مقیم ہوں
ف ایک بار حضرت امام ابی یوسفؒ حج کو مارون رشید باد شافعی کے ساتھ تشریف لیکے تو نماز پڑھی آپ نے رشید کے ساتھ دو رکعتیں
 یعنی قصر کیا اور سلام پھیر کے یہ کہا کہ تمام کرو نماز میں اپنی اہل ماکہ ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے انہیں کچھ زیادہ ہون سے فقہ
 اور حاکم زیادہ ہون سے کہا امام صاحب نے لکھا کہ توفیق ہو تا نہ تھا کہ تمام کرو نماز میں ایسا ہی ہے معراج میں **ص** اور اگر ایک شخص نے
 اپنے وطن اصلی کو حبیہ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اپنی باطل ہو جاوے گا اور دونوں وطن کے درمیان میں تشریف ہو گا
 خواہ ہو وہ وہاں تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن میں داخل ہو تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم ہو گا مگر وہ وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
 ہوتا ہی یہاں تک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہو تو فی الفور داخل ہوئے ہی مقیم ہو جاوے گا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جب مقام میں
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن اقامت مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے
 دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونوں کے درمیان میں تشریف کی زمین ہو تو اس مرتبہ پہلی جگہ وطن اقامت نہ رہے گی تاکہ
 کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہو تو بغیر نیت اقامت کے مقیم ہو گا اور اسی طرح سے اگر وطن اقامت اپنے وطن اصلی کی طرف جاوے تو
 وطن اقامت باقی نہ رہے گا اور وطن اصلی کو سکو کہتے ہیں جو اسکا اصل سکنا ہو اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں بدلتے ہیں
 نکال سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہیں اقامت

باب جمع کی نماز کے بیان میں

جمع کے فرض ہونے کی واسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمع واجب نہیں دوسرے سندرست ہونا ایسا پر
 جمع واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمع واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا اگر کے یر واجب نہیں
 چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساتویں اکٹھا کا سلامت ہونا ادھے پر واجب نہیں آٹھویں بالوں کی سلامت ہونا اگر کسی پر
 جمع واجب نہیں اور اگر وہ شخص سپر جمع واجب نہیں حاضر ہو گا اور جمع ادا کرے تو درست ہی طرح کا فرض ادا ہو گا اور اگر
 جمع کے ادا کی واسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یہ کہ شہر ہو گا خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا یا یہ کہ جمع فرض ہی منکر اور کافرا
 ساتھ کتاب و سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِذَا تَوَدَّىٰ الصَّلَاةَ فَخَلَّىٰ الْجُمُعَةَ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ**
 یعنی جب پکارا ہو نماز کی واسطے دن جسے کہ تو دوڑ دو واسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **الْجُمُعَةُ**
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدٌ مُّكَلَّفٌ اَوْ اَمْرٌ اَوْ اَوْصِيٍّ اَوْ كَهْمٌ يَفْعَلُ یعنی جمع حق ہے ہر مسلمان پر
 مسلمان پر جماعت مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اس کو ابو داؤد نے طارق بن شہاب سے روایت کیا
 محمد بن زکریا بن شہاب نے فقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور روایت نہیں کی اور یہ قول کچھ کسی صحت کا قانع نہیں

کیونکہ صحابی پہنچے میں فقط دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط یہ اور نہ تھا کہ میں کہیں کہ نہایت یہی کہ حدیث میں ملے ہوگی اور
 منزل خصوصاً صاحب صحابی کی ہجو کو توحیت کہ ہوا تو نبی حدیث اور شرط نہیں ہے اور انہی کے کیا بھیقی سے طریق جابر کی تیسرا ہے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمعہ واجب ہو کر اور پریش کے اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا او سکوا بلانی نے حکم میں
 اور او میں نہ یاد کیا عورت اور رضی کو اور مروی ہے ہوا بعد میں سے اور نبی کو مذکور ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوڑ
 تین جمعے سے کسی سے کہ روایت کیا او سکوا اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا او سکوا
 ابن خزیمرہ اور ابن جابر نے بھی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاوے گا نہیں ہے
 روایت کیا او سکوا بلانی نے معجم کبیر میں حدیث جابر جعفی سے اور وہ ضعیف ہے لیکن اس کے واسطے بہت شواہد ہیں تو نہ کر رہی
 تصنیف جابر کی اور اسل بھی دن جمعے کے سنت ہو اور گنداریان او سکوا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ چھوڑے گئے حضرت علی
 رضی اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہما کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرس کے سنت ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ
 قرطبی سے کہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لانا ہو اللہ پر اور بچھلے دن پر تو او سپہ سالار جمعہ پر دن جمعہ کے
 مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مررض پر اور فرمایا حضرت علی نے کہ نہیں جمعہ ہو اور تشریق اور عید فطر اور نبی مگر مسجد جامع
 یا بڑے شہر میں او مثل او سکوا مروی ہے ضعیف سے انہی کے اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا او سکوا ابن خزمہ نے
 اور اسناد او سکوا یہ ہو حدیث جابر بن عبد اللہ عن قتیبہ بن سعید عن عبد بن عبد الرحمن انسی اور
 اسناد صحیح ہے اور وہ روایت کیا او سکوا ابن عباس کے اول مجمعہ پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک فریے میں یعنی
 گائون میں کہ جس کے مخالف نہیں کہو کہ قریب کا اطلاق عرب عورت میں شہر پر ہونا ہی اور شاید ہو اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا لکھا کہ
 هذا القرآن علی رجل من القرینین عظیمو اور اس جگہ قرینین سے مراد کو اور طائف ہو اور زمین شک ہو
 اس بات میں کہ شہر ہو اور پہلے میں اس حدیث کو رفع کیا ہو لیکن مرفوع نہیں ہائی گئی واللہ اعلم بالصواب اور شہر کی تفسیر میں
 اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہو کہ جس جگہ پر امیر اور قاضی ہو کہ شہر کا حکم جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے
 نزدیک شہر وہ جگہ ہو کہ جس وقت وہاں کے لوگ جمع ہو میں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں سماوین اور صاحب قایمہ اسی کو نام کیا کرے
 اور شہر کا کنارہ وہ ہو جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کی واسطے یا لشکر اور
 کی واسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے پہنچنے
 میں یا میں ضعیف کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہو اور امیر مومنین کی واسطے اور غزوات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ شہر
 ہو یا وہاں کا نائب تیسری شرط یہ ہو کہ طہر کا وقت ہو کہ **ف** یعنی قبل وقت طہر کے اور زوال آفتاب کے بعد درست نہیں کہو کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیوں کے جمعے کو ایسا ہی ہو کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ
 معصوب بن عمر کو جب صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے کو کہا کہ پڑھ جمعے کو جب بائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری میں
 حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعے کو جب بائل ہو جاوے آفتاب اور روایت کیا مسلم نے
 سلم بن اکوع سے کہ تھے ہم جب پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کیا دارقطنی نے

۴
 یہی حدیث میں ملے ہوگی اور
 کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ جسے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاوے گا نہیں ہے
 کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاوے گا نہیں ہے
 کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاوے گا نہیں ہے

عبد اللہ بن سیدان

عبد اللہ بن سیدان سے کہنا کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جلسے میں ہوتا تھا خطبہ کا قبلہ وال کے اور ذکر کیا
ایسا ہی عمرو و عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہیں کچھ ایسے کسی کو کہ عیب نہ ہو اسکو اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خطبہ قبلہ وال
کے تھا لیکن یہ کچھ قانع نہیں ہوا اسلئے کہ اتفاق کیا محمد بن ابی بکر نے حضرت عبد اللہ بن سیدان **ص** چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز کے پہلے
خطبہ موافق ایک تسبیح کے وقت ظہر میں ہو اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ذکر طویل یعنی ایک خطبہ دراز
پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں کہ ہر خطبے میں حمد اور دعا اور حکم تعویذ کا ہو اور پہلا خطبہ قرأت کے طور پر ہو
اور دوسرا دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت ہو اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے سب کے سب
پہلے مقتدی بھاگ جائیں تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی پہلے جائیں اور تین مرد و چار دین یا امام کے سب
کرنے کے بعد سب بھاگ جائیں تو ان دنوں میں امام جمعہ تمام کرے چوتھی شرط یہ ہے کہ اذان عام ہو یعنی تمام لوگوں کو
مسجد میں بلانے کا حکم ہو اور جو شخص کہ جمعے کے سوا سب نمازوں میں امامت کے لائق ہو وہ جمعے میں بھی امامت کے لائق ہو تو اگر
مسافر یا بیمار یا غلام جمعے میں امام ہو تو درست ہو جاوے گا اور امام زفر کے نزدیک ست نمونہ کا اور عندہ راور قیدی کی ظہر جماعت کے ساتھ
دن جمعے کے شہر میں مکروہ ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر میں جمعہ درست نہیں مگر جب ایسا شہر ہو کہ اسکے دو جانب چاروں طرف
حکم رکھ گیا جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر میں جائز ہے برابر ہر شہر کے دو جانب میں یا نہوں
اور اسی برفتوی ہے اور جو سکونہ زمین اور کسی بھی نماز الگ گھر کی مکروہ ہوگی اور جس شخص کو عند زمین اسنے ظہر پڑھی اور جمعہ کیو اسلئے
دوڑا جس وقت کہ امام جمعہ کا نماز میں مشغول ہو تو ظہر اسکی باطل ہو جاوے گی جمعے کی نماز پڑھنے سے یا پڑھنے سے یا امام صاحب کا مذہب ہے اور صاحبین
نزدیک ظہر باطل ہوگی مگر جب کہ نماز جمعے کی پالتی ہو اور جو شخص کہ جمعے کی نماز میں شہر میں یا مسجد میں پڑھے تو وہ شخص جمعے کی نماز پڑھنے
اور ظہر نہ پڑھے اور اسنے جمعہ پایا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر مقتدی امام
کے ساتھ دوسری رکعت کے اکثر کو یا یوسف جمعے کو دوسرے بنا کرے اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہو تو دوسرے ظہر پڑھنا
لازم ہے اور جمعے کو اسنے نہیں پایا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مآ آدر کذا فصلک و ما فاکلک و فافضوا یعنی
جو پاؤ تم پڑھو اور جو تانا ہے تو اسکو ادا کر لو اور پوری حدیثوں پر کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑو ہوئے بلکہ اپنی جگہ
اور لازم ہے تیرہ المینان اور سکون ہو جاوے اور سکون پڑھو اور جو فوت ہو جاوے تمام کر دو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان اور ابی یوسف
فاقضوا کے استسقاء ہے اور بھی اخراج کیا اس حدیث کو بخاری سلم ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے
میں صحیح ابن حبان کی لفظ بھی واقع ہو یعنی فاقضوا اور اسی طرح سے بیان کیا اسکو صاحب ہدایہ کہ اسلم نے خطا کی سفیان بن
نے اس لفظ میں اور نہیں جانتا ہو کہ سیکو کہ روایت کیا ہوا اس لفظ کو زہری سے سوا سفیان کہ ابو داؤد نے نہیں کہا سوا سفیان کے
کسی نے یہ لفظ اور جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کیا امام احمد سند میں عبد الرزاق انھوں نے سمر انھوں نے زہری اور ابی یوسف فاقضوا
کا لفظ ہے اور روایت کیا بخاری ابی یوسف میں حدیث ایک اسنے زہری اور کہا فاقضوا اور سفیان کی روایت سے زہری ماندا ہے
اور بھی کہا بخاری حدیث ایک شاذیوش عن الزہری عن ابی سلمہ و سیحی عن ابی ہریرہ کہ مانند اسکے اور بھی
روایت کیا ابو نعیم نے استخراج میں ابو داؤد و علی بن ابی حاتم انھوں نے ابن ابی حاتم انھوں نے زہری سے ماندا ہے کہ تو باطل ہو گیا اس

عاجزی سے اور اس سے اور حدیث میں آیا ہے کہ تَدْعُوْنَ اَحْمَکَ وَلَا تَعْلَمُوْنَ اَیُّہَا نَبِیُّنِ بچاؤ ہو تم ہر اور نہ ناسک کو
یعنی اللہ تعالیٰ سننا جانتا موجود ہو اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرتے
فطر میں جب بکھتے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب بدلتے تھے صبح کو دن عید فطر
اور دن عید قربان کبیر کرتے تھے ساتھ کبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا یہیقی نے صبح ہو وقت اوسکا ابن عمر پر اور پھر
فطر صبحی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض ہو گا **ص** اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے **ف** اور اکثر مشائخ
اسکو مکروہ جانا ہی اور بھی روایت ہر صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیر اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ
عید کی اور نماز پڑھی قبل اوسکے اور بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نفل کے دن عید تو نماز پڑھتی ہیں اور
اور بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یحییٰ محمد بن یسار نے ہر بات پر عید
میں ہوا عید کے اور کچھ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
سوچتے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو تین **ص** اور جو شرطین کہ جمع کے واسطے ہیں ہی شرطین عید کی واسطے بھی ہیں
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق میں مگر خطبہ عیدین میں سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے
اور یہی صحیح ہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ عید کی نماز سنت ہی ہے اسکا حکم اون کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہے کہ جب عیدین ایک ہیں
جمع ہیں تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ سنت مراد ہے کہ حدیث ہے جب تک ثابت ہو **ف**
اور وجہ وجوب کی یہ کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور وجہ سنت ہوئی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث اعرابی میں فرمایا جو وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھ پر لازم ہی سوال پانچ نمازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ نفل پڑھے اور کہا
مساحب ہلکے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشائخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے
اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہے ہر صورت قابل ہوا ساتھ وجوب نماز عید اور سنت خطبہ عید کے صحیح ہا مروج
ص اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو تیر کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب
آفتاب کا **ف** کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بن ہوجاتا تھا اسوائق ایک تیر
یا دو تیر کے اور سنن البوراد اور ابن ماجہ میں ہے یزید بن حمیر سے کہ انکے عبداللہ بن مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اویس بن کون عید فطر یا عید اضحی کے سوا کہ انھوں نے امام کو کہہ دیا کہ اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جائے تھے ہر اب تک نماز
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا کہ آنے کچھ سوا طون بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بیٹے
کہ انھوں نے کچھ چاند کو کل تو آپ حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہوا میں طرف عید گاہ کے اور بیان کیا گیارہ روایت ہیں
میں اور دارقطنی میں کہ وہ سوراٹے تھے آخر دن میں اور صبح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نوے صحاح میں
اور روایت کیا طحاوی نے **ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَلَاحٍ ثَنَا هُشَيْمُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي يَسْرِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي يَسْرِ عَنْ أَبِي عَمْرٍَا**
بْنِ النَّسْرِ بْنِ مَالِكٍ أَخْبَرَنِي قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ نَصْرَانَ أَنَّ لَدَا لَحْنِي عَلَى النَّاسِ فِي إِخْرَ لَيْكَةِ قَوْمٍ شَهْرًا
لَهُمْ ضَلُّوا نِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْحَى أَصْحَا مَا أَشْهَدُ وَأَعْنَدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[illegible]

اور دن قربانی تک یعنی عیسے کے روزِ عرصہ کی نماز تک پڑھے اور دلیل اُنکی یہ ہے جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا ابوالحسن علی
ابن اسحق عن اَبی اسود قال کان عبد اللہ یکتب من صلوات الفجر یوم عرفۃ الی صلوات العصر من یوم النحر
یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر یعنی تم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ
تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر الخیز تک۔ روایت کیا حاکم نے
علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دو ہونے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے بیچِ فرائض کے بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اور تم کہتے تھے اور کو نماز عصر تک یہ ایام شریف میں
اور صحیح کیا اور کو حاکم نے اور کہا وہی کہ یہ حدیث وہی ہے جو یا مضعوی کہ یہ عبد الرحمن سننا، یعنی او سکی حدیثیں او سکی سنکر ہیں اور
سعید او سکی انام میں اگر سعید کزیری یہ قوۃ ضعیف ہے اور اگر دوسرا یہ قوۃ مجبول ہے اور اخراج کیا او سکا بیعتی نے اور ضعیف کیا اور
تسل اور اس وقت پر جسٹس مشرک کے ساتھ افتدائی اور اس سفر پر مقیم کا مفتی ہی ہے ایام شریف کے آخر روز کی عصر تک
اور مقتدی تکبیر شریف کی ترک کرے اگر ایام تک کہے کہ کیونکہ تابت امام کی آمد نماز واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کی طرف کرے اور دوسرا گروہ کے ساتھ
ایک کھٹ پڑھے اگر مسافر ہو اور دو کھتیں اگر مقیم ہو تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف تھاوے
اور پڑھے انکے ساتھ امام جو باقی ہے نماز میں اور سلام پھیر دیکے امام الیکلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آئے اور
تمام کرے نماز کو بغیر قرائت کے پھر دوسرا آئے اور وہ ساتھ قرائت کے نماز تمام کرین اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے **ف**
اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اخراج کیا او سکا ابو داؤد اور او سمین ہی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے
بسبب ابو سعید کے کہ نہیں سنا انھوں نے اپنے باپ ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابوالہمام
نے فتح القدیر میں **ص** اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو کھتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک کھٹ اور
اگر زیادہ ہو کہ گھوڑے سے اترنے تک سب کو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اٹھائے سے کرین اور اگر
قبیل کی طرف ہونہ نہر سکے تو جس طرف چاہیں ہونہ کرین اور باطل کر تباہی نماز کو ٹرائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا **ف** اسو
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں چنگ خندق میں قضا ہوئیں تھیں اور اگر ڈرائی میں نماز پڑھنا درست ہو تاکہ کیوں نہ کرے آپ

باب جانے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قہر پکے ہو اس کے واسطے ہے کہ ہونہ قبیل کی طرف کیا جائے وہاں ہی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا کھلایا جائے
اور جب لٹا نہ اختیار ہو **ف** اور اول عوافق سنت کے ہو اور جب لیٹنے میں آسانی ہو اور دلیل او سکی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے عینے میں تو پوچھا حال براہین معرور کا سو کا صحابہ وفات کی اور تین وصیتیں
ایک کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو کہ دینا ہونہ یہ طرف قبیل کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پوچھا جو صواب کا خبر دیت
اولیٰ کہ یہ بات کہ وہاں ہی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہو نہ لال و سب صحیحین میں ہے براہین عارف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ فرمایا آپ جب آتو خواجگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ دہنی کروٹ پر او کہہ **اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَفْسِي**
وَالْيَاغِثَ آخر تک یہاں تک کہ اگر مرد جاوے گا تو مرد کا موافق شرع کے اور لیکن دہنی کروٹ پر لیٹنا اور نہ قبیلہ کی طرف بھی نہ
سویں لیٹ کر حجت پر نہ ہوں اوس جور وایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
موت نہ قبیلہ کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی نہ کر گیا اوسکو شیخ ابان الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اور اس واسطے نہیں کر گیا
اوسکو ابان بن مہاجر نے محقق کے باب میں کتاب الجنائز سے سوال کیا کہ اگر ابراہیم خیم سے کہہ وہ کہے میت طرف قبیلہ کے اوٹھا ہے بھی
ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ اوپر دہنی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کیوں نہ ترک کیا ہوا اوسکو مرد سے اور کچھ شہادت کہا جاتا
اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم دونوں کو شہادت اس بات کی کہ نہیں کو کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو
جماعت سے سوال کیا کہ اور ایسا ہی مروی ہے حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کیا مسلم نے ماندا اوس کے **ص** اور جب مرد جاوے تباہی
داڑھی باندھ دے اور اسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو اگل کر رکھے اور اوسکا تخت اور کفن پیسے اور باندھنے کا شطاق ہو وے
ف اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ عز و جل یعنی طاق ہے اور دوست رکھتا ہے طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
اور نگاہ کیا جاوے اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کر لیا جاوے بغیر کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اوس مرد کے اوپر وہ
پانی جاری کرے جسکو میر کی پتی یا شہان گھانسن ڈال کے جوش کیا ہو کہ ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھو وے **ف**
اور وارہوئی ہے اس ضمن میں حدیث روایت کیا اوسکو مالک نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ہے کہ **اغسلوه و یوماً یوماً**
یعنی غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور میر کی پتی کے **ص** اور اوسکا سلاو داڑھی گل خیر سے دھو وے بعد اوسکے مرد کو بائیں
کروٹ لٹکے غسل دیو اس قدر کہ جو بدن تخت ملا ہو وے اوسکو پانی پونچھ پھر دہنی کروٹ لٹا وے اور اسی طرح غسل دیوے
ف اس واسطے کہ شروع کرنا دہنی سے مستحب ہے **ص** اور پہلے بائیں کروٹ لٹانا اس واسطے کہ مالک کہے کہ دہنی طرف
سے غسل شروع ہو وے پھر اوسکو ٹیک کے بچھا اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نچلا اوسکو دھو وے اور غسل کو نہ دہرو
تباہ اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخن تراشے اور بال میں لگھئی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کہے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ نے جب بچھا ایک عورت کو کہ کہیں جاتے ہیں بال اوسکی پیشانی کے یعنی لگھئی کی جاتی ہے کہ کیوں
کہیں ہے ہم پیشانی اوسکی کو یعنی لگھئی کرنا تو واسطے زینت کے ہے اور مرد کو حاجت زینت کی نہیں آخر کیا اسکا عبدالرزاق نے
سفیان ثوری سے انھوں نے حکایت کیا ابراہیم انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا اوسکو امام ابو حنیفہ نے حکایت کیا انھوں نے
ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم خیم نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں **ثُمَّ اُغْسِلُكُمْ ثَلَاثًا مِّنْ اَلْمِغْنِیْنِ ثُمَّ عَنْ اَبْنِ اِهْلِیْعَ عَنْ**
عَائِشَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَنِ الْمَيْمَنَةِ یُسْرَہُ رَاسُہُ فَقَالَتْہُ یَعْنِیْ یُوْحِیْ لَکُمْنِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
لگھئی کیا جاوے کہ انھوں نے وہ قول **ص** اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **ف** اور کافور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہے **ص**
سنت کفن کی مرد کو واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہے اور لفافہ کہتے ہیں اوس چادر کو جو سب کپڑوں کو اوپر لپیٹی جاتی ہے اور
متاخرین نے عامر بھی باندھنا سنت رکھا ہے اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہے **ف** اور کفن سنت کی حجت

فقہ اہل سنت کے نزدیک
نزدیک اس حدیث کو
اور اسناد کو
ظاہر ہے جو حدیث سے
منہ مطلق

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دینے کے تین کپڑوں میں سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک تمام کاہی ملک سے لکھنؤ
 اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح سے حضرت عائشہؓ سے لیکن اوس صیث میں یہ بھی مذکور
 کہ تھا اون کپڑوں میں تھا ورنہ عمار نو اگر یہ کہا گیا کہ اگر تہ اس خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہو جیسا کہ امام مالک نے قویا
 کپڑوں میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہو کہ جو بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کفن لکن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقال فی ثلثۃ اشیاء فیض ولا ذاک ولفافۃ یعنی بوجہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے کفن میں کپڑوں میں کفن دینے کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کرتا اور ازار اور لفا فم
 یضعیف ہوسبب ناصح بن عبد اللہ کو فی کے اوضعیف کیا اسکو نسائی نے اسے اور اگر ہو اون لوگوں میں سے جسکی حدیث لکھی ہو
 تو بھی حدیث حضرت عائشہؓ کی معارض ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام شافعی سے عن محمد بن ابی سلیمان
 عن ابراہیم التیمی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی حلۃ یسائیۃ وقصیعین یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کئے ایک جو کپڑی میں اور کرتے میں مرسل ہو اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک محبت ہے لیکن تقدیم اسکی حدیث حضرت
 پر کس طرح سے ہوگی مانا گیا کہ اسکا حدیث قیس کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہؓ کے اور انا
 طریقوں میں اور طریقے بیان کیے اور تیسرے طریقہ وہ ہے جو روایت کیا عبد الرزاق نے حسن بصری مرسل اور جو تھار طریقہ وہ ہے جو روا
 کیا ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کفن دینے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے میں جس میں انتقال کیا
 اور ایک جو کہ بحرانی میں اور بحرین ایک شہر کا نام ہے اور یہ صیغہ ہے سبب یزید بن ابی رباح مروی کے لیکن ترجیح شافعیوں
 ہو کہ کفن کو مرد و عورت زیادہ جاتے ہیں مرد اس تمام میں شک ہو کہ کون مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
 قیس میں جس میں انتقال کیا پھر اس پر کس طرح کفن ہونا چاہا و کما قالہ اللہ اعلم اور حدیث یعنی جو بڑا عرب عرف میں دیکھو کہ نام
 ازار اور پاد اور ہمارے نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا بانا اسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ وہ عمار باندھتے تھے
 مرثیہ کا اور مستحب کفن میں یہ ہو کہ سفید ہو و کما یواسطے اور جو مرثیہ کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
 حالت حیات میں اسکو درست تھا اور جو مرثیہ کا کہ قریب بلوغ کے ہو کہ اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ میں ہے اور دو کپڑے
 کفایت ہیں کیونکہ کہا حضرت ابوبکرؓ نے کل نظر کر دیکھ دو کپڑوں میں سودھو او کو اور کفن دو جگہ اوس میں کیونکہ زندہ کوزیادہ احتیاج
 نے کپڑے کی طرف مرد سے یعنی کچھ حاجت نے کپڑے کی نہیں اس میں کفایت ہو کہ کونکر زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی
 حاجات ہو اور جب حیات نے قصد انکسار کیا کہ کما یواسطے زینت وغیرہ بیاندھ ہو اور روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عائشہؓ سے
 سے کہ ما ابوبکرؓ نے اپنے دو کپڑوں میں کپڑوں میں جمع کیا کہ تھے کہ دھواؤ کو اور کفن دو جگہ اوس میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا
 نہ خرید کر میں ہم تمہارے واسطے کیا کپڑا فرما کہ تمہیں زندہ زیادہ محتاج ہو طرف نے کپڑے کے مرد سے اور صحیح بخاری میں مروی ہے
 ابوبکرؓ سے خلاف اوس کے معارض ہو کہ جو کہ کیا ہے مصنف عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ کم نہیں سند بخاری سے
 بلا اوس بھی زیادہ صحیح ہے اور سند انکی یہ ہونا مقصود عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت الخرص اور
 عورت کی واسطے ہر پیر اور ازار اور دامن اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اس کے ہستان باندھے جاویں سنت ہے اور اس کے واسطے

بہترین حدیثوں

بہترین حدیثوں میں سے ہے

ازار اور لفافہ اور دانی بھی کفایت ہوتی ہے اور کفن سنت کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتوں کو
 جھونکے اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا یا سچ کپڑے عطا فرمائے تھے ایسا ہی ہر مسکین بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور انصون کے کہ اگر
 کہ صواب کیا ام عطیہ کفیل سنت قائل ہے کہ ماوسے کہ تمہی بن اون عورتوں میں جنھوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول چودیا اسکو ازار تمہی پھر پیرا بن پھر دانی پھر چادر پھر لنگہ رکھو اور باگیا
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور حسن کہا اسکو نووی اور کما سنذرخی کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور معارض ہر اس قول سے کہ وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے
 سنہ نوین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ ہر جگہ غسل دیا تھا ام عطیہ
 اول ایک سند قوی موجود ہے جو دلالت کرتی ہے ضعف پر قول منذری کے وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہ ما
 داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے رہے تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے کہ غسل دے اونکو تو بن
 یا یا سچ بارہا تھبانی اور بیوی کی پیچ اور اخیر مار میں کافور کر بن ہو جب فراغت ہو جاوین خبر دین مجھ کو جب فارغ ہوئے ہم خبر د
 ہننے آپ کو تو جھینگی طرف ہمارا ایک ازار اور کہا کہ پنھا دیو اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں صریح لفظ تھا کہ
 تباہ کیا اور ازار تیرے کو پیرا بن چکا کہ ازار پر اور ازار کو پہلے باطریق سے لپیٹتے تباہی طریق سے لپیٹتے تباہ بعد اوسکے الفاظ بھی
 اسی طرح لپیٹتے اور عورت کو پہلے پیرا بن چاویں اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیرا بن کر اوپر کھدو
 تباہ اوسکے اوپر دانی اوٹھا کرتا اوسکے اوپر لفافہ لپیٹتے اور اگر کفن کے کھل جائیگا ڈر ہو تو اسکو باندھ دو کہ **ف** اور
 کفن کفایت ہے بھی کہ کرنا مکروہ ہے مگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کتاب بن الارث کہ ما کہ کفن
 ہننے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تو بعضے انہیں سے ایسے ہوئے جنھوں نے کچھ اجر لیا اور
 گذر گئے انہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب جانتے تھے سر اوٹکا کھل جائے
 تھے پیر اوٹکا اور جب پیر کو بند کرنے تھے کھل جاتا تھا سر اوٹکا تو حکم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چپاؤ سر اوٹکا اور کر وین
 گائس ازاد کر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق باریکو کہ روایت کیا حاکم نے سنہ رک میں کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں یہ بھی کی ہے **وَالْكَفْنُ التَّيْتُ ثَلَاثًا** یعنی
 خوشبو دو کفن کو مرے کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سند اسکی صحیح ہے اور بعد اوسکے اوپر نماز پڑھیں کیونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ
 کی غرض کفایہ پر یعنی اگر بعض پڑھیں سب کے فم سے ساقط ہوگی اور اگر کسی نے پڑھی تو سب گناہار ہونگے **ف** تو ہر
 جگہ پر دو باتیں ثابت کرنا ضرور ہیں ایک یہ کہ نماز فرض ہے دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہے تو دلیل فرضیت کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ یعنی پڑھ نماز اوپر کرنا نماز تمہاری ہی محراب آرام ہے اوٹکا واسطے اور دلیل دوسری
 یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سر پر خود نماز نہیں پڑھی اوٹکا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں نہ
 نہ ترک کرتے اوٹکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اسکی یہ ہے کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو کہ تو نماز غائب پر درست نہیں اور
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو اس واسطے کہ حق اسکا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کو

اور اگر کسی نے کفن دیا تو اسکو اجر ملے گا
 اور اگر کسی نے کفن نہ دیا تو اسکو عذاب ملے گا
 اور اگر کسی نے کفن دیا تو اسکو اجر ملے گا
 اور اگر کسی نے کفن نہ دیا تو اسکو عذاب ملے گا

نہ معلوم ہو اور دلالت کرتا ہو اور سپر جو روایت کیا ابن جلیجہ صحیح میں عمران بن حصین کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نماز
 نباشی انتقال کیا اوسنے سو کھڑے ہوا اور نماز پڑھو اور سپر کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ نے پیچھے
 آپ کے اور تکبیریں چار تکبیریں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جنازہ اُنکے سامنے ہوا اور اس سے معلوم ہوا کہ گمان یا انکا اسی طرف تھا کہ جنازہ
 بغیر سوچنے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر یا خصوصیات نباشی میں ہو کہ واللہ اعلم کہ تو اگر کوئی عرض
 کرے کہ سو انباشی کے آپ نے مغویہ بن یحویہ فرنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اترے حضرت جبریل علیہ السلام ہو کر اور کہا
 ای رسول اللہ صلوٰۃ فکانت کی شینے میں تو اگر چاہو تو ہم لپیٹ دوں میں تمہارے واسطے زید بن کوفی اوس میں کو جہاں وہ تھے
 حاضر کروں اور تم نماز پڑھو اور سپر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبریل نے تو اوٹھا آپ کے واسطے تخت ڈکا اور نماز پڑھی
 آپ نے اوپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہ کس سبب یہ وجہ پایا اوسنے کہا کہ اچھی لگتی تھی اُنکو سورت قل ہو اللہ احد کی اور پوچھے
 اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی ہاشم اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث انس سے اور
 نماز پڑھی آپ نے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسا کہ روایت کیا واقعہ فی منازی میں **حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَلَاحٍ عَنْ**
عَلَاءِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا لَمَّ النَّبِيُّ
النَّاسُ بِمَوْتِهِ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعِصْرِ وَكَشَفَ لَهُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَبَيْنَ الشَّوْكِ
فَقَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَى مَعْرُوفِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ الْآيَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ قَضَى حَتَّى اسْتَشْهِدَ وَ
عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ كَيْسِيُّ شَمٍّ أَخَذَ الْآيَةَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
قَضَى حَتَّى اسْتَشْهِدَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ بِطِينٍ فِيهَا
 رہنا حکایت کی کہ شام آئینی بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اُنکو شام تک اور دیکھتے تھے اُنکی لڑائی
 کی جگہ کو پھر فرمایا آپ نے کیا نشان کو زید بن حارثہ اور زید سے اور شامید ہوئے اور نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز دعا
 اُنکے واسطے اور کہ انکے نشان لگاؤ اُسکے لیے ازل و چونت میں اور وہ دروازہ چونت میں پھر کیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گدڑ اور شامید ہوئے
 پھر نماز پڑھی اور نماز دعا اُنکے واسطے اور کہ انکے نشان لگاؤ اُسکے لیے اور ازل و چونت کو اور دروازہ چونت میں رہا
 دونوں بازو کے جہاں جاہنباہی تو جواب دے گا یہ کہ خصوصیت نباشی کا ہونے دعویٰ تو سن لیں یہ کہ یہاں کہ جب تختہ سر کا زلفا ہوا
 آپ کو واسطے اور نہ دیکھیں آپ کو اور جو گدڑ ہوا اُسکے خلاف ہوا جو وضع روایات کے سوجھ منازہ سی مروی ہر مسل ہر دونوں
 طریقوں سے اور جہاں چونت ہی طہات میں ضعیف ہوا ساتھ اُنکے اور وہ بیٹا زید کا ہو اور کہا کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا ہی نہیں اُسکے
 ضعیف اور طبرانی کی روایت میں یقینہ بیٹا ولید کا ہو اور وہ بھی ضعیف ہی اور اگر اُسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جسنے لوگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکوں میں ہر چہ نماز پڑھی ہو آپ نے اُن سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا **ص** اور نماز جنازہ کی
 یہ کہ پہلے تکبیر کے دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اُسکے ہاتھ نہ اوٹھا اور شامی کے نزدیک تر تکبیر میں اوٹھا و اور شامی پھر تکبیر
 کے اور درود پچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہو **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَبِيبِكَ وَصَلِّ**

مسند میں ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حازمی نے کتاب المناسخ والمسنوخ میں انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کے پڑھی تھی او سکوا آپ نے تکبیریں تکبیر تھیں اور سین چار یہاں تک کہ سطر دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث باجملا ثابت ہوا کہ صحیح جائز تکبیریں ہیں اور ایسا ہی بیان کیا او سکوا مشائخ عظام نے واللہ سبحانہ اعلم وعلیہ السلام اور شروع کرنا ساتھ درود اوٹوانک سنت وحاکی ہی روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہہ مارا تاہی اور زمین پر دو بھیجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ نکالی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلد ہی کی اس شخص نے تو بلایا او سکوا اور کہا کہ جب عمار کے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر دو بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر عمار کے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا او سکوا ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور او سین نوایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہر طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوتا اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے کہ اوسکے کہ ایک ہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہی **ص** اور تہجد و نماز کیواسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محل کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب اور ولی سے مراد کے اجازت لینے کے بغیر کو امامت دیست ہو اور اگر ولی کے سوا دوسرے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دہراؤ اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دوہراؤ پڑھو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ نہ پڑے کہ انہو کے یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پر انصاف سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا او سکوا بن سہیل اور حاکم نے اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا ملک نے مولان ہی مخمور **ص** اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں **ف** اوقیا اسکو مقض ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقہ نماز نہیں بوجہ نہ ہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہیں جائز ہے کیونکہ او سین تکبیر تحریر ہو جو **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مرد کو رکھ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو او سین اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجزا و اسے اوسکے اور ایک روایت میں فلائشی لہ ہے اور صالح مولیٰ نو اسکا اوسکی اسناد میں ثقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا او سکوا آخر عمر میں نقل نسائی نے ابن عباس سے کہ وہ ثقہ ہے اور جس نے قبل اختلاف کے اوسکے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اوسکے قبل اختلاف کے اور غصیل کی اسکی شیخ ابن العاصم نے اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد جناد کی ایک اقدہ پر کہ اوس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہوا وہ جو بعضی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں اسمعیل غوثی متروک ہے واللہ اعلم **ص** اور جو لوگ پیدا ہوا او مر گیا تو اگر مرد یا عورت یا بچہ یا عورت رکھا جائے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جابہ سے کہ جب مرد کو نماز پڑھی جاوے اور بزرگ وارث ہوگا کہ انسانی نے اور واسطے منیرہ میں سلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا او سکوا حاکم نے سفیان سے اوسکے ابو اوس

صالح مولیٰ التواتر

اسمعیل غوثی

منیرہ

سقطہ اور نہ ہو
کے مین جیسا
اعتباری سلم
بیشہ ہوں اور
بعض اعتبات
ہوں اور مردہ
بیشہ سے غلط
ایسے بچہ پر نماز
جنازہ نہیں

ہی اٹلے سے صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہے مرفوعاً کہ ہر کافر کا جنازہ نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوکا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ روکا خارج کیا اوسکا نزدیکی اور ابن ماجہ نے اس صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہے اور وہ جو معارضہ کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور عاکی جاوے گی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے ساقط ہو کیونکہ منع اس مقام میں مقدم ہے اثبات پر اور اگر ایک لڑکا قید ہو اگر اپنے ماباپ کے ساتھ قید ہو یا کوئی اور نہیں مسلمان نہیں اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر نہ پڑھی جاوے گی اور اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو تو نماز اوسپر نہ پڑھی جاوے گی اور اگر اکیلا قید ہو تو اوسپر نہ پڑھی جاوے گی یا وہ لوکا مسلمان ہو لیکن اوسکو عقل تھی اور اوسکا کوئی ماباپ بھی مسلمان ہو تو بھی نماز نہ پڑھی جاوے گی اور اگر ایک کافر اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دے جو جس طرح جسے نہیں دینے ہوئی جاتی بہتینی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور انہی طرف سے شروغ کرے اور ایک کپڑے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوسمیں ڈال دے **و** روایت کیا ابن سعد طبقات میں **أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْقَوَادِي شَيْخُ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا أَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِ أَبِي طَالِبٍ كَلَّمَنِي ثُمَّ قَالَ لِي إِذْ هَبْ فَأَغْسِلْهُ وَكُفِّنْهُ وَوَارِدَهُ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي إِذْ هَبْ وَأَغْسِلْ قَالَ وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَمْ أَتِيَا مَالًا وَلَا بَيْتًا مِنْ بَيْتِي حَتَّى نَزَلَ عَلَيْهِ وَجَبْرَيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ بَعْنِي فَرَمَا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جب خبر کی سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابوطالب کے رونے پھر کہا واسطے یہ جاوے غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کیا سینا ایسا ہی اور یا میں پھر فرمایا کہ جاوے غسل کر اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگے واسطے اوکے کسی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہاں تک کہ اوکے جبریل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے نہیں جاوے واسطے نبی کے اور اول لوگوں کو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگے میں مشرکوں کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہوتے نہیں ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوا کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل میکے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابو داؤد اپنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنابت سے اور دن جسے کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسنے اور ترمذی نے مرفوعاً کہ غسل میت کو سو غسل کرے اور جو اٹھاوے اوسکو تو وضو کرے سن کہا اوسکو ترمذی نے اضعیف کیا اوسکو جب ہونے اور اس باب میں فی حدیث صحیح وار نہیں ہوئی ان محمول انتخاب پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل میت کے غسل ستم ہووے اور اس طرح وضو بعد اوستھانے جنازہ کے **ص** اور سنت ہے جنازے کے اوٹھانے میں چار آدمی اس طرح ہر کہ اوسکے اگے کے پائے اور پیچھے کے پائے اپنے اپنے کاندھے پر کہیں نباوے دوسری طرف کے اگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائیں کاندھے پر رکھیں اور جلجلی چلیں اور دوڑیں نہیں **و** اور یہ تدبیر اوشھانے کی وارد ہوئی ہے بہت صحابہ اور تابعین نے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور جابر نے نے مصنفین علی رضی اللہ عنہ کہ کہا کہ دیکھا سینے ابن عمر کو ایک جنازہ میں کہ وہ اوٹھا یا جاتا تھا چاروں کو نوٹ سے تختہ کے اور روایت کیا**

اونہی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازہ کے تو پکڑے چاروں کو نہ تخت کی کیونکہ یہ سنت ہے اور وہ
 کیا امام محمد نے اونہی سے کہہ کیا انھوں نے سنت کی یہ بات کہ اوٹھا دے جنازے کو چاروں کو نوں تخت کی اور خارج کیا اسکا
 ابن ماجہ اور لفظ اسکا یہ کہ جو اوٹھا وچا کو تو پکڑے چاروں کو نہ تخت کی اور امام شافعی کے نزدیک اس کے کاٹھن کر دن
 کی جڑ پر کے اور بیچے کاٹھن سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازے اوٹھنے کو ابن مسعود بقیات میں
 اور امام شافعی نے ساتھ نہ نہ صحت کے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح ہے لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ اس وقت ہجوم تھا مالک کا اسکا
 جنازہ اس طرح پراوٹھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر نزار شتے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور طبعی
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبداللہ بن مسعود کہہ کہ پوچھا ہننے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سطح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ کہ جب سے اور جب تک ایک قسم ہر دو کو کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکالا صحیح ستہ والوں نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اسکو طرف نیک کے اگر اگر
 تو جلدی رکھتے ہو تو اسکو کنہ صحت کے اپنے **ص** قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہے **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اس کے اعراض اور زنا فعل ہو اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اس کے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو و اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر
 ہو و اور صحیح اول ہے کہ روایت کیا حضرت علیؑ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہو کہ کھڑے ہونے کا ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھنے لگے بعد اس کے اور حکم کیا کہ بیٹھنے نہ ہونے کا اور روایت کیا اسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے بیچے چلنا
 مستحب ہے **ف** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ وہ بیچے جنازے کے
 چلتے تھے اور حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ وغیرہم سے لگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چپا چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوار چلے بیچے جنازہ کے اور پیدل جس طرف چاہا اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اسکو اصحاب سنن اور ترمذی
 نے صحیح کیا اسکو اور ایک روایت میں ہے کہ جلوس کے اس کے اور بیچے اس کے اور اپنے اس کے اور بائیں اس کے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے جنازے کے **ص** قبو کو
 اور بعد جنازہ **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمدؐ ہمارے واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے کے ہے روایت کیا
 اسکو ترمذی ابن عباسؓ اور اسناد میں اسکی عبدالاعلیٰ بن عامرؓ کہہ کہ اس نے کہ اس میں گفتگو ہو اور ابن ماجہ میں ہے انس
 بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مینے میں دو شخص ایک محمد بن ابی بکرؓ اور ایک عیسیٰ بن ابی
 نوکھا پہنچے کہ جو پہلے آویگا اوستی قبر بنو امیہ کے تو پہلے آیا بنی والا محمد کا اور محمد بن ابی بکرؓ واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور محمد کی وصیت کی سعدؓ واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مرد کو محمدؐ میں جو قبر سے قبل کی طرف قرب کر کے
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہؓ ابراہیم نخعی سے اور ابو داؤد و ترمذی میں کہ کہے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف اور نہیں کہنے گئے کہ بیچنے کر یعنی سئل نہیں کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سئل چاہیے اور وہ یہ ہے
 کہ کھاجاؤ تخت بیچے قبر کے کہ ہو و سرمد کا مقابل میں دونوں قدوں کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سرمد کا قبر میں اور اندر کیا جاوے
 اور وہ میں ہر اس کے مقام اس کے سر کے پھر داخل کیے جاوے سرمد کا اور اندر کیے جاوے میں ہی طرح اور مروی ہے جو صحابہ

کہ اسی طرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اور اسکا امام شافعی نے اور تفصیل شیعہ القدر بھی ص
 اور کہنے والا کہ یرحمہم اللہ وعلیٰ صلوات اللہ وسؤلہ اللہ اور اس مقام پر جو صاحب ہدایت لکھا ہو کہ ایسا ہی کیا تھا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو جحاف کو قبر میں سہو ہوا تو نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے ابو جحاف نے انتقال کیا
 بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کیا ابن ماجہ نے حجاج بن لوط سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ تھے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل کرتے مرنے کو قبر میں کہتے تھے یرحمہم اللہ وعلیٰ صلوات اللہ وسؤلہ اللہ زیادہ کیا ترمذی نے بعد کہ
 وباللہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکی ابو داؤد اور طریقے سے اور حاکم نے اور او سمین نے کہ جب کہ تو مردوں میں
 قبر میں سو کہ یرحمہم اللہ وعلیٰ صلوات اللہ وسؤلہ اللہ صحیح کیا اسکو اور بہت سے طریقے دو سر ہیں اس حدیث کے **ص** اور مرد کا
 موندہ قبیلے کی طرف کر دیکھ **ف** اور یہی ثابت ہو حدیثوں سے اور اتفاق کیا او سپر علی اس نے **ص** اور جو کفن کے
 کھنڈے کے خوف سے گروہ باندھی تھی کھول دیا اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے **ف** اس واسطے کہ بھائی گندھان میں تین دن
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا سلم نے سعد بن ابی وقاص سے کہ انھوں نے اوس مرض میں کہ مگر او سمین بناؤ واسطے
 میرے محل اور رکھوا سپر اینٹیں جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گذر احادیث ابن حبان کہ رکھوا سپر
 میرے اینٹیں جیسا کہ رکھی گئیں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر پر کئی گئی قصب اور یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو ہریرہ عمر بن حبیل ہانی
 نے یہ کہی جاوین اوسکی حد پر کچھ قصب اور کہا کہ دیکھا میں نے مہاجرین کہ دوست رکھتے تھے اسکو اور قصب کل کو کہتے ہر قصب
ص اور دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرے اور مرد کی قبر پر کرے **ف** اس واسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے
ص اور پختہ اینٹ اور کٹری قبر میں بچھا نا مکروہ ہے پھر مٹی ڈالے اور قبر کو مٹی پر پست کرے اور مٹی کرے **ف** اور جسے
 دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کولان کے ہو کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی جیسا کہ شیخ
 مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اسکو اور روایت کیا امام محمد نے ابراہیم نخعی سے
 کہ انھوں نے خبر دی تجھ کو اوسنے جس نے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تھیں وہ اوسھی پتھر
 زمین سے اور او سپر بیچ میں شگاف تھا پھر سفید سے اور صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن عیاش سے کہ سفین ثمار نے حدیث بیان کی
 اونسے کہ دیکھا انھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تھی مثل کولان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
 اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور روایت کیا ابو حفص بن شاہین نے کتاب الجناز میں سالم سے کہ ابو حنیفہ نے
 ابو جعفر محمد بن علی اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ کے کس طرح تعین قبر میں آپ کے بزرگوں کی کہا کہ تعین ہے بل کو نشان شتر کے اور وہ
 نے روایت کیا بیاض اسکی کہا کہ اسکی حضرت علی نے کہ صحیبا ہوں میں تجھ کو او سپر کہ صحیبا تھا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صحیح کر دیا
 اسکو اور کوئی قبر بزرگ راہ پر کہ کو جب ہو کہ قبر غار میں تھی ہوا اور میرا نہیں ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صحیح کر دیا کہ قبر
 اور کوئی قبر بزرگ راہ پر کہ کو جب ہو کہ قبر غار میں تھی ہوا اور میرا نہیں ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صحیح کر دیا کہ قبر

باب شہید کے بیان میں

جو شخص کہ ظاہر اور باطن ہو کہ او تیر جو چیز سے مارا جاوے غلام کی راہ اور اوس مارنے کے لئے زمین مال دنیا واجب ہو یا امید یا قاتل

زخمی پایا جاوے تو جب غسل واجب ہو جیسے جنب اور غائط اور نفسا یا اگر کاہی تو وہ شہید نہیں اور جس کو تیر خیز قتل نہیں کیا بلکہ
 بھاری چیر سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو تو یا مشرکین یا لوٹنے والوں نے کیا ہو تو مقتول حسب چیر سے چارین
 مارین شہید ہوتا ہے اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوس کو کر لیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں بلکہ ایام حسب
 کی یہ ہو کہ روایت کیا ابن جبار اور حاکم نے عبد اللہ بن بیر سے کہا کہ سننے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطہ بن عامر ثقفی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوس کو ملا کہ تو پوچھا صحابیوں نے اونکی بیوی کے کہا کہ کھلے تھے
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک لکھ فرمایا آپ نے کہ سہو اسطے غسل دیتے ہیں اوس کو ملا کہ اور کہا حاکم نے صحیح ہے اور شرط مسلم
 اور بیوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہے بہن تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور دلیل اسکی صاحب بیہیہ بیان کی ہو کہ شہداء اُحد کے سب تمھارا سے
 نہیں مار گئے تھے اور پھر سیکو غسل نہیں دیا گیا **ح** اور جو ظلم سے مارا جاوے بلکہ حیا قصاص سے تو بھی شہید نہیں اور
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہے اور اگر کسی شخص کو میدان میں زخمی
 نہ پایا بلکہ اوسکی ناک چھوٹی ہوئی پائی تو وہ شہید نہیں ہے اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ذکیہ نہیں مار ڈالا تو اگر لوہے سے
 مارا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہے اور جو لوہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
 جو چیزیں کڑے سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور زورہ وہ شہید ہے اور تار لجا وینگی اور اگر کفن میں سے
 کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کریں اور جو زیادہ ہو تو کم کریں اور اوس کو غسل نہ دیوں اور ناز پڑھیں اور خون بھرا ہوا دفن کیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے اُحد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
 ان لوگوں پر دفن کرو دو انکو ساتھ زخموں افٹکے کے اور خون کے اور مستلزم ہے عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون نہ پڑے گا
 اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور صحاح میں ہے لیث بن سعد انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن
 بن کعب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں اُحد اور فرماتے تھے کہ لوں
 زیادہ ہو حافظ قرآن کا تو جب بتلا انکو کیسی کو اوس کو ملے کرتے بعد میں اور کہتے ہیں گواہ ہوں انہیں قیامت کے سو حکم کیا آپ نے
 افٹکے دفن کا خون تین اور نہیں غسل دیا انکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی اور نہیں نماز پڑھی اور پھر کہا انسانی نے نہیں جانتا ہوں
 کہ متابعت کی ہو لیث کی کہ میں نے صحاب زہری سے اس سناد پر اور بخاری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد نے جابر سے
 کہ اگالیک شخص کو تیر سینے میں یا خلق میں سوم گیا اور کہا گیا اوسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سند اسکی صحیح ہے اور روایت کیا انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو انکو افٹکے خون میں کیونکہ نہیں ہو کوئی
 زخم کہ لگا ہو اسکی راہ میں مگر اوچکا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک اگر پیر
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تموار کھولنے والی ہو واسطے گناہوں کے اور بعض فقہانے اوسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
 اور ایسا ہی صحیح ابن جبار میں اور صحیح بخاری میں ہے جابر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتل یوں اُحد
 اور جواب ہماری طرف سے یہ کہ روایت کیا ابو داؤد نے اسرائیل بن عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور

اور تھے اور موقت ساتھ عرفہ کے روز نماز مسلمان اور دو سترہ کہ نماز واسطے لازم کرنے کو راست کے روز اور وہ شہید پر جمع و جمع و جمع
اور لوگ اور حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاتا ہے اور اس میں اسکی گندہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غسل دیتے ہیں جنہ کو ملا لگا اور اگر کسی کو اس واسطے غسل دیا جاتا ہے کہ سبب کافی ہوئی شہداء کے کسی کے غسل کے لئے کہ وہ
معلوم تھے بخلاف اس کے کہ اگر اس کا گناہ نہیں ہو تو اس کے حکم میں نہ ہوگا **ص** اور اگر ایک شخص کہ شہر میں قتل پایا یا قاتل
اس کا معلوم نہیں برابر قتل اس کا لوسہ یا بڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہوا اور غسل اس کو دیکھا اگر ایسے موضع میں
جہاں دیت اور قسامت لازم آتی ہے جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہوگا اور اگر شہر یا کسی جامع میں پڑا ہو تو اگر معلوم
کہ لوسہ سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جائے گا کیونکہ وہ شہید اور اگر لوسہ سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے امام مہاتر کے
نزدیک غسل دیا جائے گا اور صاحب کے نزدیک نہیں دیا جائے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو کسی کے نزدیک غسل دیا جائے گا اور اگر چھوٹی
گشت قتل ہوا ہو تو غسل دیا جائے گا اور اگر کوئی شخص سے کہہ بنی ہو اور اس کے سویا کچھ کھا یا پیا یا اس کا علاج کیا یا نہ کیا تو نہ
یا ایک وقت نماز کے غافل یا کچھ سویت کی غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جاوے گی اگرچہ تو نماز امام کے نزدیک قتل ہوئے سے غسل دینے کو اگر کسی
یا ڈانٹے والا مار لیا اس کو غسل دینے کو نماز نہیں پڑھینگے **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں نماز پڑھی انھوں نے ایسا ہی ہوتا ہے

باب ثلثین میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں فرض اور نفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک پہلے میں کہا کہ جو کہ درست نہیں ہے اور اگر کسی کو ان میں کچھ
کہ درست ہے جب تو مجھ کو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر کوئی نہ کیا طرف دیوار کے کمرے اور وہ کھانا پڑا جو کعبہ بھی برابر اوس کی
بالان کی کھڑکی سے نہیں تو نہیں جائز ہوگا اور یہی ہوا کی کتابوں میں کہ اگر نماز اللہ شہداء کے لگایا جاتا ہے تو نماز اس کے بہرہ اس طرف
موند کر کے درست ہے اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے ستر ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اور شہداء کے
ف اور ہمارے نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت ہے صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل کعبہ میں
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملوک اور بندہ کر لیا اس کو پھر ہے تھوڑی دیر اوس میں کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جبرق
کھانے کر لیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کہیں دو ستون بائیں طرف اور ایک آہنی طرف اور تین چھپے اپنے چہرہ نماز پڑھی
تو تھا مانہ کعبہ کا اوس دن چہرہ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
ابن عمر سے تو حدیث اور اس کے معارض ہوا اسکے جو نکالا وہی وہو بنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبہ میں اور اوس میں چہرہ ستون کو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رکے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوئی حدیث ابن عمر
کیونکہ اشباہ مقدم ہونی پر اور بعضوں نے جو ناول کی حدیث بلال کی کہ ملو قسے اوس جگہ مراد دعا ہو غلط ہو کہ خود بخاری میں ہے کہ
ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں دو کعبہ میں آؤ کہ لیکن
معارض ہوا اسکے جو صحیحین میں ہوا ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اونسے کہ کہنی کو تین پڑھیں تھوڑے اس سے کہ تین
جمع ہر طور پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں ان کے سونہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے کعبہ
دو ستر روز نماز پڑھی اور یہ صحیحین میں تھا اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر سے کہ اس کا اخراج کیا اس کا دفعی نہ تھا ہم کہہ گئے

حدیث ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم کہ جسے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی بیٹا امام کی بیٹ کی طرف
مگر جسکی بیٹا امام کے مونس کی طرف ہوگی اور کسی نماز درست نہ ہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کہنے کے اور نماز پڑھنا مکروہ ہے
تقسیم کے واسطے اور ہر ایہ میں ہر کہ شافعی کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ کہنے اور نہ نزدیک اوس بنا کا نام ہو اور
ہم سے نزدیک کہ ایک احاطہ ہو اور ہوا ہو آسمان تک نہ بنا کیونکہ نفل اوسکا ہو سکتا ہو اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اگر ہمارے کو کوئی شخص
نماز پڑھے تو وہ کہنے سے اونچا ہو تو اس صورت میں جب عمارت کا نام ہو نماز نہ جائز ہو اور مکروہ ہو اس واسطے کہ اوس میں ترک
تقسیم ہو اور وارد ہوئی ہو اوس میں نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمر سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ میں کہ نہیں جائز ہو نماز اوس میں بیٹا خانہ کہ عید کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور معیف کی گئی
یہ حدیث ساتھ ابوصالح کا تب اللیث کے لیکن توشیح کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے
کہ مکروہ ہو اور نماز کامل نہیں ہوتی **ص** اور اونکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی ستر آگے گھر کر لے تو درست ہو اور بغیر اوس کے
جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے اقد کیا کہ جسے کہ حلقہ باندھ کے تو درست ہو مگر کوئی ان میں سے اگر اپنے امام سے
زیادہ کہ جسکی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت میں اگر وہ شخص اوس طرف ہو
امام ہو تو نماز اوسکی درست نہ ہوگی اور اگر اوس طرف میں ہو تو درست ہوگی جانا چاہیے کہ کہنے کی چار جانب میں چار دیواری کے ساتھ
تو چھ شخص کہ اوس طرف گھر ہو کہ جس طرف امام ہو تو وہ شخص جسوقت کہ کہنے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہو تو امام پر اس کے ہوجاے گا کہ
دوسرے میں طرف گھر ہے واللہ کیونکہ وہ جو شخص کہ اوس میں امام سے زیادہ کہنے کے نزدیک ہو وہ امام کے آگے نہیں ہو

ابوصالح کا تب اللیث

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سوا غم اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت پہلی سے زائد ہو اور نصاب کے موافق ہو ان اوقاف
میں مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو ورنہ بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہے **ف** زکوٰۃ فرض ہے
کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَقِمْ زَكَاةً** یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالوں اپنے کی اور اوس پر جماع ہو است کا اور واجب ہونے سے مراد اس
مقام میں فرض ہونا ہو اور شرط آزاد ہونے کی ہوا اس واسطے کہ مالک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہو اور غلام کی کچھ ملک نہیں ہو اور
بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہو اور عبادت کا فرض نہیں ہوتا اور نصاب بھی ضروری ہے اس واسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا انصاف کو اور روایت کیا بخاری سلم نے ابوسعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو کر
پانچ وسق سے کم جو کہ زکوٰۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہو اور صاع چار مد کا اور مد ایک مثل اور تھانی مثل ہوتا ہو اور فرمایا کہ نہیں
ہو کم میں پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہو تو پانچ اوقیہ کے دوسو درم ہو اور اس ملک میں
قریب چالیس روپے کے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہو پانچ اونٹوں کے کم میں زکوٰۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قید ہے کہ روایت کیا
مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہیں ہو زکوٰۃ اور سپہریان تک گزرو
اور ہر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد نے حاکم بن عمر رضی اللہ عنہما اور عمارت انور سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے
جب ہوں تیرے واسطے دوسو درم اور اوس پر گز جائے ایک سال تو اوس میں پانچ درم ہیں اور پھر جا کے بیان کیا کہ نہیں ہو کسی

حارث الاعور

حاکم بن عمر

مال میں کوہۃ یہاں تک گزر جائے ایک سال اور عمارت اگر چہ ضعیف ہو لیکن حاصر قلعہ ہو اور روایت کیا مالک نے کہا قاسم
نہیں لیتے تھے حضرت ابو بکرؓ کسی مال سے زکوۃ یہاں تک گزرے اوپر ایک سال **ص** اور جو مال انصاب یا زائد حاجت کی
سے مہو ہے جیسے غلام واسطے خدمت کے اور نذر واسطے کھانے کے اور کچھ سے پہننے کے اور سبب خانگی اور جانوروں کی
اور اختیار کرنا کو استعمال کرنا ہی اور ضروری کے اختیار اور کتابیں پڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہیں **ف** کیونکہ قرآن حضرت صلی
علیہ وسلم نے کہ نہیں جو سلطان پر صدقہ اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں اور ایک روایت میں کہ نہیں ہوا کے غلام
صدقہ کو صدقہ نظر روایت کیا اس کو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ **ص** اور نیت تجارت کی بھی ضروری ہے مثلاً غلام کو کیا
حاجت فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے نمونہ تجارت نیت تجارت کی ہوگی زکوۃ واجب نہ ہوگی اور کتاب پر زکوۃ واجب نہیں
ف اور کتاب اور غلام کو کہتے ہیں کہ اس سے مالک کہے کہ اگر اتنے روپیہ تو مجھے دے تو تو آزاد ہو اور زکوۃ اس واسطے
اوپر واجب نہیں کہ نیت صرفت اوس میں نہیں ہر ملک ایک طرح کی عہدیت یعنی غلام ہونا مستحق ہے جب تک اپنی قیمت ادا کر لے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہے بقدر قرض اس کے زکوۃ اوپر واجب نہ ہوگی جب کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور
اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کفارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال منہا یعنی اس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور عہدہ کو
ملنے کی نہیں ہو جیسے مال لیا ہوا یا دریا میں ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوپر کوئی گواہ نہیں یا چھل میں مثلاً گاڑا اور جو حکم
اوسکی جھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا یا برسوں پہر قرض کیا لوگوں کے سامنے بعد برسوں کا یا جھٹلانے والے
لے لیا اور بعد برسوں کے مل گیا تو ان سب صورتوں میں کو قرض برسوں کی لازم نہ آئیگی اور امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگی
اور جو قرض کہ غنسل یا غنی پر ہو اور وہ اقرار کرنا ہو یا قرضدار انکار کرنا ہو لیکن گواہ اوس کے لینے پر موجود ہوں یا قاضی اوس
واقع ہو تو یہ مال اگر اس کو مجاویگے زکوۃ اون گزرے دنوں کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خرید لیا ہو
نیت خدمت کی کی زکوۃ اوس میں واجب نہ ہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جس تک اوس سے بچ نہ دے
اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوا شمشیر کے ہیرہ یا وصیت یا ہجرت یا صلح یا دیت سے مالک
ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہو دوسرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہر گاہ
اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا ہر گاہ کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہ ہوگی اور محمد کے نزدیک
واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی ہو اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک اس کو سوچ نہ ہو
پہلے کہ جب تک کہ اختیار ہی ہو اور اگر اختیار ہی ہو جیسے درخت وغیرہ زکوۃ واجب نہ ہوگی اور زکوۃ میں لینے کے وقت
نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں کا مال یا ہفت ہزار زکوۃ کا مال یا چھ ہزار زکوۃ کا مال
زکوۃ سے محسوب ہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اس کی راہ میں دیدے تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر قصور مال دیکھ تو جتنے مال
دیا ہی اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس دوسری درم تھے اسے
سوا ان میں سے صدقہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاوگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہ ہوگی *

باب مالکون کی زکوٰۃ کے بیان میں

[illegible]

نصاب اونٹ کی پانچ مہین اور گائے کی تیس اور بکری کی پچیس توجہ اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریاں پچیس
کم ہوں زکوٰۃ واجب ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہوا وہیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے
مالک و سکا یعنی فرض نہین زکوٰۃ اوسین اور جب ہو جاوین پانچ تو اوسین ایک بکری ہوا و فرمایا کہ جب ہوں کم چالیس مگر کوئیں
آدمی کے پاس تو نہین ہوا وہیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک و سکا و فرمایا **و فی البقر فی کل ثلاثین تسبیع** یعنی گائے میں
تیس مین ایک گائے ہوا ایک برس کی اور دو سو برس مین لگی ہو **ص** ہر پنجے مین اونٹ کے بنتی ہوں یا عربی **ف** بنتی
اونٹ او سکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہوا عربی جسکے ما باپ دون عربی ہوں **ض** ایک بکری
واجب ہو تو دس مین و بکریاں اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہوگی اور چھ پچیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت مخاض
یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دو سو برس مین لگی ہو چھتیس تک اور جب ہو جاوین تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیس برس
مین لگی ہو اور جب چھالیس ہوں تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب آٹھ ہوں تو ایک جندہ کہ چار برس کی یا پنج
مین ہو اور جب چھتر ہوں تو دو بنت لبون اور جب آٹھ ہوں تو ایک سو بیس تک و حقہ پھر سی طرح ہر پنجے مین ایک بکری
پھر ایک سو بیس تالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ سی مین تین حقے واجب ہونگے پھر ہر پنجے مین ایک بکری
پچیس مین ایک بنت مخاض اور چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھانو مین دو سو تک چار حقے واجب ہونگے پھر بعد
دو سو کے پنجے سے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث مین ابو
اسمین خلاف امام شافعی کا ہی **واللہ اعلم** **ص** اور جب تیس گائے ہوں یا بیس تو ایک قبیضہ یعنی ایک سال کا دو گوا اور جب
چالیس ہوں تو ایک سہنہ یعنی دو برس کا یا یا پڑا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے توجہ ساٹھ ہون و تسبیع دے اونٹن تک پھر چھتر
ایک سہنہ اور ایک تسبیع پھر چھتر ہوں تو دو سہنہ اور جب نوے ہوں تو تین تسبیع اور جب سو ہوں تو دو تسبیع اور ایک سہنہ اور
ایک سو دس مین تو ایک تسبیع اور دو سہنہ پھر جب سو او بیس مین چار تسبیع یا تین سہنہ دیکھ اسی طور سے ہر ایک تیس مین تسبیع اور ہر
چالیس مین سہنہ دیکر لگایا اور چالیس بکریاں یا چھتر ہوں تو ایک بکری ہی پھر ایک سو اکیس مین دو بکریاں پھر جب دس اور ایک بکری
تین بکریاں دے پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف** اور ایسا ہی تمش
مین آیا ہی روایت کیا او سکو ابو داؤد نے حضرت علیؓ سے اور اسناد او سکا ضعیف ہوا و مروی ہو کتنا حضرت ابو بکر مین آنحضرت صلی
علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا او سکو بخاری **ص** اور جو خیر یا گدے تجارت کے نہیں ہین اونھیں زکوٰۃ واجب نہین مگر یہ کہ تجارت
کے لیے ہوں **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجبور اوسمین کچھ اور جب تجارت کے لیے
ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حال او کا مثل حال اور اسوال کے ہو **ص** اور اونٹ گائے بکری اگر گھر مین او کو کھلایا جاوے
اور چارہ دیا جاوے تو اونھیں زکوٰۃ واجب نہین اور یہ جو کائنات گذرین جب ہین کہ وہ جانور سوائے غنیمت سے چرائے جاتے ہوں
اکثر مین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل بل جوتے کے یا بوجھ لانے کے لیے تو اونھیں بھی زکوٰۃ واجب نہین
بکری کے اور اونٹ کے اور گائے کے بچوں مین جتنے چاہے ہوں زکوٰۃ نہین مگر بڑے کی تبعیت مین مثلاً چالیس بچوں مین
بکریوں کے اور پانچ مین اونٹوں کے اور تیس مین گایوں کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوٰۃ واجب لگی اور بڑے اگر نہ ہوئے ہوں

توزکوۃ واجب نہیں اور زری مادہ ہون تو بھی ایک وایت میں واجب نہیں اور اگر زیادہ ملے چلے ہون ہر گھوڑے میں ایک نیا لازم آوے گا یا کوئی قیمت لگا کے اگر نصاب ہو تو چالیسواں حصہ لازم آوے گا **ف** اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی اور قول امام مالک بھی ہوا اور کہا صاحبین نے نہیں تو کوہ ہر گھوڑے میں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نہیں ہر حصہ تو مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں روایت کیا اور کوہ بخاری سلم وغیرہ مانے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اسجاوہ گھوڑا ہی جو واسطے جہاد ہی کے ہوا اور ایسا ہی منقول ہے زید بن ثابت رضی سے یا وہ جو گھر میں کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے پر نئے والے میں ایک دینار ہی یا دس درہم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام میں دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ اور بعضوں نے لکھا کہ پہلے واجب تھی زکوۃ گھوڑوں میں پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی سے کہ فرمایا حضرت نے تحقیق کہ سینے سنان کی تم سے زکوۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ درہم میں اور حیرج نہیں کیونکہ جائز ہو چکھا ان جگہ میں سے ہوا اور حدیث دارقطنی ناسخ اس حدیث کی ہوا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو روایت کیا دارقطنی نے نہ ہر سب کے سائب بن زید خبر دی اوکو کہ لکھا کہ دیکھا سینہ باب اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑوں کو پھر دیتے تھے صدقہ اسکا حضرت عمر کو حکم کیا حضرت عمر رضی ایسا ہی روایت کیا اسکو عبد الزاق نے اور روایت کیا عبد الزاق ابن جریر سے انھوں نے ابن شہاب کے عثمان رضی سے لیتے تھے گھوڑوں کا اور سائب بن زید نے خبر دی اوکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑوں کا کم از ہر سب میں نہیں جانتا ہوں میں کہ سوال صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہر صدقہ گھوڑوں کا اور روایت کیا امام محمد نے آثار میں ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلمہ کان عن ابراہیم النخعی انه قال فی التحلیل الشاکفة التي يطلب سائلان فی ثلث فی کل فرس درہم نازا او عشرۃ درہم وان شئت فالقیمۃ فیکون فی کل ماعی درہم خمسۃ درہم فی کل فرس درہم او اسنی اشہی انہی ہر گھوڑے پر نئے والے کہ طلب کی جاوے او لاوا کوئی اگر چاہے ہر گھوڑے میں ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دوسری درہم میں پانچ درہم ہر گھوڑے میں نہ کہ ہوا یا مونث اور روایت کیا دارقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب سوال صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ٹھہر کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاویں **ص** زکوۃ اور کفارہ اور زکوۃ عشرین قیمت کا بھی دیدینا درست ہو اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کی طرف سے اسکو چاہیے کہ اوسط مال کیو تو اگر اوسط نہ ملے اوئی لیوے اور کی لیوے یا اعلیٰ لیوے اور جو بڑھے دیکو **ف** اور اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا حضرت نے ذوالاوسط معاذ کے نہ لے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداؤد اور نسائی میں **ص** اور جو مال کنج سال میں بڑھ جائے اصل نصاب اپنی قسم میں مل جاوے گا مثلاً اوسکے پاس اوس سال میں دوسری درہم تھے اور پانچ سال میں سوا اور بڑھ گئے تو یہ بھی اون دوسو کے ساتھ ملائے جاویں گے تو تین سب کی زکوۃ لازم آوے گی اگر چہ اس سو پر پور سال نہیں گذرا ہو اور زکوۃ نصاب سے متعلق ہونی اور جو کچھ غنوی اوسکا حساب نہیں مثلاً جو کوئی چنیتس اونٹ کا مالک ہو تو واجب ایک بنت مخاض ہے چنیتس میں اور جو زیادہ ہیں وہ معاف ہیں یہاں تک کہ اگر اس سال میں دس ہلاک ہو جاویں زکوۃ ویسی ہی واجب ہے گی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک ہو جاوے زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہوا ہی اوسکی زکوۃ ساقط ہوگی اور لیوے جو کچھ نصاب ہلاک ہووے اوسکو غنوی میں نہ کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب میں جو غنوی سے متصل ہو بعد اوسکے دس نصاب میں کہ اوس سے متصل ہر مثلاً اگر سائے

کربون میں سے جس کربان ہلاک ہو جاوے یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو باجالیس کربون پر اور باسچ اونٹ پر
ایک کبری باقی رہیگی اسی طرح اگر باجالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوے چار کو غنومیں صرف کریں اور گیارہ کو چھتیس میں گیارہ
متصل ہو تو چھتیس اونٹ رہ جاویں گے اور ان میں ایک بنت خماض لازم آویگی اور اگر باجالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہو تو چار غنومیں
صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اونٹ نصاب میں جو غنوکے قریب ہو اور باسچ اونٹ نصاب میں جو اونٹ نصاب سے قریب ہو یہاں تک کہ
بیس اونٹ میں چار کربان باقی رہ جاویں گے اور جو چھتیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جاویں گے تو غنومیں کربان لازم آویگی اور جو بیس ہلاک ہوں
دس رہ جاویں گے تو دو کربان لازم آویں گے اور جو پچھتیس ہلاک ہو جاوے پانچ رہ جاویں گے تو ایک کبری لازم آویگی پہلے تک کہ نصاب
نہ رہے گا اور باجالیس سے کہ لینا خراج کا امام کو پوچھنا ہو اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مالون
تجارت کی سب امام لویو گیارہ یا عیون سے نکلنے لے لیا تو مالکون سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خراج حق لڑنے والوں کا ہو
اور وہ کافروں سے لڑتے ہیں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکون سے دوبارہ نہ لیا جاوے گا اور
اگر انھوں نے اس کے مصروفوں میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوۃ دیں اور اسی پر فتویٰ ہو کہ غنوم
کے نزدیک ان کو بچہ دینا لازم نہیں اور غنوموں کے نزدیک اگر ان کو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اون سے ساقط ہو جائے
اور شیخ ابو منصور مازنی نے اسکو قبول نہیں کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی پہل میں لکھی ہے جسے اس جگہ نظر اس بات کے کہ
عوام فہم تھا کر کہ کیا **ص** اور جو روکا تغلبی ہو تو اس کے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تغلبی کے مال سے مثل افقے مردوں کے
لیا جاوے گا یا چاہیے کہ تغلبی سنسوب ہی طرف بنو تغلب کے کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جزیہ طلب کیا انھوں نے
انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ و نادیہ ہیں تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے تو چوتھ چاہو اپنے یہاں ان کو
اسکا تو جباؤن سے زکوۃ کے دو فی صد صلح ہو گئی اون کے لوگوں سے نہیں لیا جاوے گا اور عورتوں سے لیا جاوے گا اور جو صاحب جائیداد
اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابوں کی زکوۃ کا دیدینا درست ہے مثلاً اوس کے پاس سو سو گم
گور اوس نے کئی نصابوں کی زکوۃ اوس میں سے ادا کی اور بعد اوس کے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی ہوگی اور جو پوری
ایک نصاب مالک نہیں اور وہ پیشتر کئی نصابوں کی زکوۃ دے تو درست نہیں **ف** پہلے سال سے زکوۃ دیدینا ہوا سطر
درست ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہ پوچھا عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوۃ
جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے سارے کے طرف نیکی کے تو لڑن دیا آپ نے اونکو **ص** نصاب ہونے کا
بیشمال ہے اور چاند یکا دوسری درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے ہوں اور اس میں نون کو وزن سب سے کہتے ہیں تو ایک ما آدھا اور
پانچواں حصہ مثقال کا ہو گیا تو دس درم سات مثقال کے ہوں اور مثقال میں قیر کا ہوتا ہے اور درم چودہ قیر کا اور قیر کا
پانچ جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کہ باسچ اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ اور ذکر کیا اور پہلے اس حدیث کو اور
اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو باسچ اوقیہ کے دوسری درم ہوئے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اوس میں بھی
کہ نالو صدقہ چاند یکا ہر چالیس درم میں ایک درہم اور نہیں ہے ایک سونوے میں کچھ اور جب دوسری ہوں تو اوس میں پانچ درہم
اور روایت کیا ارقطی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب بھیجا اونکو میں کی طرف کہ لیوے

ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم

ہر جالیس دنیا سے ایک دینار اور ہر دوسرے ہر سو سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہر ساتھ عبد اللہ بن شیبہ کے اور روایت کیا اور قطنی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر مہینے دینار سے آدھا دینار اور چار دینار سے ایک دینار اور ضعیف ہر ساتھ ابراہیم بن اسماعیل بن معمر کے اور دینار ایک شقال کا ہوتا ہے اور روایت کیا ابو احمد بن زنجوی نے کتاب الاموال میں عمرو بن شیبہ نے اپنے اپنے انھوں نے اپنے دادے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہر دوسرے ہر سو سے کم میں کچھ اور نہ میں شقال سے کم ہونے میں کچھ اور دوسرے میں پانچ درہم میں اور میں شقال میں آدھا شقال ہے اور اسناد او کا ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں اور نسائی نے دیات میں عمرو بن خرم سے اور او سمین نے فرمایا آپ نے ہر مہینے میں ایک دینار ہے اور یہ حدیث ثابت ہے اور کمال ابن الہمام نے وھو حدیث کاشانی ثبوتہ علی ما قد صفاہ یعنی یہ حدیث ہے کہ نہیں شک ہے او سمین جیسا اور جیسے او کو بیان کیا **ص** سو فرمایا چاندی میں سکہ دار اور معمول ہوا دلانہ چاندی میں حصہ زکوۃ میں واجب ہوتا ہے **ف** تو اگر زبور چاندی یا سونے کا ہو گا زکوۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک نہیں واجب ہے اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے حدیث روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس کے ساتھ او سکی بیٹی تھی اور اس کے ہاتھ میں دو لکڑی تھے سوئے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم او سکی بیٹی سے کیا اور کتنی بیٹوں کو زکوۃ او سکی کہ انہیں کہا کہ آسان ہے تم کو کہ پنچاؤ اس کے دو لکڑی دن قیامت کے آگے کہ اور ان کا کہ اور ان کو اس سے اور چھینا یا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونوں واسطے اللہ کے اور رسول کے ہیں کہا ابو الحسن طبرانی نے اسناد او صحیح ہے اور کہا منذری نے مختصر میں کہ نہیں ہر گنگو او سکی اسناد میں اور سن ترمذی میں ہر ابن ابی شیبہ کے کہ ایک بیٹے جو عمر بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا او سمین کو اور او سمین نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے او کو زکوۃ او سکی اور وہ ضعیف کیا او کو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ملوے ہو کر اس طریقہ سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ خطا ہے کہ انہیں کہ شاید قصد کیا ہوتا ہے اوں دو طریقوں کو جو ذکر کیا او کو اور طریقہ ابو داؤد کا نہیں ہے او سمین اور کہا ابن القطان نے بعد صحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی اس حدیث کو اس واسطے کہ نزدیک اس کے او سمین نے ضعیف ہیں ابن ابی نعیم اور ثنی بن الصباح اور روایت کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن شیبہ کے کہ داخل ہوئے ہر حضرت عائشہ سے کہ کہ داخل ہوئے ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھیں سیر ہاتھ میں بیٹی لکڑی کو ٹھکان چاندی کی سو فرمایا کیا ہے یا عائشہ سو کہا میں نے بنایا میں نے او کو کہ زکوۃ کروں میں واسطے تمہارے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اگر کتنی زکوۃ او سکی کہ نہیں فرمایا کہ وہ کافی ہے تم کو آگے لیے اور روایت کیا او کو مالک نے اور صحیح کیا او کو اور ضعیف کیا او کو اور قطنی نے اس طرح کہ محمد بن عجلان ہر او کو چھایا کہ ابو یوسف اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ لوگوں میں ہیں اور لیکن وہ او کی سنائی اپنے دادا کی طرح منسوب ہے اس واسطے اور قطنی نے او کو مجہول بنانا اور بتا بہت کی او سکی عبدالحی نے اور بیان کیا وہ سن ابو داؤد نے اور بیان کیا او کو شیخ نے اس کے محمد بن ادیس رازی اور وہ ابو حاتم رازی میں امام جرج و ترمذی نے اس کے اور روایت کیا ابو داؤد نے اس کے کہ کہ میں نے پہنچے تھی اوضاع سونے سے اور اوضاع ایک قسم زیور کی ہے سو کہا میں نے کہ اسے رسول اللہ کی گنیز ہے یہ فرمایا کہ جو پہنچے یہاں تک کہ او کی جا زکوۃ او سکی اور زکوۃ او سکی ہی جا تو وہ کمتر نہیں ہے اور اگر کمتر

ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم

ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم

ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم
ابن ابی نعیم

محدثین

ثابت بن عجلان

محمد بن یونس

ثابت بن عجلان

مرا یہ ہو کر روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوۃ دینا اوسکی گناہ ہی اور اخراج کیا اوسکا حاکم نے مستدرک میں محمد بن ہاجر
 انھوں نے ثابت سے اسی اسناد سے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی تو وہ
 کثر نہیں ہو سکتا کہما بیقی نہ منفرد ہو ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تصحیح نے یہ کچھ ضرر نہیں کرنا کہ ثابت بن عجلان
 روایت کیا اوسے بخاری اور توشیح کی اوسکی ابن عیین نے اور وہ جو کہا عبدالحق نے کہ نہیں جت پکڑی جاوے گی ساتھ اوسکے
 قول ہے ضعیف نہیں کہما یہ کہ سنیہ اور انکار کیا اوسپر شیخ تقی الدین ابن قتیق ائید نے اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن مہاجر
 اسناد میں کہا ابن جہان نے کہ بنا تا ہی احادیث کو اور نسبت کرنا ہی اولیٰ طرف ثقافت کے کہا صاحب تصحیح نے یہ وہم ابن الجوزی
 قبیح ہے اوسواسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب وہ اور ہے اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت بن عجلان سے فقہ ہشامی ہے روایت کیا اوس سے
 مسلم نے اور توشیح کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعه اور حیم اور ابو داود وغیرہم نے اور عتاب بن بشر روایت ابو داود
 میں توشیح کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے بخاری ساتھ ساتھ عتاب کے اور وہ جو مروی ہے صاحب تصحیح نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ نہیں ہے زیور میں کوۃ کہا بیقی نے باطل ہے نہیں ہے اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات میں
 اور یہ مروی ہے جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہیں ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اسما سے سوۃ وقوف ہیں اور معارض میں
 اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو
 ابن ابی شیبہ نے اور ابن سعد و شمس نے کہ زیور میں کوۃ ہے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف
 بیوی سالم کے کہ نکالے زکوۃ اپنی بیٹیوں کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عطار
 اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد کہ کہا انھوں نے وَفِي الْحُمَى زَكَاةٌ لِّعُنَى زَيْوَرٍ مِّنْ كَوْتِهِ ہُو
 بھی روایت کیا عطار اور ابراہیم غمی سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں کوۃ ہے اور بہت سے آؤ اس باب میں
 اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہیں ادا کی انھوں نے زیور میں کوۃ معارض ہے اوسکے جواب پر گذرنا تو صحیح
 نہ ہا مام صاحب ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعَلَيْهِ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں حصہ دیا جاوے گا
 اور چالیسواں حصہ درہم سے کرینگا اگر اوس میں فقیرون کو نفع ہو کہ یادینا سے کرینگا اگر اوس میں زیادہ نفع ہو اور جب نصابت
 پانچواں حصہ بڑھاوے گا تو اوس میں بھی حساب سے زکوۃ واجب کی جیسے دوسرے درہم میں چالیس بڑھاوے تو ایک درہم اور زکوۃ
 میں دینا پڑے گا اور جو اتنی بڑھیں دو بڑھاوے گا اگر پانچواں حصہ سے نصابت کم بڑھیں تو کچھ لازم نہیں آتا ف اور
 صاحبین کے نزدیک جو دوسو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب واجب کی چاہے پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم ہو کہ ہو
 یا نہ ہو اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اولیٰ یہ ہے کہ فرمایا حضرت معلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو پر تو زکوۃ اوسکی
 اوسکے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت معلیٰ اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ فَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ لَا يَأْخُذَ فِي الْكُسُوفِ شَيْئًا يَنْبَغِي حُكْمُ كَيْفَا اَوْ كُنُو بِي مَعْلِيٍّ اللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَكُونُ لَكُمْ لَكُمْ
 کچھ نہیں چالیس تک جو چھین کسرت واقع ہیں ان میں کوۃ نہ دی جاوے گی مثلاً دوسو پر بیس ہیں تو پانچ درہم اور آدھا درہم
 اور دس ہیں تو پانچ درہم اور بیس ہیں تو تین حصے درہم کا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے اور

منہاج

ضعیف ہے ساتھ سنہال بن خرم کے اور کہا عبدالحق نے احکام میں کہ روایت کیا ابو اویس نے عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے دادا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب اسطے عمرو بن خرم کے کہ نہیں دیکھا ہے صدقہ یہاں تک کہ پونچھ دوسرے ہم کو تو اوس میں پانچ میں اور ہر پالیس میں ایک ہوا زمین ہر پالیس کے میں صدقہ اور وہ کتاب بن خرم میں روایت نسائی اور بن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چار ہستے پانچ دہم میں اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس کے ایک ہم ہوا روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَالِصِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَمَا زَادَ عَلَى الْيَمَانَيْنِ فَبَعَثَ كُلَّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا هَكَذَا دَرَاهِمٌ** یعنی لکھا حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسیٰ اشعریؓ کے اور لیکن جو زیادہ ہو دوسو پرتو ہر چالیس دہم میں ایک دہم ہوا ایک روایت میں ہے کہ لاؤ جو تمہا حصہ دسویں حصے کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس دہم سے ایک **ص** اور اگر دہم میں کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ اوسی کا اعتبار ہو گا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زیادہ ہو تو اونکی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیچ سال میں نقصان ہو جائے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوس کے پاس اوس سال میں نصاب یعنی دس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں دس دینار ہو گئے زکوٰۃ وہی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملا جاوے گا اور اسباب و نمونہ کی طرف ملا جاوے گا مثلاً اگر اوس کے پاس دس دینار اور نوے دہم تھے قیمت اسکی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اسی حدیث کے نزدیک واجب ہوگی اور جب اس کے پاس دس دینار اور سو دہم تھے کے نزدیک واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ یا گزدار پر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہوا اور کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال میرے اوپر نہیں گذرا ہو یا قرض میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا تم کے اور مال میں کہا کہ شہر میں فقیروں کو دیکھا ہو تو عاشر اوس کے قول کو بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سوا تم میں کہ فقیروں کو دیکھا ہوں تو اوس کا قول سچ جائے کیونکہ سوا تم فقیروں کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوسکو صرف میں اوس کے صرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں دوسرے عاشر کو دے چکا ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوس کا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر سے نہ چھپا جو دوسرے فعل سلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے وہی کا بھی اعتبار کیا جاوے گا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہے تو سچ جانا جاوے گا اور اوس کے کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان عاشر چالیسواں حصہ لیے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے ہوا ان اگر مال اوس کا نصاب کو پہنچ جاوے **ف** اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کیا امام محمدؒ نے حضرت عمرؓ سے کہ سچا اوسوں نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ لے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں جو تمہا حصہ دس حصوں میں ہے اور ذمیوں کے مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں ہے اور حربی کے مال سے دسواں حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور ابو یوسف نے **وَاللّٰهُ اعْلَمُ** اوس کا کہ کافر ہمارے تاجروں سے لیتے ہیں معلوم نہ ہو کہ اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوسنا ہی ہم بھی اوسے لےوینگے اگر کل مال نہ لیتے ہوں تو اگر کل مال حرب ہمارا کل مال لیوں تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نہ لےوے گا اور اگر نصاب کے کہ تو اوسے نہ لیا جاوے گا اگرچہ اوسنے اقرار کیا باقی نصاب کا گھر میں یا اور اگر کل حرب ہم کو نہ لےوے کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اوسے لےوینگے

ذمی دس کا لڑکا
کہتے ہیں جس
اسلام میں مال
ذمی کی ہوا
اوسے چھپا دیا
اور حربی سے
مال نہ لےوے
منہاج

سلا
ہاں یہ کوئی دوسرا
جائے سے نہیں
نقص نہیں ہوتا
مستند مذکور
عصم
جس غلام
سہلی امتاعت ہو
کام سے تو دیکھو
عہدہ دھن کے ہیں

محمد بن عبد اللہ عروسی
محمد بن عبد اللہ عروسی

اور اگر عربی سے عشرے لیا اور پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشر پاس سے گذر اگر دار الحرب سے آیا ہو تو اس سے دو بار دوا جان
لیا جاوے گا اور اگر لوٹ کے اپنے وطن جاتا ہو تو نہ لیا جاوے گا اور جو می شراب لیکے گذرے تو مبیوان جسد لیا جاوے گا اور جو مین کچھ
نہ لیا جاوے گا فقط شراب یا سو کو یا دونوں کو لیا جاوے گا یا امام ابو حنیفہ کا مذہب ہو اور شافعی کے نزدیک کسی کا مبیوان جسد نہ لیا جاوے گا
اور نزدیک امام زفر کے دونوں کا لیا جاوے گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونوں کو لیکے گذرے تو دونوں کا مبیوان جسد لیا جاوے گا
اور اگر فقط نزدیک کے گذرے تو نہ لیا جاوے گا مبیوان جسد لیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص اپنے اہل بیت سے لے کر مبیوان جسد لے کر گذرے تو نہ لیا جاوے گا
اور اس مال سے عاشر کچھ بچا ہو اس کو وہ مال اس کے پاس امانت ہو مگر یہ مال منابر میں اگر اس کا حصہ نہ ہو تو اس کے حصے کو اس کے
لیا جاوے گا اور اگر کوئی غلام یا دونوں کے گذرے تو اگر قصداً ہو تو کچھ نہ لیا جاوے گا اور اگر قصداً نہ ہو تو اگر کوئی اس کا حصہ نہ ہو تو اس کے حصے کو اس کے
لیا جاوے گا اور اگر کوئی غلام یا دونوں کے گذرے تو اگر قصداً ہو تو کچھ نہ لیا جاوے گا اور اگر قصداً نہ ہو تو اگر کوئی اس کا حصہ نہ ہو تو اس کے حصے کو اس کے

باب رکاز کے بیان میں

رکاز اس مال کو کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہو اور خزانہ رکھا جاتا ہو کان حصے کی انوش
اس کے زمین خراج یا غنیمت میں ہو یا پتھران حصہ واجب ہوتا ہو **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں
پانچواں حصہ ہی اخراج کیا اس کا صحاح ستہ والوں نے **ص** اور باقی سب اپنے والوں کا ہو اگر لوں میں کا کوئی مالک نہیں ہو
اور اگر وہ زمین کی ملک ہو تو باقی مالک کو ہو اور اگر کسی کے زمین کچھ نکلا تو اس میں کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو
اس میں ایک وایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہے اور مویون اور غیر مویون میں اگر پہاڑ پر طبع ہو تو زکوۃ ان میں نہیں
ف اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ **الخمس فی المنجی** یعنی زمین ہی پانچواں حصہ پھر میں اور یہ حدیث
ہر اس میں ہو اور اس لفظ سے نہیں ملی مان وایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لا ذکوۃ فی حججہ یعنی میں
زکوۃ پھر میں دو طریقوں سے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا بسبب عمر بن ابی عمر کا عی کے اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد اللہ عروسی کے
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عکرم سے کہ نہیں مویون اور زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں اور ایسا ہی ہو عربین
اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زکوۃ کی قسم سے دیاسے نکالی جاوے اس میں پانچواں حصہ ہو
اس واسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس غنیمت سے اور یہ حدیث بیابان میں ہو اور روایت کیا اس کو قاسم بن سلام نے کتاب الال
میں لیکن سنا اس کا ضعیف ہے علاوہ اسکے کہ ما شیخ ابن العمام رحمہ اللہ علیہ **ان یقولوا عن عی رضی اللہ عنہم** کچھ
اصلاً انتھی میں ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ نہیں سمجھتا ہوا مگر لیکن روایت کیا عبد اللہ الزرائق نے **ثنا معمر** ع
سماع بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذوا من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے
پانچواں حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری کہ لیا انھوں نے عنبر اور مویون میں پانچواں حصہ ہو اور روایت کیا شافعی نے
ابن عباس سے **ان الزاویہ بن سعد کان عاملاً یعدن سأل ابن عباس عن العنبر فقال لو کان**
فیہ شیء فان الخمس لینی یوجبا ابن عباس سے عنبر لیا کہ اگر ہوا اس میں کچھ تو پانچواں حصہ ہو اور اس سے شک معلوم ہوتی ہو
دلیل جاری یہ ہو روایت کیا ابو حنیفہ کتاب الاموال میں اور شافعی نے بھی **ثنا ابن ابی مریعہ** دَاوُد بن عبد اللہ
الطائری سمعت عمر بن دینار یقول عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر الخمس

کہا میں عباس کے نہیں ہر عین میں باپچوان حصہ اور کما حد شاکر وان بن معاویہ عن ابن ابي عمیر الملاحی
عن ابی الزبیر عن جابر بن جریج اور جابر بن جریج ابی اسلمی وی ہر حصہ جو خزانہ کے ہر حصہ اور کما حد شاکر وان بن معاویہ عن ابن ابي عمیر الملاحی
سے پہنچنے والے جیسے لفظ یعنی بڑی چیز کا حکم ہو اور اگر سکے کم کا ہو تو باپچوان حصہ لازم آویگا اور باقی بے نالے کا اگر وہ زمین
اوسکی ملک میں اور زمین جو مالک الی سلام کی فتح کا ہو اوسکو ملکا اور اگر تاجر ہمارا اس لیے کہ دار الحرب میں گیا اور وہاں کان پانی نہ ہو
اور اگر کسی حربی کے گھر میں پانی تو گھر کے مالک کی ہو اگر زمین میں دار الحرب کے جو کسی ملک میں ہو پانی باپچوان حصہ و کان زمین باقی ارباب کا

باب زکوۃ خارج کے بیان میں

زمین عشر کی شہد میں اور پہاڑ کے شہد میں اور سیو میں اور زمین میں نخلنے والی چیزوں میں برابر ہر حصہ اور کما حد شاکر وان بن معاویہ عن ابن ابي عمیر الملاحی
یامینہ نے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق نمون یا برس بھر باقی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سوان حصہ لازم آویگا اور زمین
اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل یعنی
چار سیر کا ہوتا ہے **ف** لیکن شہد سوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہ ہو سو اس واسطے کہ روایت کیا بخاری نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو ترکے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوس میں سوان حصہ ہے اور جو ڈول وغیرہ
پانی دیا جاوے تو اوس میں سوان حصہ ہے اور حدیث میں مطلق ہے اور ذکر پانچ وسق کا نہیں ہے تو محمول ہوگی اطلاق پر اور اس
باب میں بہت آثار ہیں کلا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اٹھ گے کم یا بہت اوس میں سوان حصہ ہے اور کمالا
ماندا اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ماندا اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ
حدیث نخعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں سوان حصہ ہے اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لیس فی ساد و خمسۃ
او سقی صدقۃ نہیں ہے پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور اوپر یہ حدیث گزرجی روایت کیا عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ انھوں نے گھاطوں میں کہ یہ کیا جاوے شہد والوں سوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے سوان حصہ نقل کیا یا ابن جہان نے اور روایت کیا شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے
کہ آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے
اور سپر ہو گیا اور عادل کیا ہو کہ بوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوجب آئے وہ اپنی قوم پر کہ اسی قوم ادا کر و زکوۃ شہد کی ہو
نہیں بہتری ہے اوس مال میں کہ نہ دی جاوے زکوۃ اوسکی کہا انھوں نے کیا جلتے ہو تم یعنی کتنی زکوۃ دیوں کہ مالہ سوان حصہ
دیا پیغمبر اوسے سوان حصہ اور لایا میں اوسکو حضرت عمر کے پاس سو بیچ ڈالا انھوں نے اوسکو ادا کر دیا اوسکو مسلمانوں کے
صدقوں میں اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسیٰ سے کہا انھوں نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے
اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض نے انھوں نے حارث بن ابی ذباب نے انھوں نے مسیر بن عبد اللہ انھوں نے
اپنے ہاتھ انھوں نے سعد اور نہیں پہچانا ابن الدینی نے والد نیکو اور پوچھا اوسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہے حدیث اوسکی فرمایا
کہ مان اور کلا ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب انھوں نے اپنے ہاتھ انھوں نے اپنے دادا کے لیتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مالے میں شہد سوان حصہ ہر دس شکوں ایک شک اور اسناد میں اوسکی ابن ابی شیبہ نے

عبداللہ بن عباس کے نہیں ہر عین میں باپچوان حصہ اور کما حد شاکر وان بن معاویہ عن ابن ابي عمیر الملاحی
عن ابی الزبیر عن جابر بن جریج اور جابر بن جریج ابی اسلمی وی ہر حصہ جو خزانہ کے ہر حصہ اور کما حد شاکر وان بن معاویہ عن ابن ابي عمیر الملاحی
سے پہنچنے والے جیسے لفظ یعنی بڑی چیز کا حکم ہو اور اگر سکے کم کا ہو تو باپچوان حصہ لازم آویگا اور باقی بے نالے کا اگر وہ زمین
اوسکی ملک میں اور زمین جو مالک الی سلام کی فتح کا ہو اوسکو ملکا اور اگر تاجر ہمارا اس لیے کہ دار الحرب میں گیا اور وہاں کان پانی نہ ہو
اور اگر کسی حربی کے گھر میں پانی تو گھر کے مالک کی ہو اگر زمین میں دار الحرب کے جو کسی ملک میں ہو پانی باپچوان حصہ و کان زمین باقی ارباب کا

ابن عبد اللہ

ابن عبد اللہ

اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے اور ضعیف کہا اوسکو اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اوسنے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ مَعْبُودٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعَشْرَ
 یعنی لیا حضرت علی المدنیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور اسی لازم میں تسک کرنا
 اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور روایت کیا ابن ماجہ ابوساریس سے کہ کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پراس شہد سے
 فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسویں حصے کو سو کہا میں نے ای رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپ نے اور ایسا ہی روایت
 اوسکو امام احمد اور ابو داؤد طحاہی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند میں کہا یہی حق ہے کہ یہ صحیح ہے جو روایت کیا گیا
 واجب ہے عشر میں اور وہ قطع ہے کہ ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ منقطع ہے سلیمان بن موسیٰ نے
 نہیں پایا کسی وجہ سے اور زمین پر صحیح شہد کی زکوۃ میں کچھ اور روایت کیا ثعلبی نے اس کے طبرانی نے معجم میں اور تھمیل کی
 اسکی شیخ ابن العاصم واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب احادیث سے زکوۃ شہد کی ثابت ہوئی اگرچہ ایک ایک
 حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے کہ حدیث عمر بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ صحیح ہے اسناد اوسکا اور زمین پایا اس میں
 کوئی قطع **ص** اور سبزون نے شہد میں یا جو چیزیں کہ برس بھر نہیں بہتیں صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ منہ فی امام صاحب
 نزدیک واجب ہے کہ مالک سبزون غیرہ کا فقیر کو صدقہ دے کہ بادشاہ اوسکو لے لیا ایسا ہی لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو زیبوی
ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو اوپر گزری کہ جو اوگا دے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو او سمین دسواں حصہ ہو
 اطلاق حدیث کا اشک نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں ہے حدیث معاذ سے کہ زمین ہے سبزون
 صدقہ اور کہا کہ زمین ہے اسناد اوسکا صحیح ہے اور زمین پر صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا امام
 نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اوسنے اسناد میں اوسکی بحق بن محیی متروک ہے ترک کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہ نے
 اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
 لیا جاو سبزون میں صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے **ص** اور لکڑی وغیرہ جیسے نخل یا گھاس میں صدقہ واجب نہیں اور
 جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دلا سے پانی دیا جاو تو او سمین دسواں حصہ دیا جاو گا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اوسکے کاٹنے
 وغیرہ کی مزدوری کا لین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گزری **ص** اور جو زمین عشری ثعلبی کی ہے او سمین جو نخل تو پانچواں
 حصہ لازم آوے گا اگر او مرد اور عورت سب ان کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیا کیونکہ او سب
 حصہ لازم آتا ہے ہمارے ترکون پر تو ان کے ترکون پر اوسکا دونا لازم آوے گا اگرچہ مسلمان ہو جاوین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے
 نزدیک اگر مسلمان ہو جاو تو دسواں حصہ لازم آوے گا اور عشری زمین کو ذمی نے خرید تو وہ خراجی ہو جاوے گی اور اگر پھر اوسکو مسلمان
 نے لیا تو پھر عشری ہو جاوے گی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاوین اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے
 ساتھ غلبہ کے لشکر میں کما عشری ہے اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبہ کے انھیں کفار پر ہنے دیا اور وہ زمین کہ اوسکے ساکنین
 صلح و خراجی ہے **ص** اگر کسی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاوے گا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

بانی سے سینچا ہی تو خراجی ہو اور اگر عشر کے بانی سے تو عشری ہو اور بانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہو اور بانی اون نہروں کا جنکو عیسویوں نے کھودا ہو جیسے نہر بڑہ جز کی خراجی ہو اور سیحون اور حیون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہروں کا بانی عشری ہو اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہو اور قریہ و نبط کے چشمے میں اگر زمین عشری میں ہو تو کچھ زمین اور اگر زمین خراجی میں ہو تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خراج او زمین لازم ہو گا اور جو زمین ہو سکتی تو لازم نہیں

باب مصارف زکوٰۃ کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ اہل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر اثنائاً الصدقات للفقراء ایہ الا یہ اخیر آیت تک ساقط نہیں ہے وہ کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہوا اب کچھ حاجت کافروں کے اٹانے کی نہیں اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرانے کے دل اٹانے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت عمر بن خطاب نے جب آیا ان کے پاس عبید بن جحین کہ یہ دین سچ ہو اسکی طرف تو جب کاجی چلے ہے ایمان لآؤ اور جب کاجی چلا کافر ہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب ہم کچھ کافروں کو واسطے اٹانے کے مال غنیمت کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور جب علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر قطع کیا اسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا اور ایک روایت میں حضرت عمر سے ہے کہ کہا انھوں نے یہ وہ چیز ہے کہ جیتے تھے مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ملا وہین دل تمھارا اور پر اسلام کے اور اب عت دی اللہ اسلام کو تو اگر تم کو جو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارا تمھارا درمیان میں تمھارا ہو اور کیا حضرت ابوبکر نے ایسا ہی اور نہ کیا انھارا اسکا کیسے مجھ سے بڑا تو ثابت ہوا اتفاق مصارف زکوٰۃ کے ساتھ ہیں ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہ ہو دو ستر سکین جسکے پاس کچھ نہیں ہے تیسرے عامل صدقہ کا اسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا چوتھے مکان تب تو اسکی آزادی میں مال زکوٰۃ سے مدد کی جاوے گی پانچویں قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب مالک نہیں چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہ ہونے خرچ کے رک گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک **ف** اسواسطے کہ کیا ہوا متصل نے ایک اونٹ کو اپنے اسکی اور میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھکانے اور سپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی اتم متصل تھی **ص** ستونین سافر کو اسکے پاس مال ہو لیکن بغیر سفر میں اسکے پاس موجود نہیں اور مالک نصاب کو درست ہو کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیکو یا بعض کو اور اتم شافعی کے نزدیک واجب ہے کہ سب مصارف میں صرف کرے اور ہر صرف میں میں شخصوں کو دیکو **ف** اور دلیل یہ ہے کہ موافق ہمارا مذہب کے روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ سے اور روایت کیا طبری سے اس کے تحت میں اثنائاً الصدقات الخ انا عمران بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ سالی اثنائاً الصدقات للفقراء والمسلکین **و** الا یہ الا یہ قال فی آتی ضعف وضعته ابن عباس یعنی کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ جس قسم میں انیس سے زکوٰۃ کو دیکو کافی ہو جاوے گی مجھے اور کہا اوسنے اخبرنا جری عن ابیہ عن عطاء عن عمر اثنائاً الصدقات للفقراء والمسلکین **و** الا یہ قال اثنائاً اوسنے اعطیت من هذا لکن انا عنک شأخص عن ابیہ عن عطاء عن عمر اثنائاً کان

میں

زید بن ریحان ہوا اور اس میں کلام ہوا اور قشیر کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن جبار نے کہ وہ صدوق ہے علاوہ اسکے جس سے کہ
ہے بلکہ میں سبط یعقوب بن یزید فوج ہوا اور روایت کیا ابو داود اور نسائی نے کہ آئے وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور حضرت تقسیم کرنے تھے محمد کو اور انھوں نے ہانکا آپ سے سو فرمایا آپ نے ولا حظ فیہا لغنی ولا لغوی مکتسب
یعنی نہیں ہر حصہ اس میں واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمائی کرنے والے کے کہا صاحب تفسیر نے یہ حدیث بھیجی ہوا کہ
امام احمد نے یہ حدیث حسن ہوا اسناد اوسکا اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث مسند حدیث معاذ کے کہ صدقہ سلمیٰ کو
امیر دون اور دیکھ اوصی کے فقیروں کو جو بیت ہوا امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھوں نے صدقہ کو واسطے الدار جہاد کرنے والے کے اور
دلیل امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں جلال ہر صدقہ واسطے غنی کے
مگر پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقہ پر اور وہ شخص کہ جس نے خرید اوسکو اپنے مال سے اور قرضہ دار جو باکریوں
لہس کی راہ میں اور مڑ سکین کہ کسینے اوسکو صدقہ دیا اور اس نے چلے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس کے واسطے درست ہے جیسا کہ
حضرت بریرہ روایتی شافعی فرمایا اوس گونسے حق میں جو اوسکو صدقہ میں ملا تھا لک صدقہ و لکنا ہذا یعنی تیرے
واسطے صدقہ ہر اور ہر واسطے ہے ہر اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قیل کو ثبت و کو ثبت فائتہ لم یفوق ثلث حدیث
معاذ فائتہ راء اصحاب الکتب السنتہ مع قرینہ من الحدیث الاخر و کو قوی قوی فائتہ لکنا حدیث
معاذ فائتہ ماکرم و ماکرم اے مینیم یعنی یہ حدیث ثابت نہیں ہوا اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی سی ہوگی
کہ روایت کیا اوسکو اصحاب کتب سے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معین ہوا آخر تک ص زکوۃ نبی کا
یعنی حضرت علی ابو عباس و جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اوس کے غلاموں کو اور کو دینا درست نہیں ف کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جلال ہر واسطے تمھارے اہل بیت صدقات کچھ اوس واسطے کہ وہ میل ہوا دیوں کے
ہاتھوں کا اور تھکے واسطے پانچویں حصہ میں پانچواں حصہ ہر جو تکو غنی کر چکا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا بخاری
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے ہم اہل بیت میں نہیں جلال ہر پاس کے لیے میل آدمیوں کا اور روایت کیا سلم
نے ایک مضمون بطول اس باب میں اور اوس کے مولیٰ یعنی جو غلام کو نکالا اور کیا ہوا اوسکو بھی درست نہیں اور روایت کیا ابو داود اور
ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو نبی فخرم سے اوپر صدقہ کے سوا کہ اس نے
واسطے ابو رافع کے ساتھ رہے کہ کو تکو بھی کچھ او میں دیکھا کہ ابو رافع نے کہ آیا میں حضرت کے پاس اور پوچھا میں نے سونے سو فرمایا کہ مولیٰ
قوم کا ان میں سے ہوا ہر واسطے نہیں جلال ہر وقت کہ تیرے نبی حدیث حسن سچ ہوا بھیج کیا اوسکو حکم نے اور ابو رافع نام اوسکا اسلام
اور باقی نام عبید اللہ ہوا اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ذی کوز کوۃ کے سوا اور چیز میں دینا جیسے صدقہ وغیرہ
درست ہوا ف اور زکوۃ درست نہیں کہ یہ حدیث معاذ میں ہر کہ صرف کر زکوۃ کو سلمیٰ توں فقیروں میں ہر ذمی کنہ ہر
اور اگر مالک انصاری کے سیکو زکوۃ دیدی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ صرف نہیں جیسے وہ غلام یا کاتب یا کسا نکلا پھر کو مالک زکوۃ کو اور اگر
معلوم ہوا کہ اوسکا باپ یا کسا یا غنی یا غنی نکلا تو پھر نہ مالک زکوۃ کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھلا ہوا اور
مسئلہ زکوۃ دینی اتنی کہ ایک ان کو اوس کے سوال سے بڑا وہ کہے اور سارا انصاف دینا ایک فقیر کو شادوسی دہرہ جبکہ وہ غنی نہیں

یعنی غنیوں کا مال میں پانچواں حصہ کا پانچواں حصہ تھا جس واسطے ہوا مسئلہ مذکور

کردہ ہو اور مال زکوٰۃ کا دوسرے شہر میں بھیجا کر وہ ہر گز اپنے عزیز و کومہ یا اونکو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہیں

باب صدقۃ فطر کے بیان میں

صدقۃ فطر کا گہون یا او سکے آنے یا او سکے ستو سے یا سو کے انکو سے آدھ صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع سہین
 اٹھ رطل یا سو ساکوف صدقۃ فطر واجب ہر کوئی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ عید فطر کی یعنی عید
 اوسکا پاکی ہو واسطے سہل نون کے لغو اور رفق سے اور کما ناہی واسطے سکیں کے سوچنے لگا دیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوٰۃ
 مقبول ہو اور جس نے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہی صدقہ توحید روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
 اور کما دارقطنی نے کہ نہیں ہو اور سہین کوئی مجموعہ ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہائے بیان کی ہر کہ فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کہ ادا کرو ہزار دواؤں غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گہون یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو
 روایت کیا اوسکو ثعلب بن صغیر عدنی نے اصغیر عدنی نے یعنی اختلاف ہو سہین کہ عدی دال سے ہی یا عدی ذال اور کسے
 تو وہ حدیث موسیٰ بن سنان ابو داؤد اور دارقطنی اور سند عبد الرزاق میں اور اختلاف ہو اوسکی نسبت اور نام اور مترجم حدیث میں
 لیکن اختلاف نسبت میں جو یہ ہر کہ عدی ہی یا عدی ذال کے پیش اور کسے تو بعضوں نے کہا ہو کہ عدی ہی نسبت ہر
 ساتھ اوسکے بڑے دال کے اور کہا ہو کہ عدی لوری بھی صحیح ہو اور ذکر کیا اوسکو مغرب غیر میں اور صحیح کیا ابو علی غسانی نے
 عدی کو کو کثرت اوسکی ابو محمد ہر اور اختلاف نام میں جو یہ ہر کہ وہ ثعلب بن ابی صغیر ہر یعنی ثعلب بن عبد اللہ بن ابی صغیر ثعلب
 بن عبد اللہ بن صغیر اور اختلاف متن میں ہر ایک روایت میں ہر صدقۃ الفطر صاع مین یا اوقیہ عن کل رأس
 یعنی صدقۃ فطر کا ایک صاع ہر کھجور سے یا گہون سے ہر آدمی کے بچے اور ایک مین ہر صدقۃ الفطر صاع مین یا اوقیہ عن کل رأس
 کل اشئین یعنی صدقۃ فطر کا ایک صاع ہر گہون سے دو آدمیوں میں کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہو تحریف رأس کی طرف اشئین کے اتنی
 لیکن یہ احتمال بھی ہو کہ چونکہ اکثر فقہوں میں اخطائین کا وارد ہو کہا عبد الرزاق نے اخطائین یا جریر عن ابن شہاب
 عن عبد اللہ بن ثعلبۃ قال خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس قبل یوم الفطر یعلم
 او یحسین فقال اذوا صاعا ثم یؤن اوقیہ بین اشئین او صاعا ثم یؤن اشئین او شعیب بن علی عن عبد اللہ بن صغیر
 او کثیر بن خثیمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن جو کہا کہ ادا کرو ایک صاع گہون سے دریا
 دو آدمیوں کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہزار دواؤں غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ صحیح ہو اور روایت کیا بخاری سلم بن
 وغیرہم نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو رمضان کو لوگوں پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے اوپر ہر
 آزاد اور غلام مرد اور عورت کے سہل نون میں اور ایک روایت میں ہر کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کا اور لارحم
 کہ حجت کبریٰ ہوا اوس میں سے جسکو روایت کیا مالک نے مستدرک میں ابن عباس سے انہ علیہ السلام امر صا رخا
 یطعن مکتہ ینادی ان صدقۃ الفطر حق واجب علی کل مسلم صغیر او کثیر یحجر او قتلوا الحدیث
 یعنی صدقۃ فطر کا حق ہو واجب ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث کہا اور امام شافعی کے نزدیک سب چیزوں
 میں سے ایک ہی صاع ہو اور میل لائے نہیں ساتھ حدیث ابو سعید خدری مگر ہر کہ لیتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بہار

زکوۃ فطر کی ہر چوڑے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اوقط سے یا ایک صاع حب یا کھجور سے یا گلو خشک سے تو ہم ایسا ہی کھاتے ہیں یہاں تک کہ کئے مساویہ کج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں سے منبر پر تو کھانا کھانے کا جانتا ہوں کہ دو گیسوں شام سے برابر ہونے ایک صاع کھجور کے تولیا او سکھ لوگوں نے اور میں ایسا ہی کھاتا تھا جیسا کہ کھاتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت مدینہ میں ہو رہی ہیں ایک حدیث نقل کی جو اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے حسن انھوں نے ابن عباس کے خطبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں بکھر کر میں ہو گا کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع کیونکہ آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے بھی فقہ ہیں مگر حسن نے نہیں بیان کیا عباس سے تو وہ مسل ہو اور ہر ایک نزدیک مسل حجت ہو اور روایت کیا ابو داؤد و مرسل میں سعید بن مسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی دو گیسوں اور روایت کیا او سکھ و اوسی کما متفق میں اسناد او کا صحیح ہو مانند قصاب کے اور ہذا او سکھ مرسل میں ہر کر تا ہو اور مرسل سعید کے حجت ہیں اور نہایت ملول کیا اس مقام میں شیخ ابن الہمام نے اوضیف کیا امام شافعی کی سبیلوں کو اس باب میں جس کا جی چاہے دیکھ لیوے اور جہنہ بوجہ خون تطویل کے ترک کیا **ص** اور مراد صاع سے صاع عراقی ہو اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہو اور من پچاس تار کا ہوتا ہو اور ستار ساڑھے چار مثقال تو اس حساب سے من ایک سو اتنی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہو **و** اور دلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا صاع حجازی ہے چھوٹا ہو اور اس میں شش کہ ثبوت میں کلام ہو لکن روایت کیا ابن جابر نے اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہو صاع حجازی ہے اور ہمارا بڑا ہو اور مدون سو فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے قلیل میں اور کثیر میں اور ہر کھو ساتھ ایک برکت کے دو کتبیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع بائج ظل اور تھائی ظل ہو اور دلیل اوکی یہ ہے کہ وہ آئے مینے میں اور دیکھا قریب پچاس آدمیوں کے انصار اور مہاجرین کی اولاد میں کہ صاع انکا بائج ظل کا تھا اور کچھ زیادہ اور کھانا انھوں نے کہ یہی صاع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کھانا انھوں نے ترک کیا مینے قول ابو حنیفہ روایت کیا او سکھ بھیقی نے اور مروی ہو کہ نہ غلطو کیا اسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اور ان صاعوں کے لئے تھے او سکھ وہ لوگ سورج عکس ہوا ہوئے طرف انکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ کے برابر دو طلوع کے غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ طلوع کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ بن مریم بن یقون میں روایت کیا او سکھ واقطنی نے اور ضعیف کیا او سکھ و او جابر سے بھی روایت کیا او اسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا او سکھ ساتھ عمر بن موسیٰ اور یحییٰ صحیحین میں ہو اور وزن ان میں صاع اور مد کا مذکور نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لے صاحب ہدایا اور کہا کہ ایسا ہی تھا صاع عمرہ کا اور روایت کیا او سکھ ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن آدم سے کہا کہ سنائے حسن بن صالح سے یقول صاع عمرہ کا ثمانہ ادرکال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمرہ کا آٹھ رطل کا ہوتا ہو اور کما شریک نے کہا کہ شریک سے اور کم تھے آٹھ رطل سے اور روایت کیا مانند اسکے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا او سکھ و اوسی میں ہر حال یہ روایت صحیح ہو **ص** اور اگر صدقہ فطر میں کچھ گھون پے بغیر اسکے گئی ہوں کوئل سے ناپے درست ہو اور امام محمد کے نزدیک نہیں کیل کے درست نہیں او کیوں نہ یہ مستحب ہے

۴۰
تقریر دینی
سجده شریف
وچین کے سبب
نہایت تیر
تھکے تھکے
نہایت تیر
نہایت تیر
نہایت تیر

۴۰
تقریر دینی

صدقہ مذیوے اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک غصاب کا یعنی غنی ہو بلکہ اوسکے مال سے دیکو اور سبک
کی طرف سے اور اوس غلام کی طرف سے جو تجارت کے واسطے ہو اور اوس غلام کی طرف سے جو بھاگنے والا ہو نہ دیکو مگر جب بعد جانے
کے پھر آیا ہو تو اوسکی طرف سے دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شرک کے بیچ میں ہو وہیں تو اون غلاموں کی طرف سے کسی شرک کے
صدقہ واجب ہو گا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دو فون پر واجب ہو اور اگر ایک کے اختیار سے بیجا گیا تو جسکا ہوا
عید الفطر کی صبح میں اوسبہ صدقہ لازم آویگا **ف** یہ اختلاف اوس معرت میں ہو کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسی
نزدیک کسی پر صدقہ واجب ہو گا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص سلمان ہو یا پیدا ہوا
عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوسکے لیے واجب ہو گا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہی تو جو
اسلام لاویگا یا پیدا ہو گا رات کو عید کی اوسپر واجب ہو گا نزدیک افسانے اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہر نزدیک صدقہ
اوسکی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیسے نزدیک آویگا
اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی ہر ابن عمر سے کہ فرض کیا رسول اللہ
علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا یہاں تک کہ کما اور تھے وہ دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور سبب یہ صدقہ فطر کا صبح ہونے
کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اسکی یہ کہ روایت کیا حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جسکی زیادت
ساتھ ایک آدمی منقول ہوا ثنا ابوالعباس محمد بن یحییٰ بن یحییٰ ثنا محمد بن ابی حمزہ الشعمی ثنا انیس
بن حماد ثنا ابو معشر بن یحییٰ عن ابن عمر قال قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخرج صدقة الفطر
عن كل صفتين فكذلك جاز وعبد صاعا ثمن تمر او صاعا ثمن زبيب او صاعا ثمن شعيرة او صاعا ثمن قمح
وكان يأمن نأان نحن بها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها قبل
ان يتصرف الى المصل يقول اخفوا هم عن الطوائف في هذا اليوم يعني حکم کیا کہ جو حضرت علی علیہ وسلم
صدقہ فطر کا چھوٹے سے آڑے سے بالتمام ایک صاع کچھوٹے یا خشک گور سے یا جو یا گہوے اور حکم کرتے تھے ہر کوئی کا لین صدقہ کو قبل
نہا کہ اور تھے رسول اللہ علیہ وسلم تقسیم کرنے تھے صدقہ کو قبل طواف کے طواف عید گاہ کے اور کہتے تھے کہ بے پروا کرو اور کوئی چھوٹے سے نفی نہ کرو
غنی کو دھال گئے سے **ص** اور اگر تاخیر کے ذمے میں تو اس کے ذمے سے بغیر ہونے سزا کا نفاذ اس واسطے کہ صدقہ فطر واجب ہر گز ساقط نہیں ہو سکتا

کتاب الصوم

کہا اپنا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب نکلنے تک ساتھ نہ لے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہر مسلمان ماعقل
بالغ پر اور اگر ایسی اوسکا فرض ہو اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جائے تو قصدا بھی فرض ہو اور روزہ نذر اور کفار کے کا واجب ہے
مور اسکے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صیغ یہ ہو کہ روزہ نذر اور کفار کے کا بھی فرض ہو اور واجب مراد اس حال پر فرض ہو
اور ثابت کیا اوسکو صدقہ الشریعہ نے **ص** اور ہر گز میں لکھا ہو کہ روزہ رمضان کا فرض ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تبت
علیکم القسیام یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہو تو اسید واسطے انکار کرنے والا اسکا کافر ہو اور
نذر کا بھی روزہ ایسا بھی واجب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکیلون مؤکذون سہم یعنی پوری کریں نذرین اپنی اور باقی تفصیل کی

اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہے سنن البیہقی ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ بچہ سینہ چاند کو ماحسن نے یعنی چاند رمضان کا سوچو چھا اوست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گواہی دینا ہی تو اس بات کی کہ نہیں ہو کوئی مہود سوا اللہ کہ کہا کہ ہاں پھر بوجھا کہ گواہی دینا ہی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کہ ہاں فرمایا ای ہلال بچا کہ کو کو گوج کہ روزہ کھینچ یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اور اسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں کہاں ہے روزہ کا بدون نیت کے جیسے لا صَلَوةَ اِلَّا بِغَايَةِ حَقِّ الْكِتَابِ اور لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ اور لَا صَلَوةَ لِلْعَبْدِ الْاَيُّوبِ اور لَا صَلَوةَ فِي الْاَرْضِ الْمَغْصُوبَةِ اور لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ اور سوا اسکے وَاللّٰهُ اعْلَمُ **ص** اور اگر نیت فقط روزہ کی کرے کہ میں روزہ اللہ کا کل رکھوں گا اور معین کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاوے گا اور اگر رمضان کے پہلے میں دو سوکر واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان یا سافر رمضان دو سوکر واجب کی نیت کی گئے تو وہ ہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی مگر کہ میں فلاں روزہ روزہ رکھوں گا اور اوس روزہ سوکر واجب کی نیت کی تو وہ ہی واجب ادا ہو گا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض ہو نفل کا روزہ ادا ہونا ہی نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور دوپہر کے بعد **ف** اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہو اوسکا جسے نہیں نیت کی اوسکی رات سے اور حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دہرائے تھے اور پھر بوجھتے تھے گھر میں آنکے کچھ کھانیکو ہو سوا کہ کہا جا کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں اور اگر کہا جاتا تھا کہ پھر کیا ہے اور نیت کر چکے تھے روزہ کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر وغیرہ معین کیو اسطے شرط ہے رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابرو چاہیے تیسویں رات میں شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ رکھیں **ف** کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو تو اگر پھر ہو تمھارا اور پھر ہو پھر کی کر گنتی شعبان کی تیسویں **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہو دن شک کے رمضان مگر نفل ایسا ہی ہے تو کہ میں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ حدیث کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن ہریرہ نے مذکور ہے میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو صاحب سنن ابی یوسف اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد میں انطیس سے مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشَافِي فِيهِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ یعنی جسے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰهُ اعْلَمُ تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور اگر دو سوکر واجب کا روزہ اوس دن کھانو کر وہ ہی اور ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم نہ ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم نہ ہو کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا صحیح ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ رکھنے کا ہوا و زمین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر راشین
 شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اوسکا درست
 اور کروہ ہی کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور زمین تو دوسرے واجب کا ہی یا نہیں تو دوسرے
 نقل کا ہی لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور باقی دو صورتوں میں نفل ہو جاوے گا اور جس شخص نے
 رمضان کا یا عید کا چاند کیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دو نفل صورتوں میں اگرچہ اوسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا
 روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو سوا سولے کے فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا الْحَقَّ يَوْمَ الْاَقْطِصِ وَالْحَقُّ يَوْمَ لَيْسَ يَوْمَ رُكْعُوْهُ جَانِدُ يَكْفِيكَ اور افطار کرو چاند دیکھے
 یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
 قاضی کے نزدیک مقبول نہ ہو اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصدا چاند دیکھے اوسنے افطار کیا اور ہمارے
 نزدیک سوا سولے واجب ہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور حد
 اور کفارہ دفع ہو جائے ہین شک اور شبہ سے کذا فی اللہ ایدۃ اور اقل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اس
 اختلاف پر مشائخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن چوگر کر لیے تو روزہ موقوف کرے جب تک کہ امام موقوف
 کرے سوا سولے کے جو بے سوا سولے احتیاط کے ہی اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے
 افطار کیا تو اوسپر کفارہ نہیں **ص** اگر آسمان میں بلی یا غبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے
 اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زانی تمہد کسی کو لگائی ہو تو اور اسکے بدلے میں وہ کو مارا گیا ہو اور پھر اسے توبہ کی ہوتی
 اور امام شافعی کے نزدیک وہ آدمی لازم ہین اور دلیل اوپر یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو اصحاب بنی اربعہ نے اسے سچ کہا یا ایک اسرائیلی نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا سینے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں ہر کوئی معبود سوا اللہ کے
 کہا اوسنے مان پھر پوچھا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا اوسنے کہ مان فرمایا کہ اسی بلال پکارو لو گون کو کہ
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور سننا جس حدیث کو **ص** اور شوال اور ذیحہ میں مریا ایک مرد اور دو تین مردین کہ چھ چاند دیکھا
 یعنی گواہی دین **ف** اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اس میں بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہے تحفے میں اور کہا
 اوسمیں کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اسکو موافقت کرتی ہین احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہارے اسکو اختیار
 عین کیا **ص** اور جب کوئی آسمان میں علت ہو تو اور مطلع صاف ہو تو شرط ہے کہ تینوں ہفتوں کے واسطے ہر چہ
 آدمی ہوں تو اوکا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا کروہ ہو کہ اسکے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے
 چاند کی گواہی دی اور آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن ذکر رکھے اور تیسویں روز پھر سوا سولے ایک شخص کی گواہی
 افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل ہوں اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جاوے گا **ف**
 اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کیونکہ زمین تو معلوم ہے کہ تیس دن زیادہ نہیں ہوں گا دوس ایک شخص کی گواہی سے روزہ رکھنے میں ہوتی تھی بلکہ
 حسب تیس دن ہو چکا ہے ہذا ضروری ہوگا اویکی ایک گواہی ہی اور ایک دوسرے شخص کی ملے دو گواہی ہو تو لازم ہو گیا **ف** واللہ اعلم بالصواب

باب وزے قفسہ ہونے کے بیان میں اور اوٹلی قضا اور قضا کے محل میں

جو شخص قضا بجا کرے باجماع کھانے پر قبل یا بعد میں یا کچھ کھائے یا کچھ نہ کھائے اسے سو بادا کے لیے یا بچھا لگا دے اور معلوم ہو کہ کوئی روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھانے کا ہو تو ان صورتوں میں قضا روڑ کی کرے اور کھارہ دیکھ جیسے نماز کا کھارہ ہوتا ہے اور کھارہ فطر رمضان کے روزہ قضا توڑنے میں ہوا تو روڑ کرے کیونکہ اسے نہیں **و** قضا اسے کہنے میں کہ اپنی سوئی کسی عضو کو جو حرمین کہ اوپر حرام ہیں ان کے عضو سے تشبیہ دیکھ اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر روڑ کرے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے لیکن قضا کھانے یا پینے سے سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سو اس پر سو ہی جو ظہار کرنے والے پر روڑ کر لیا اسکو صاحب ہارینے اور یہ حدیث نہیں ملے لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اس نے رمضان میں یکہ آزاد کرے ایک غلام پر روڑ کرے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور جماع بھی روڑ کرے کو افطار کرنا ہو وہ بھی اسی میں داخل ہوا اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کو کہا اس نے کہ جماع کیا سینے اپنی عورت کے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا بانا ہی تو غلام کو آزاد کرے اسکو کہ نہیں فرمایا کہ نہ کھانا ہو تو دو مہینے روڑ کرے کہ نہیں فرمایا کہ تو طاف کرکھتا ہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے کہ نہیں فرمایا بیٹھ تو لا ہی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوکر لے کر اس میں کچھ تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اسکو فقیران پر کہ اسکو اس سنا ہی سوال میں نہیں فرمایا وہ مجھے فقیر کوئی تصدق کی نہیں تو شہر کے کناروں تک لے کر اس کے جج میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سیکر گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا کہ آگ کے دانت آپ کے ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ لے جا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو گماز ہر سچ کہ یہ اس کے واسطے خاص نصحت تھی اور اگر کوئی شخص اپنا یا اس کے تو نہیں چارہ ہو اسکو کھارے سے اور واقع ہوا روایت ہارین میں کل أنت وعبادک حججناک ولا یحججناک احدک بعدک یعنی تو کھائے اور یہ سے عیال کافی ہو جاوے گا تجھے اور نہ کافی ہو گا سو اس پر کسی کو بعد سے لیکن کہا ابن الہمام کہ یہ قول کسی طرح سے نہیں اس حدیث کے نہیں جو اظہار ہو یہ کہ یہ خصوصیت ہے کہ نہ دارقطنی کی روایت میں جو فقد کفر اللہ عنات یعنی کفارہ قبول کیا اللہ یہ تجھے واللہ اعلم **و** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو تو کھارہ کو روزہ یاد تھا اور نقل کرنے لگا تھا تو جس کے حلق میں بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کھینچا اسکو برہستی افطار کر دیا یا ہتھ لیا یا ناک یا کان میں دانی ڈالی یا سر کے زخم میں دال گاٹی اور داغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگاٹی اور اس کے پیٹ میں دانی لگی یا اس نے سگر نہ کھلایا پھر سو نہ اپنی خواہش سے تو کی یا کھلایا یا افطار کیا اس شب سے کہ رات ہو اور وہ دن تھا یا بچھلے سے کچھ کھالیا تو شب بد کہ کہ برابر روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھانا یا عورت سوئی تھی اور جماع اس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام میں نہ روزہ کھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ فطر **و** روایت کیا ابو یعلیٰ بن یعلیٰ نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار اس چہرے سے کہ داخل ہوگا اور نہیں ہو اس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لا یشک فی شؤہم سو تو قضا علی جماع کر

یعنی نہیں شک ہوا اسکے ثبوت میں ہونے کی ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں ہے تفسیراً کہ کہا ابن عباسؓ اور کرم اللہ وجہہ لہ فیہ فطر اوس کے
 جو داخل ہوا اور نہیں ہوا اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہؒ نے **حَلَّ شَاوِکَیْمَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ ابْنِ ظَبْيَانَ**
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَکِیْسٌ مِمَّا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن سعدؒ کو کہا انھوں نے سوال کیا
 جو نکلے اور زمین ہوا اوس سے جو داخل ہو اور فطر روز زمین اوس سے جو داخل ہوا اور زمین ہوا اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علیؓ رضی
 بھی یہی قول مروی ہو کہا اوسکو یہی نے **ص** اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد نہ تھا یا سو یا اور اوسکو استحلام ہوا
 یا کسی کی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگا یا کسی کی نصیبت کی یا اوپر تر غالب ہوئی اور اوس نے کسی یا جنب تھا
 اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ میں نیل ڈالا یا غبار یا دھواں یا کمی اوس کے حلق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ
 نیکیا **ف** روایت ہے صحیحین میں غیر ہما میں حضرت ابو ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے
 اور روزہ سے ہو سو کھایا یا پیا تو تمام کرے اپنے روزہ کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالیٰ نے اور پلایا اوسکو اور پہلے میں کہے
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوس نے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا یا کھلایا اور پلایا
 اللہ تعالیٰ نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ
 میں روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مینے بھولے سے سو کھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا یا کھلایا
 اللہ نے اور ایک لفظ میں ہے کہ **قَضَاءٌ حَلِکَ** اور روایت کیا اوسکو ہزارے ساتھ لفظ جماعت کے اور زبادہ کب اوس میں
قَالَ قُطَيْبٌ وَانْفِرْ اور روایت کیا ابن حبان ابو ہریرہؓ **اِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ اَقْطَلَ فِي**
رَمَضَانَ تَاْسِيَةً فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ یعنی جس نے انکار کیا رمضان میں بھولے سے تو نہیں تضامی اور پورا
 نہ کافہ اور روایت کیا اوسکو حکام نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بقیہ میں معرفت میں **تَقَرَّرَ بِهٖ اَلْاَضْرَابُ عَنِ مَحْمُودِ**
بْنِ عَمْرٍو وَكُلُّهُمْ تَفَاتٌ یعنی منفرد ہوا ساتھ اوس کے انصاری محمد بن عمرؒ اور سب ثقہ ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 میں خبر میں کہ نہیں انکار کرتی ہیں روزہ دار کو جماعت اور قی اور استحلام اور اسناد میں اوسکی عبد الرحمن بن یزید بن سلمہ روایت کیا کہ
 اپنے پاس ہے اور وہ ضعیف ہوا روزہ کر کہا اوسکو ہزارے بمالی عبد الرحمنؒ سے اور نام اونکا اسامہؒ ہوا اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن
 نے ساتھ برائی خطا اوس کے کہ اور اگرچہ جو صالح تھے اور کہا انسانی نے نہیں ہر قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طبرانی
 سے اور اوامین ہشام بن سعیدؒ نے زید بن سلمہ سے روایت کی اور ہشامؒ ضعیف کیا اوسکو انسانی اور احمد اور ابن معین نے
 اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدنیؒ اور کہا کہ کھلی جاوے گی حدیث اوسکی اور زمین جت ہوگی ساتھ اوس کے لیکن جت پکڑی اوس کے
 مسلم نے اور شہاد کیا اوس بخاری اور روایت کیا اوسکو ہزارے حدیث ابن عباسؓ کہ فرمایا حضرت نے **لَا يَقْطُلُ**
الشَّاهِدُ الْقَتْلَ وَالْجَمَاعَةُ وَالْاِخْتِلَامُ قَالَ وَهَذَا مِنْ أَحْسَنِ مَا اسْتَدَاكَ وَأَوْحَشَهَا یعنی ایسا کر کے
 ضام کوئی اور جماعت اور استحلام اور کہا کہ یہ حسن ہوا و حدیثوں سے اس باب میں اسناد کی روایت اور صحیح ہوا زمین انتہی اور
 اسناد میں اوسکی سلیمان بن حبانؒ اور کہا ابن معینؒ نے صحابی اور زمین جت ساتھ اوس کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث
 ثوبانؒ اور کہا کہ نہیں روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور منفرد ہوا ساتھ اوس کے ابن ہبؒ تو طبرانی نے یہ بات کہ حدیث

۴
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 جمع بیان کیا
 صحیح ابن حبان
 صحیح ابن حبان
 صحیح ابن حبان

۵
 ہشام

۶
 سلیمان بن حبان

تفصلاً کرے فقط اور اگر چہ جسے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہے مگر جب وقت کہ اس کو نشت کو نہ ہوتے کھائے اور ماہ میں ایسے اور پھر کھائے تو اگر چہ جسے کم ہو تو قضا کرے اور اگر کسی نے ایک تل کھلا تو اس کا روزہ فاسد ہو گا اور اس کو جب چاہے اور تو روزہ نہیں جاوے گا اور بھرنہ فرار کے پھر نیت میں چلی جاوے یا وہ خود آپ پر نیت میں نکلے روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی سے وہ نیت میں فاسد نہ ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تو آپ سے پھرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہو گا اور خود پھر جانے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی قی کے آپ پھر نہیں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی پھر جانے میں کیسے نزدیک فاسد نہ ہو گا اور تھوڑی سی قی کے پھرے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہو گا اور بہت سی قی اگر لوگ چاہے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا

باب دوم کے مکروہات کی بیان میں

مکروہ ہر روزہ دار کو چھٹا کسی چیز کا اور چہا ناگرا کر کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہر یوسف لینا اگر اس میں جمع نہ ہو کر ستر کا نام اور سوچ میں تل لگانا اور سوک کر نا اگرچہ زوال کے بعد ہو مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہر یوسف دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تو سوک کر صبح کے وقت اور نہ سوک کر قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جائے ہیں دنوں پہنچاؤ اسکے تو ہو گا واسطے کہ فوراً قیام کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر اور دنوں طریقوں میں کیساں ابو عمر و قصاب نے روایت کیا اسکو ابن عسیر نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہم نے اپنے باپ کیساں ابو عمر و کو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے ذکر کیا اسکو نیز ان میں اور ایک دلیل ایسی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومنہ روزہ دار کا اللہ کے نزدیک پاک زیادہ ہو شک سے تو سوک سے وہ بوزائل ہو جاوے گی اور دلیل لائے ہیں صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا سوک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اور اسناد میں اسکی جالہ ہی ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہو یا میری امت پر البتہ حکم کرنا میں انکو سوک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہے روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہ سوک سے بہتر ہے شتر نماز سے بے سوک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابراہیم بن ہاشم البغوی حدثنا ہرون بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ الحجری ثنا بکر بن حنیس عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن نسی عن عبد الرحمن بن غنم قال سالت معاذ بن جبل انسوا وانا کافر قال کم قلت امی التھار انسوا قال امی التھار شئت خذوا وعشیتہ الحدیث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنم نے کہ پوچھا میں نے معاذ سے کہ سوک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کہا انھوں نے مان کہا میں نے سوکت دن کو نہ کروں کہا جس وقت چاہے توسیع اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا میں نے عاصم احوال سے کیا سوک کرے روزہ دار ساتھ سوک کر کے کہلوان کیا دیکھتا ہے تو تر زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روز میں اور آخر دن میں کہا کہ مان کہا میں نے کس سے پوچھا یہ مجھ کو حکم کرے تمہارے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو نہ سوک کرے میں نے اسکو نہ سوک کرے

ابن عمر بن عبد الرحمن بن عوف

ابن عمر بن عبد الرحمن بن عوف

اور کہا یہی ہے فقہ کیا ساتھ اس کے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثیں بیان کیں انھوں نے عاصم سے منکر حدیثیں کہ نہیں بہت ساتھ لے گئے اور روایت کیا ابن عباس نے کتاب الصغیر ابن عمر سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستأذنی ائمة الثغار وهو صائم یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواک کرتے آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اس کو بسبب ابوہریرہ کے کہ انہیں بہت جھٹ ساتھ اس کے اور رفع کرنا اس کا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس کے کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس کو کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ مان کہا میں نے ساتھ تر مسواک کے اور خشاک کے فرمایا مان کہا میں نے اول روز میں اور آخر روز میں فرمایا مان تو کہا گیا واسطے انس کے کہ اس سے سنا تم نے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس کو تمام نے انس سے فرمایا کہ ابن عباس نے کہ اصل کہ نہیں ہے اصل اس کی اور اسناد میں اس کی ابراہیم بن بشار خوارزمی روایت کرتا ہے عاصم اہل سے منکر کیا کہ صاحب لاکہ نے اخراج کیا اس کو نسائی نے کہ میں نے سن میں اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اس کے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اس کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اس کے ایک شاہد ہے حدیث معاذ سے جو ابہر گذری **ص** بڑھا ضعیف کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے ہر سکین کو کھانا دیوے جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہو اور جب بڑھے کہ روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی قضا کرے **ف** وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامِ مُسْلِمِينَ قول اللہ تعالیٰ کا اس باب میں جہت ہے **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جہت کہ اپنی جان پانچ کی جان کا خوف کرے یا مریض ہو کہ اور زیادتی مرض کا اس کو خوف ہو کہ یا مسافر ہو تو یہ سب انظار کریں اور بھر جب عذر کا جائے تو قضا اگر کریں بغیر صدقہ کے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت انس کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ کو روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور بعض بھی اس واسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَلَّاهُ مِنْ أَثَمِهِ أَوْ مِنْ يَوْمٍ أُخَرَ كَفِّرَ بِهِ سَبْعَةَ أَمْثَلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ مِنْ يَوْمٍ أُخَرَ كَفِّرَ بِهِ سَبْعَةَ أَمْثَلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور دنوں سے یعنی اتنے ہی روزہ جتنے قضا ہوئے اور دنوں میں رکھے اور اسی طرح بڑھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اس کی یہ آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے جہت میں اس کے کہ لا یطیعونہ کے نہونگے دوسری آیت ہے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بڑھے مرد اور عورت اس واسطے جو طاقت روزہ کی نہیں کہتے تو کھلا دیں بے ہر روز کے ایک سکین کو روایت کیا اس کو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہے بخاری اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوانک صحابہ اور کسی سے خلاف اس کا مروی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا اور سپر **ص** اور جس مسافر کو کچھ روزہ سے نقصان نہ ہو تو اس کو مسافر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ مفرغین یا مرض میں ہو گیا تو اس کے روزہ کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر گیا تھا اور اچھا ہوا تب مر یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مر تو اس کے روزہ کے بدلے میں اس کا ولی صدقہ دیکو اس طرح کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اس کے جتنے روزہ فوت ہوئے تھے اتنے روزہ جی مر ہو تو اس کے سب روزوں کے بدلے صدقہ دیکو اور اگر اتنے روزہ نہیں جیا تو جتنے روزہ تندرست اور مقیم رہا اتنے روزہ کا صدقہ دیکو مثلاً اس کے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مر تو پانچ دن کا بکا

ولی صدقہ دیکھو اور صدقہ دینے کی واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بعد میرے
 کی طرف صدقہ دینا تو اسے جتنا مال چھوڑا ہو اس کے تیس حصے میں لیا گیا ہو **گیا** اور امام شافعی کے نزدیک
 سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لائے ہیں اس کے جو مروی ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو
 ایک جگہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے یہ کہا انھوں نے
 کہ وہ روزہ دار ہے تب فرمایا آپ لَيْسَ مِنْ الْبَرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہیں ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور
 دلیل لائے ہیں اس کے جو روایت کیا مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکہ کے رمضان
 یہاں تک کہ پونچھ کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھرنگا یا آپ نے ایک قح بانی کا اور پیا اوکو سوکھا گیا آپ کے بعض
 لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ اُولَئِكَ الْعَصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہیں انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں تو آپ نے
 صورت ضرر و نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے
 اور اسی طرح روایت مسلم میں بھی کیونکہ ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ آدمی کو آواز ہو کہ اوپر شاق ہوئے روزہ اور روایت کیا اوکو و اقدسی نے
 مغازی میں اور او سمین یہ ہے کہ حکم کیا تھا ان کو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ کلام آپ نے ارشاد فرمایا اور اس تو جہ میں ہوا
 ہوگی درمیان احادیث کیونکہ روایت صحیح مسلم میں حمزہ اہلبی سے کہ انھوں نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہونے
 فوت روزہ پر سفر میں تو کیا مجھ گناہ ہے روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ خصت ہے اللہ کی
 طرف سے سو جو قبول کرے اوکو تو اچھا ہو اور جو دست کرے روزہ کو تو نہیں ہے کچھ گناہ اور سب اور صحیحین میں ہے کہ تھے ہم سفر
 ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں کوئی عیب نہیں کرتا تھا دوسرے پاؤں مروی
 سفر میں بودا و وغیرہ میں ابوالدرداء کہ تھے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہادوں میں نہایت گرمی میں تک
 کر رکھتے تھے ہم میں سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر سب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد
 بنی احد تو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر سباح ہوئے روزہ کے سفر میں اور یہی حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثیں ہیں
 مسند عبد اللہ بن عباس میں ہے کہ بن عباس شہر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لَيْسَ مِنْ اُمِّيَّةٍ اَصِيَامُ فِي
 اَمْسَفَرٍ یعنی نہیں ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں یا نہ افطار کرنے والے اس کے
 اقامت میں روایت کیا اس کا وہاں ساجر اور بڑا رہنے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور ولی اس کے
 روزوں کے لئے اگر کر گیا ہو تو صدقہ دیکھو اور اس کے لئے روزہ کچھ اور بعضوں کے نزدیک کچھ دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ما میری گرمی اور او سب ایک مہینے کے روزہ تھے کیا قضا کروں میں اس کے لئے سو فرمایا نہایت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری باپ کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہیں کہا اس نے کہ ہاں اور اگر تا فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض اس کا ہو
 روایت کیا بخاری سلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت میں ہے کہ آنی ایک عورت اور کہا اس نے کہ ای رسول اللہ تحقیق کہ ما میری
 گرمی اور او سب ایک روزہ نہ رکھا ہی کیا روزہ رکھوں میں اس کے لئے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اس کے لئے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو شخص مر جاوے اور اس کے اوپر روزہ ہیں روزہ کچھ اوست ولی اس کا روایت کیا اسکو بخاری سلم بودا و وغیرہ حضرت عائشہ رضی

اور جو اب اسکا یہ ہے کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہیں کہ نہ نماز پڑھے کوئی بدلے کیسے اور نہ روزہ رکھے بلکہ سیکے اور فتویٰ راوی بخلاف روایت کے ہنزہ ذکرناسخ کے ہے اور ایسا ہی کہا حضرت عمرؓ نے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو مالک نے موطن میں اور کمالک نے کہ نہیں سنائے کسی صحابہ اور تابعین میں کوئی نہیں روزہ رکھتا ہو سیکے بدلے یا نماز پڑھتا ہو سیکے بدلے اور یہ نوید ہی نسخ کو اوس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدق ایک وقت کی کار کا ایک روزہ کے صدق کے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک فدیہ پانچ نازون کا یعنی ایک دن کی نازون کا مانند فدیہ ایک دن کے روزہ کے ہے اور رمضان کی قضا لگتا تا چاہے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجائے تو قضا کے روزہ نہ رکھے بلکہ اوس رمضان رکھے تب بعد رمضان پھر اوس قضا کے روزہ رکھے اور صدقہ ہر روز کی طرف سے نہ دیکو اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل لاہین ساتھ اوس حدیث کے یہ ہے کہ ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے پھر نہ روزہ رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزہ رکھے اوس رمضان پھر روزہ رکھے اوسکو جو قضا کیے تھے اور کھانا دیتے تھے ایک سیکر کے ہر روز اور دلیل ہمارے قول اللہ تعالیٰ کا ہے قَدْ قُضِيَ اَيُّهَا اَحْمَدُ یعنی شمار ہے اور تندرست ہونے میں اور یہ عام ہے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ثابت نہیں ہے کیونکہ سند میں اوسکی برابر ابیہم بن نافع ہی کہا ابو حاتم رازی نے جو ٹھہر بولتا تھا حدیث میں اور ابیہم بن ایک شخص جو جسکو تہمت ہے وضع حدیث کی **ص** روزہ کا دلی مرد کے روزہ کے بدلے روزہ کرے اور اوسکی نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسپر تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑا لیکھا تو قضا اوسکی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گزری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کیا روزہ کو سفر میں بعد اسکے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافہ کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے تو قضا اوسکی لازم کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہ اور حفصہ کو جب کھالیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ افضلیا یومًا اخرًا مکمل نہ یعنی قضا کر دوسرے دن بعد اسکے اوسکے اوسضعیف کیا اوسکو بخاری اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور دفع کیا گیا یہ ضعف و سکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو ابن حبان صحیح میں اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور ہزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اوسطین ہوا ان سب طریقوں کے اور طریقوں کے پھر کما شیخ ابن الہمام فَقَدْ ثَبَتَ هَذَا الْحَدِيثُ ثَبُوًا لَا مَرَدَّ لَهُ یعنی ثابت ہوگئی یہ حدیث اس طرح پر کہ نہیں ہے رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کیا داؤد قطنی نے جابر کے تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کو کہ تو جب لاؤ گے کھانا کھنکار ایک شخص سوکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے تجھکو کھانا اوسمیں روزہ سے ہوں تو کھا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی اور بیٹا واسطے تیرے کھانا اور تو کھاتا ہو میں روزہ دار ہوں کھانا روزہ رکھ لے بلے اوسکے اوسبعضوں نے کہا ہے کہ روزہ کو نہ توڑا اور دلیل لاتے ہیں اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاؤ کوئی تم میں سے صرف کھانے کے قبول کرے اور اگر روزہ نہ تو کھا دے اور روزہ دار ہو تو دما کرے اور اس حدیث کا کہ بیشان نہیں انہیں معلوم ہے اسکا حال اور اسکی

ابن ابی شیبہ

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** مگر جس ایام میں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور بسکا لا کر نہ آویگا اور وہ پانچ دن ہیں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے عید کا دن اور تیس دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور باقی تیرہویں یہ سب کی بوجہ کی بوجہ نفل کا روزہ ہے عذر نہ تو ہے ایک وایت میں اور ایک وایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ تو بڑا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان میں دن کو ایک ایک کا بالغ ہو یا ایکافر مسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھاے اور نہ پیو رمضان کی بزرگی کے سبب اور اس روز کی قضا ادا کرے اگر چہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کو کسی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اسپر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تقیم اس دن نہ کر گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش ہو یا اون کی قضا ادا کر مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو افلی قضا کرے غرض یہ کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صحیح ہو جاوے گا اور جو نہیں نیت کی تو ہر گز صحیح ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون یا قضا کر اور اگر بعض دن رمضان میں یوانہ رہا تو جتنے روز گزرے ہیں افلی قضا کرے تو اگر وہ شاکہ بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون میں بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے ظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو روز کو اس پر واجب نہ ہوگا باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے روز کی مذکر یا پورے سال سب کے سب کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں مگر گنگا ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہیں ہے یا یہی تو افلی صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روز جو شوال میں رکھتے ہیں تو انکو جدا جدا رکھنا مستحب ہے لگتا تا نذر کے تو مکروہ ہوگا اور شاہت نصاریٰ کی لازم آوے گی **ف** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب کے فرمایا حضرت مسلمی علیہ وسلم نے جو شخص روزہ رکھے رمضان کے اور پچھے رکھے اس کے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے لگانے روزہ رکھے اور پچھے بیگا نصاریٰ کی بیان کرنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ اہل کتاب کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر تک مکمل رکھے گا تو ایک طرح کی شہر نصاریٰ کی ساتھ تحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ نہ کھا تو شہادت ہے **واللہ اعلم** اور جسے شہادت روزہ کے اور طایا اسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اون سے اسے مستحب ہیں روزہ ایام میں

تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کیا نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بغیر میں نہ سفر میں اور نہ اقامت میں نہ قضا اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان نون میں نہ رکھنے کا
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین بقرعید کے بعد اور دن بقرعید کے ان نون میں نہ رکھنا
 حرام ہے روایت کیا بخاری سلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا
 روزہ دو نون میں ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دن عرفہ کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہیں اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہیں اور اگر
 کے دن یہ ہو کہ عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور قصر حج اسکی دوسری حدیث میں آئی ہے روایت کیا ابو داؤد
 کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے حج عرفہ کے اور اگر مقام عرفہ میں نہ ہو تو عرفہ کے دن روزہ رکھنا
 مستحب ہے اور روایت ہے بخاری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہیں
 اول اللہ ذکر کے اور ایام تشریق کو کھانا اور پینے کے دن کہ عرب لوگ گوشتوں کو قربانی کے ان نون میں آفتاب کے نیچے خشک
 کرتے تھے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم
 یصیرون لا تصوموا هذا ولا یا کھارھا آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم
 دنوں میں کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان نون میں کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور جماع
 کے ہیں اور روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد میں اسکی سعید بن سلام کا ذکر کیا اسکو احمد اور
 روایت کی داؤد قطنی نے عبد اللہ بن حذیفہ سے کہ صحابہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن سنی کے پکارو
 میں ایو گو یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہیں اور ضعیف کیا اسکو سبب بائد کسی اور توثیق کی اسکی بعض لوگوں نے
 اور ذکر کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاء میں کتاب الطہارۃ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل نے مسند میں
 قالوا حدیثنا عن حماد بن عمار عن عبد بن عمار عن عبد بن عمار عن عبد بن عمار عن عبد بن عمار عن عبد بن عمار عن عبد بن عمار
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدنا آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم آتیم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکاریں دن میں کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہیں اور صحیحی کھانا سنت ہے نہ بایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیحی کھاؤ کیونکہ او سہین برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری سلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ
 فرق دربان ہمارے کہ کتاب کے روزے کے کھانا صحیحی کا ہے روایت کیا اسکو سلم اور ترمذی اور ابو داؤد
 اور دست ہے صحیحی کھانا یہاں تک کہ صبح صادق ہو اور روزہ مکہ مکرمہ جلدی فضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجانی کے مکروہ
 فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہیں لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اسکو
 بخاری سلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل ہے اور جو وقت افطار کرے کہ لا تفتراک صمت وعلیٰ رزقاً فاعطاکم
 یعنی اگر اسکی گریہ واسطے مہینے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرنا ہوں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ
 ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہے احمد بن حنبل میں ہے

تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ کو ہر مہینے سے

اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خلونہ کے نہ کرے روایت کیا اوسکو بخاری سلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جاکے اور تیرے تو بغیر ان دنوں کے روزہ نہ کرے نکالا اوسکو ترمذی نے اور کیا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت مودکہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمارو روزہ دار کا مسجد میں بنیت عبلت حبسین عجا ہوتی ہے لیکن سنت مودکہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ میں ہے کیونکہ روایت کیا بخاری سلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرے عشرہ اخیرہ میں رمضان تک کہ اٹھا لیا اؤ کو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد اؤ اؤنی ازواج مطہرات تو یہ واجب نہ لالت کرتی ہر سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ مذکر کے اعتکاف اور ایک ستوبہ دیکہ سوا ان دنوں میں اخیر رمضان کے اور دنوں میں اعتکاف نہ کرنا اور ان دنوں میں واجب الطہات بنیں بی بی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہنایہ رکن ہر اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اوسکی اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں بلکہ ہر کسی کو روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الاعتکاف کا لا یصوہ نہیں ہر اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہے سفیان بن حبیب سے یا سیدہ اوضیف کیا اوسنے سیدہ کولمکن کمال میں ہے کہ کہا علی بن حجر نے کہ بوجھا میں نے بیہقی سے سوا دنوں کے احوال سے تو شناکی انھوں نے اونپر اور روایت کیا ابو داؤد عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھوں نے سنت ہے اور پراعتکاف کو نہ ملے کہ کہ زعمیات کہ کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جائے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوسے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضروری ہو اور نہیں ہر اعتکاف مگر روزے سے اور نہیں ہر اعتکاف مگر سب طاع میں کہا ابو داؤد عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمیں لفظ استہ کا نہیں ہے کہ تلامذہ عبد الرحمن بن اسحق اگر لفظ کیا گیا ہے اوسمیں لیکن اخیر کیا اوسے مسلم نے اور توشیح کی اوسکی ابن معین نے اور شناکی اوسپر غریر اسکے نے اور روایت کیا ابو داؤد اور نشائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف نہ کر بن جاہلیت میں ایک دن اور ایک ات نزدیک کعبہ کے سو بوجھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ کہ اعتکاف کر اور روزہ کہ اور ایک وایت میں نشائی کی جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اؤ کو کہ اعتکاف کر بن اور روزہ کہیں کہما دارقطنی نے متفرد ہو ساتھ اوسکے عبداللہ بن کل بن تغار انھوں نے عمر سے اور وضعیف حدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن ہنیار سے نہیں کہ کیا روڈ کا اوسمیں بن ابن جریج اور جہین اور حاد بن سلمہ اور حاد بن زید اور رسول اللہ اور یہ حدیث صحیح میں ہے نہیں کہ کر روزہ کا بلکہ اتنا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کرو بن سجد حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر انبی ذر اور ایک وایت میں ہے حضرت عمر سے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کرو بن ایک ن نزدیک سجد حرام تو ملو یہ بھلا کہ ساتھ رات کے یا ایک ات ساتھ ایک بن تاکہ مطابقت ہو کہ حدیثوں میں اور جواب یا بجا و بجا گفایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روزے کے کہ کرے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادہ ثناء ہر کی مقبول ہے اور تم جضعف ثنایت کرتے ہو عبداللہ بن ہشام کا مسلم نہیں ہے کیونکہ کہا ابن ہشام کے وہ صاحب حدیث ہے اور نہ کہ تلامذہ سوا حبان نے ثنات میں اور نہ کہ

فائدہ

نہایت

نہایت

عن عبد الرحمن الشنبلی عن علی قال لا اعتکاف الا فی مسجد جاکعہ اور اوپر گذر چکا مرفوعہ بنی حضرت عائشہ
اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ مروی ہے کہ نہیں صحیح ہے اعتکاف مگر اس مسجد میں یا چون نماز میں پڑھی جاتی ہیں اور دلیل
لے میں ساتھ اس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہا انھوں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تھے جو جگہ واسطے اسکے امام ہو اور مؤذن ہو اعتکاف اور مسجد صحیح ہے تو ہذا واللہ اعلم بالصواب **ص** اور کم ہر
وہی ایک دن ہر توجو اعتکاف شروع کرے اور ایک روز تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دیکے تو اوپر قضا ہی اور امام مسجد کے نزدیک
کم ہر ایک ساعت ہر اوپر وہ گہنی تو قضا نہیں اور معتکف مسجد میں باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا جاکر اور
ف کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی
جب ہوتے تھے معتکف کمالا اسکو محل صبح سے **ص** یا جمعہ کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلا اور جب کا مکان جامع مسجد
دوسرے کو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتین پڑھے چار جمعہ کے پہلے اور ایک روایت میں چھ جمعہ چار
سنت اور دو تحیہ مسجد کی اور بعد جمعہ کے چار امام صاحب کے نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اسقدر زیادہ دیکھا
معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا
ف اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا مگر جب کہ آہادین برابر بخلاف ہے اور یہی محسن ہے **ص** معتکف کمالا
اوپر اور سو **ف** اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی جگہ اعتکاف میں مگر درمیان مسجد
ص اور بیچے اور نزدیک مسجد میں بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سو معتکف کے اور کوئی شخص مسجد میں یہ کام کرے
ف روایت کیا اصحاب سنن نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اور
خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجدوں کو اپنے اڑکوں سے یہاں تک کہ فرمایا اور
بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہے مصنف میں اس کے حدیث
محمّد بن مسلم عن عبد ربہ بن عبد اللہ عن محمد بن عکرم عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال حیثو امساجدکم حبیبکم وفجائکم وشرائکم وبيعکم وخصومکم ورافع
اصواتکم واقامۃ حد و دیکم و سئل سیوفکم واشتدوا علی اباہا الہطالہ
وجبرؤھا من الجتمع **ص** اور چپ نہ ہے **ف** یعنی ایسا نہ کرے کہ بالکل بات کرے کہ کو تو تو
ص بلکہ بہتر ازینک باتیں کرے اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تباتروا
وانتم عاکفون فی المساجد یعنی نہ مباشرت کرو عورتوں کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مجھ میں **ص**
اگرچہ بات کو ہو یا جھوٹے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ وطنی کرے یا جو سود لیوے یا جھوٹے تو اگر انزال ہوا اعتکاف
باطل ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو باطل نہ ہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف میں حرام نہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر گھر
روز و یک اعتکاف کی نذر کی تو اون روزوں کی رات میں بھی اسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر لگتا تا اگرچہ اسنے
ایسی نیت نہ کی ہو کہ اور جو دورہ روز کی نیت کی تو دو دنوں روز کی رات بھی داخل ہو جاوے گی اور فقط ان کی نیت صحیح ہو جاوے گی

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور سکر اور سکا کا فرہی **ف** اور فرضیت اس کی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ
 وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ لَيْسَ بِالْمَسْكُوٰطِ لِقَوْمٍ فَعَرَضُوا خائفانہ کعبہ کا اور عمر بھر میں ایک بار فرض ہے
 روایت کیا احمد نے مسند میں اور اقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح ہے ابو یوسف شیعین کے ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ تمہارے حج کو سبکوٹھے سے کہے اقرع
 بن جابس اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال میں ہو فرمایا آپ اگر میں کہتا ہوں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم لوگ قدرت تیرے
 حج ایک بار ہو اور جو زیادہ ہو وہ فعل ہے اور روایت کیا مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ سے مانند اسکے **ص** ہر آزاد مسلمان تکلیف شدت
 آنکھ والے پر جب اس کے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے کوئی تنگ اور راہ کا بھی نہ
 ہو **ف** آزاد اور بالغ ہونا اس واسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ حج کرے پھر بالغ ہو تو واجب
 دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو دوسرا حج ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباس سے اور صحیح ہے شرط
 شیعین پر ابو یوسف محمد بن سہال کا ساتھ رفع اس کے کے کچھ ضر نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور ابو یوسف
 اسکے ایک مسل حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤد مرسل میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو لوگ حج کریں اہل اس کے اور مہاجروں کا کافی ہو جاوے گا اوسے نو اگر پاؤں بلوغ کو حج کرے اور جو غلام حج کریں لوگ اس کے کافی ہو جاوے
 اوسے نو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور صنف ابن ابی شیبہ میں ہے یہ روایت موقوفہ ہے
 سے اور سند درست ہونا شرط ہے ہمارے پرچہ میں آنکھ والا چاہیے اندھے پر اگر اہل ہوج نہیں توشہ اور سواری شرط ہے اس واسطے
 کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی عروہ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے کہ کہ قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
 مَنِ اسْتَطَاعَ اَلَيْكِهِ سَبِيْلًا یعنی حج سے لوگوں پر اللہ واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا ای رسول اللہ کیا کبیر
 سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری مسلم کے اور نہیں نکالا اون دونوں اسکو اور متابعت کی سعید
 کی حدیث میں ہے قتادہ سے پھر نکالا اسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریق صحیح ہے
 مرسل کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ میں کہ سبیل نوا اور راحلہ ہے اور بہت لوگوں نے یہ حدیث مروی ہوئی ابن عمر
 اور ابن عباس اور حضرت عایشہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت صلی ضروری ہے
 مانند خادم اور سہا خانی اور کپڑوں وغیرہ کے اس واسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضروری ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل عیال کے نفقے سے فارغ
 اس واسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق سید کا مقدم ہے اللہ حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہیں اونکو سواری شرط نہیں
 کیونکہ اونکی مشقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی اس شرط ہے اس واسطے کہ محافظت جان
 و مال کی ضرور ہے **ص** عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہیں اگر اوس عورت کے مکہ مدت سفر کے برابر لے ہو
ف اور اگر اس سے کم ہو تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب کہ ایک فافہ ہو
 اور اس کے ساتھ معتبر عورتیں ہوں اور ہمارے نزدیک حد نہیں اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ اخْرَاجُ

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کر و مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 لَا تَحْجُّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهِمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ الْفَتَنَةَ مِثْرًا وَكَذٰلَا وَامْرَأَتِيْ حَتّٰى
 قَالَ اِنْ جِئْتِ مَعَهَا وَاَخْرَجْتِ الدَّارَ فَطُبِّيْ اَيْضًا عَنْ حِجَّاجٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَلَفْظُهُ لَا تَحْجُّ
 امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهِ مَعْنٰی نہ حج کرے عورت مگر اس کے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے ای نبی اللہ کے کہ تم کہا گیا
 ہو مطلق غرض میں اور عورت میری حج کرنے والی ہے کہ آپ نے لوٹ جاوے حج کے ساتھ اس کے اور روایت کیا اس کو داؤد قطنی نے
 اور معنی اس کے یہ ہیں اور مدت سفر کی ہو واسطے شرط ہے کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعید انھوں نے ابن عباس سے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اور یہ کہ کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی چکے
 کہ تین دن اور تین رات تک نہیں ہوتا اور احتیاط اسمین ہے کہ کسی جگہ کا ارادہ بغیر محرم کے نہ کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہو وہ
 اس واسطے کہ روایت کیا بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اس کے ساتھ اس کا
 خاوند ہو یا اس کو کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہ سے ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہو واسطے اللہ کے اور دن قیامت
 یہ کہ سفر کرے ایک ات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی ہے کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر بن ابی بکر
 فرض ہے جو وقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو دیکھا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہیں ہوتا
 تو اگر اوس دن میں گیا اور دوسرے یا تیس سال میں ادا کیا سب کے نزدیک داہو جاوے گا اور اگر ادا نہیں کیا اور مریا تو سب کے نزدیک
 گنہگار ہو گا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہو گا اور محمد کے نزدیک نہیں ہو گا اور اگر اٹکے نے
 احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض اٹھا ادا نہ ہو گا تو اگر اٹکے نے احرام بھر باندھا اور
 پھر وقوف کیا فرض اوسے ادا ہو جاوے گا اور غلام کا نہ ہو گا فرض حج کے تین میں احرام باندھنا اور عرفات میں کھڑے ہونا اور
 طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہیں مرد و عورت میں کھڑا ہونا اور دو زنا صفاء اور دو کعبہ میں اور کعبہ میں چھینکنا اور طواف صد کا
 یعنی اخیر طواف وقت خصی کے واسطے افاقے کے اور منڈانا سکا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہیں **ف** اور
 ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آوے گا **ص** عینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فی یحجہ کے ہیں اور ان کے قبل
 احرام باندھنا مکروہ ہے **ف** فرمایا اللہ تعالیٰ نے **الحجۃ اشھقۃ معلۃ مآت** یعنی حج کچھ عینے ہیں مگر اور روایت
 بخاری وغیرہ میں ہے کہ عینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فی یحجہ کے ہیں اور مروی ہے بخاری میں تعلیقاً اور
 روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کیا اس کو ابویسہ مروی ہے ابن عباس سے روایت کیا اس کو داؤد قطنی نے اور ایسا ہی
 روایت کیا اس کو ابن سعد اور کمالا اس کو ابن ابی شیبہ اور حدیث عبد اللہ بن بکر کی روایت کیا اس کو داؤد قطنی نے کہ عینے
 حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں تو یہ سب عبادہ سے مروی ہے عبادہ کہتے ہیں عبد اللہ بن سعود عبد اللہ بن عمر عبد
 بن عباس عبد اللہ بن بکر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبد اللہ بن عمر بن العاص کی بھی **ص** عمر و سنت ہے اور
 عمر و طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو دو زبان صفا اور وہ کہتے ہیں اور وقوف یعنی کھڑا ہونا اوسمیں نہیں ہے اور سارے برس میں
 جب چاہا درست ہے اور مکروہ ہے دن عمرے کے اور چار دن میں بعد عمرے کے **ف** اور سنت ہونا اس کا حدیث سے ثابت ہے

مرد کو ضرور ہونہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعی کی وہ بھی یہی روایت کیا امام مالک نے حضرت عثمان کو چاہیے
 ہونہ اپنا لہر وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اوسکو دا قطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب موقوف ہونا اس حدیث کا ہے **ص** اور
 دھونے سے اور دائی دھونے سے ساتھ خطمی کے **ف** اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چیز ہے اور سر کے کپڑوں کو قتل کر لیں
 اور غسل کرنا احرام میں درست ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے تھے احرام میں روایت کیا اسکو مالک وغیرہ **ص** اور
 دائی کترنے سے اور سر منڈانے سے اور بال بہن ہونے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ
 حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَذْيُ حِلَّةً اور نہ وٹو و سر اپنا بیان تک کہ پہنچ جاوے قربانی اپنی جگہ میں اور کترنا بھی ہونڈنے کے حکم میں ہے
ص اور کہتے ہیں اور سر اول اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزوں کے پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے احرام میں روایت کیا اسکو صحاح ستہ والوین اور اگر روزہ پہننے تو اسکو کار کے
 ٹخنے سے نیچا کر لے اور یہی طرح اگر تہمت نہ ہو تو اس کے بلے سر اول پہن کر اور بعضوں کے نزدیک کٹاؤں اور بہن کی وجہ سے نیچا کر لے
 جو لوگ موز کے کٹنے کو کہتے ہیں دلیل کا بہن ساتھ حدیث ابن عمر کے کفر لیا آپ نے اور نہ پہننے موزہ مگر جب باؤں تعلیم کا کٹاؤں کو
 اور نیچا کر لے ٹخنوں سے اور جو کہتے ہیں نہ کٹاؤں دلیل ملاتے ہیں حدیث ابن عباس کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نیچا کر تہمت
 پہننے سر اول اور جو باؤں موزہ بہن کیو تعلیم روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے **ص** اور اس کپڑے سے جو خوشبو
 رنگ میں لگا ہو کہ گریز زائل ہو جائے خوشبو کے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہننا اس کپڑے کو
 جس میں عطران اور زعفران ہوا حرام میں ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ اور روایت کیا اسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر سے
ص اور حرام میں جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محل سے یعنی کہاؤں سے جائز ہے **ف** اور کپڑا تان دینا واسطے سنانے کے
 سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور عثمان سے یہ یقول ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ **ثَنَا وَبِيعَ ثَنَا**
الْقَلْبُ عَنْ عَصَبَةِ بْنِ صُهَبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَطْرُقُ وَأَنَّ قَسْطًا طَهُ مَضْرُوبٌ وَسَقِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ
بِالْفَجْرِ يَمْنِي كَمَا تَعْبُدُ کہ دیکھا میں نے عثمان کو انظر میں کہ قسطا اور کھاتا ہوا تھا اور تلوار او کی لنگتی تھی دخت میں اور سار کیا
 صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑا بسبب گرمی کے حج میں روایت کیا اسکو سلم نے حدیث ام حصین میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
 کمال کو دخت پر اور اس کے سایہ میں بیٹھے تھے اور آپا حرام سے ہوتے تھے اور حرام میں جاننا درست ہے اسواسطے کہ حضرت عمر نے غسل کیا
 اور آپا حرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابو ایوب نے سر رھو کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے صحیحین میں **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا** اور ہیبانی کا باندھنا جائز ہے کہ میں **ف** یہ ہوا
 بیان کیا کہ احرام میں سیا ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہیبانی سی ہوئی ہو تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب جائز ہے **ص**
 اور زیادہ لیک کہ جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ میں اترے یا سواروں سے ملاقات ہو اور جب صبح کا وقت
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیک کہتے تھے اور صحابہ آپ کے ان مقول میں روایت کیا ابن ابی شیبہ **ثَنَا مَعْنُوِيٌّ**
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَخْشِيَةَ قَالَ قَالَ نُوَيْسُ بْنُ مَخْلَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ
وَرَادٍ أَيْدِي شَرَفًا وَأَوْهَبًا وَأَدَاوًا وَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبَالَاسًا يَمْنِي تَحِيَّاتِهِ لَيْسَ كُنْ

اور خطمی سے
 اس جگہ وہ خوشبو
 جو حج میں نہ ہونی چاہیے
 جو کپڑے پہننے سے
 جو کپڑے پہننے سے
 اسکو شافعی نے
 اسکو مالک نے
 اسکو بخاری سلم
 ابو داؤد وغیرہم نے
 اسکو بہت محدثین نے
 مثل طحاوی کے
 ابن عمر سے
 اسکو سلم نے
 حدیث ام حصین میں
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
 کمال کو دخت پر اور اس کے
 سایہ میں بیٹھے تھے
 اور آپا حرام سے ہوتے
 تھے اور حرام میں جاننا
 درست ہے اسواسطے کہ
 حضرت عمر نے غسل کیا
 اور آپا حرام سے تھے
 روایت کیا اسکو شافعی
 نے اور روایت کیا اسکو
 مالک نے موطا میں اور
 نقل کیا حضرت ابو ایوب
 نے سر رھو کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے مروی ہے صحیحین
 میں وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
 اور ہیبانی کا باندھنا
 جائز ہے کہ میں ف یہ ہوا
 بیان کیا کہ احرام میں
 سیا ہوا کپڑا پہننا
 نہیں جائز ہے اور ہیبانی
 سی ہوئی ہو تو اسکا
 باندھنا ضرورت کے سبب
 جائز ہے ص اور زیادہ
 لیک کہ جب نماز پڑھ چکے
 یا کسی اونچی جگہ پر
 چڑھے یا نیچی جگہ میں
 اترے یا سواروں سے
 ملاقات ہو اور جب صبح
 کا وقت ف اسواسطے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لیک کہتے تھے اور صحابہ
 آپ کے ان مقول میں
 روایت کیا ابن ابی شیبہ
 ثَنَا مَعْنُوِيٌّ عَنِ
 الْأَعْمَشِ عَنْ مَخْشِيَةَ
 قَالَ قَالَ نُوَيْسُ بْنُ
 مَخْلَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ عَمْرِو بْنِ وَرَادٍ
 أَيْدِي شَرَفًا وَأَوْهَبًا
 وَأَدَاوًا وَإِذَا لَقِيَ
 بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبَالَاسًا
 يَمْنِي تَحِيَّاتِهِ لَيْسَ كُنْ

جہ کہ پڑھنے نماز کے اور جب سامنے آئے مری اور جب چڑھے چڑھائی پر اور جب اترے اترائیں اور جب طواف کرتے
بعض لوگوں سے اور صبح کے وقت اور روایت کیا ابن ناجیہ نے فائدہ میں عابد کہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَبَّرُ
إِذَا لَبَّى رَأَى كَيْفَ يَتَكَبَّرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَتَكَبَّرُ جَب طَافَاتِ كَرْتِ سَوَارُونَ كِي بَاوَزُ كَرِيَا اَنُخُوْنِ سَبْ قَاسُونَ كُو
سَوَالِ مَسْكَ كَجِبْ سَلْنِ آتِ سَوَارِي جِيَا كَرُوَايْتِ كِيَا اَوْ سَكُوَا بِنِ اَبِي شَيْدِ بِنِ **ص** اَوْ جَبْ دَاخِلْ يَهُوْ كِي مِيْنِ يَهْلُ جَاوْ سَمُوْ جَرَامِ
ف اَسْوَا سَلْ كَمُحْمِيْنِ مِيْنِ يَرْ كَجِبْ آتِ تَمَّ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ وَسَلَّمْ سَفَرْتِ شَرُوْجِ كَرْتِ تَمَّ سَجْدَ سَ تُوْ پُتَمَّ تَمَّ سَمِيْنِ
دُرْ كَعَتِيْنِ قَبْلِ تَمَّ تَمَّ كِيْزِ مَتَمَّ تَمَّ سَمَّا آدِيُوْجِ اَوْ زَمِيْنِ يَرْ مَضَايِقَ اَسْمِيْنِ كَبَاوْ سَمِيْنِ اَتِ سَجْدِ مِيْنِ اَتِ كُوَا دَانِ كُو رُوَايْتِ كِيَا
نَسَائِيْ لَ كَرَا خَفَرْتِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاخِلْ يَهُوْ كِي مِيْنِ اَتِ كُوَا دُرْ دَانِ تَمَّ جِجْ دَوَاعِ مِيْنِ اَتِ كُوَا دُرْ دَانِ كُو عَرَّ مِيْنِ
ص اَوْ جِبْ دِيْكْ خَا نَكَبْ كُو تَكْبِيْرُ تَرْ هَلِيْلِ كِي **ف** تَهْلِيْلِ كِي سَعْنِيْ لَا اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ
كَرَا خَفَرْتِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْ جَانِ تَمَّ خَا نَكَبْ كِي بَاوْ سَمِيْنِ تَمَّ اَعُوْ ذُرْ بِيْتِ الْبَيْتِ مِيْنِ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ مِيْنِ
ضَيْقِ الشَّدِيدِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَوْ رَاوْ تَمَّ تَمَّ دُوْنُوْنِ مَاتَمَّ اَوْ رَاوْ سَمَامِ پَرَا اَللّٰهُ تَعَالٰی سَ جَبْتِ مِيْنِ اَعْلِ يَهُوْ بَاوْ جِيَا
وَكُنَا بَكِيْ كِي كُو كَرَا قَبُوْلِ هُوْ تِيْ يَرْ وَ قَتِ دِيْكْ خَا نَكَبْ كِي **ص** يَحْرُ سَانِ جَانِ جَرَا سُوْدِ كِي اَقْدَمْ كِي كِي اَوْ تَرْ هَلِيْلِ كِي
اَوْ رَاوْ تَمَّ دُوْنُوْنِ مَاتَمَّ مَانْدُ نَا زَكِ اَوْ جُومِ لِيُوْ اَوْ سَكُوْ مَوْنَدُ لُكَ اَوْ اَرَاوْ جِيَا نَاوْ سَكُوْ تُوْ پُتَمَّ اَوْ سَكُوْ مَاتَمَّ سَ جُوْ كِي
يَحْرُ مَاتَمَّ جُومِ لِيُوْ اَوْ اَرَاوْ جِيَا بُوْ جُومِ كِي نَاوْ سَكُوْ تُوْ پُتَمَّ اَوْ سَكُوْ مَاتَمَّ سَ جُوْ كِي اَوْ تَرْ هَلِيْلِ كِي اَوْ تَرْ هَلِيْلِ كِي اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي اَوْ
دُرْ دِيْجِيَا خَفَرْتِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ف** لِيْ كِي سَانِ جَانِ جَرَا سُوْدِ اَوْ تَكْبِيْرُ كِي اَوْ تَرْ هَلِيْلِ كِي اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي اَوْ رُوَايْتِ كِيَا
اِمَامِ اَحْمَدُ نِيْ سَمِيْنِ سَعِيْدِ بِنِ سَيْبِ اَنُخُوْنِ خَفَرْتِ عَرَضِ كِي كَمَا خَفَرْتِ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ وَسَلَّمَ نِيْ دَاخِلِ اَوْنِ كِي تَمَّ لُكَ
مَرْدُوْ تِيْ يَهُوْ سُوْ زَمَحْتِ كَرُوْ كُوْنِ كِي زَوِيْ كِي جَرَا سُوْدِ كُوَا يَزَا اَبُوْ كِي ضَعِيْفِ كُوَا رُوْ خَالِيْ يَاوْ تُوْ جُومِ لَ اَوْ سَكُوْ رَنَ سَلْنِ بَاوْ سَكُوْ
تَكْبِيْرُ تَرْ هَلِيْلِ كِي اَوْ رَاوْ تَمَّ اَوْ تَمَّ اَسْوَا سَلْ كَرَا يَا خَفَرْتِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ مَاتَمَّ اَوْ تَمَّ مَادِيْنِ كَرَا سَاتِ جُكَبْ مِيْنِ اَوْ رَاوْ كَرَا اَتِيْنِ
وَ قَتِ جِيَا سَ جَرَا سُوْدِ كِي اَوْ سَكُوْ صَا بِيَا نِيْ اَوْ زَمِيْنِ يَرْ وَ قَتِ اَسْ حَدِيْثِ مِيْنِ جِيَا سَا كِي كِتَابِ الصَّلَاةِ مِيْنِ يَحْدِيْثِ كَرَا سِيْ
جِيَا سَاوْ اَسْ طَرَحِ جِيَا سِيْ كِي لُوْ سَ دُوْنُوْنِ مَاتَمَّ لُكَ اَوْ رُوْ مَوْنَدُ لُكَ اَوْ جُومِ لِيُوْ اَسْوَا سَلْ كِي جَحْمِيْنِ مِيْنِ يَرْ خَفَرْتِ عَرَضِ كِي
جَرَا سُوْدِ بَاوْ اَوْ جِيَا اَوْ سَكُوْ اَوْ كَمَا قَسَمِ اَللّٰهُ مِيْنِ جَانِ تَمَّ هُوْنِ كِي تُوْ جِيَا يَرْ نِيْ تُوْ سَرُ كَرَا عِلْمَا يَرْ نِيْ نَفْعِ كَرَا سَكَا يَرْ اَوْ اَرَاوْ جِيَا نِيْ نَدِيْجَتَا
رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو كِي جِيَا تَمَّ جُكُوْ نِيْ جُوْ مَتَا مِيْنِ جُكُوْ اَوْ مَرُوْ يَرْ خَفَرْتِ اَبْنِ عَبَّاسِ كِي كُو جِيَا تَمَّ جَرَا سُوْدِ كُو اَوْ
سَجْدَ كَرْتِ تَمَّ اَوْ سَ بِنِيْ سَرَاوْ اَسْوَا سَلْ جِيَا سَ كِي اَوْ سَ بَرُ كَرَا دِيْتِ تَمَّ اَوْ كَرَا اَنُخُوْنِ كِي دِيْجَا مِيْنِ عَرَضِ كُو كِي جِيَا تَمَّ جَرَا سُوْدِ
اَوْ سَجْدَ كَرْتِ تَمَّ اَوْ سَ بَرُ كَرَا كَرَا دِيْجَا مِيْنِ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو كِي تَمَّ اَيَا سَا هِيْ سُوْ كَرَا يَهُوْنِ مِيْنِ اَوْ سَكُوْ رُوَايْتِ
اَسْكُوَا بِنِ الْمُنْذِرِ اَوْ حَا كَرَا نِيْ اَوْ جِيَا كِي اَوْ سَكُوْ اَوْ رُوَايْتِ كِيَا حَا كَرَا نِيْ اَبْنِ عَبَّاسِ كِي رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَ كَرْتِ تَمَّ
جَرَا سُوْدِ بَعْدُ بُوْ سَ لِيْنِ كِي اَوْ اَيَا سَا هِيْ كَرْتِ تَمَّ اَبْنِ عَبَّاسِ اَوْ كَرَا كِي دِيْجَا مِيْنِ عَرَضِ كُو كِي بُوْ سَ دِيَا اَوْ سَكُوْ يَحْرُ سَجْدَ كِي اَوْ اَوْ
كِي اَوْ دِيْجَا مِيْنِ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو كِي اَيَا سَا هِيْ سُوْ كَرَا يَهُوْنِ مِيْنِ اَوْ سَكُوْ رُوَايْتِ اَسْكُوَا بِنِ الْمُنْذِرِ اَوْ حَا كَرَا نِيْ اَوْ جِيَا
اَوْ سَكُوْ اَوْ جَبْ جُومِ يَهُوْ تُوْ جِيَا سَ بَاوْ سَ كَرَا كِي اَوْ سَكُوْ اَوْ سَاوْ سَلْ كِي جِيَا سَمِيْنِ يَرْ اَوْ سَمِيْنِ اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي اَيَا سَا هِيْ سَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعوا فان الله كتب عليكم الشعی یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ تم پر دوڑنا یعنی دوڑنا صفا اور مروہ کے درمیان اور ذیل پہنچ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا جملہ علیہ ان یطوف بوجہ ما یعنی نہیں گناہ ہو سیکر طواف کرے درمیان ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدیہ اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ مصنف میں اور بورنی حدیث یون بن عن صفیۃ بنت شیبہ عن جلیبہ بن عبد الرحمن عن ابي اسحاق عن ابي اسحاق عن رسول الله صلى الله عليه وسلم یطوف والتاس بین یدیه وهو ذکاء لهم وهو لیسعی حتی ارکب رکتیکہ من شدۃ مما لیسعی وهو یقول اسعوا فان الله كتب عليكم الشعی اور روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے اور طریقے سے کہ صاحب تفسیر نے اسناد صحیحہ یعنی اسناد او صحیح ہے اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا والمروة من شعائر الله یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیں ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابد کما عما بدأ اللہ بہ یعنی شروع کرو اس سے جس طرح علیہ السلام نے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو ابن قس نے نسائی اور داؤد قطنی نے اور اخراج کیا اسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابن ماجہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھر صفا مروہ تک کا ہوتا ہے پھر مروہ صفا تک دوسرا پھر اس طرح شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مروہ پر اور روایت طحاوی میں ہے کہ کسی صفا تک پہنچ کر پھر مروہ صفا تک ایک پھر ابھی حاصل یہ کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا ایک پھر ابھی تو اس حساب سے چودہ پھر تک اور ختم صفا پر ہوگا اور حج اول مذہب ہے کہ پہلے عروہ پہنچے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوۃ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے **ا** ان الله احل فيه المنطق فمن نطق فلا ينطق الا بخير یعنی جلال کیا اللہ تعالیٰ نے اوس میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوعہ اور موقوفہ دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوعہ صحیح ہے غیاں سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور کمالاؤ اسکویہقی نے روایت موسیٰ بن عیینہ انھوں نے لیث بن ابی سلمہ سے انھوں نے عطاء بن طاؤس سے مرفوعا ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اسکو شافعی نے متوفی لیکن عطاء بن سائب فقہ ہے اور زیادتی تقدیر کی مقبول ہے اور حفظا اسکا اخیر میں تفسیر ہو گیا تھا اور جسے اوس نے قبل تفسیر کے ساتھ روایت اسکی صحیح ہے اور تفسیر میں اوشے قبل تفسیر کے ساتھ ہی اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوۃ فاقولوا فيه الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہو سو کہم کہم اور اوس میں کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام کے میں ساتویں تاریخ اور سکھائے اوس میں طریقے حج کے مثلاً اٹھنا منی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہ سے ان کے سب طریقے بتلائے اور دوسرا خطبہ پڑھا دن عرفات کے اور پھر خطبہ کیا دھوین تاریخ منی میں تو پھر خطبہ میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک منیٰ دن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے تاریخ دسویں تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویج یعنی انھوں نے تاریخ پچھونے کے اور ترویج منیٰ سیراب کرنے کے کوین

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں مئی کی طرف اور ٹھہرے وہاں روز عرفہ کی فجر تک پھر وہاں عرفات کو جاؤ **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر میں ہے کہ جب جہاد نرو یہ کانوجہ کی انھوں نے طرف مئی کے اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں ان کے ساتھ ظہر اور عصر اور خرباؤ عشا اور فجر پھر ٹھہرے تموزی دیر یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن تروی میں کے میں پڑھے اور جب عرفات کو جاؤ کہ لا الہ الا انت سبحانک انک انت الغنی وعلیک توکلک ووجہک اردک فاجعل ذنبی مغفوکا ورحمتی مغفورا واذ حکمتی ولا تخف بکونی واقض بصری فانت حاجتی انک علی کل شیء قدير اور لیک کے اور ذکر کر کے اور تہلیل کرے اور مروی ہے یہ ابن سعد سے روایت کیا اسکا ابو ذر **ص** اور عرفات میں ان کے ٹھہرے رطین عرثہ میں کہ ایک مقام ہے اس جگہ نہ ٹھہرے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ شیعہ کی جگہ ہے اور نہ ٹھہرو رطین عرثہ میں اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور نہ ٹھہرو رطین محشر میں روایت کیا اسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو ابن عبد بنی کمال میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد اسکا ضعیف ہے **ص** اور جب رطل ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند جمع کے اور سکھائے او میں طریقے حج کے شاکھ ہونا عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جبار اور نحر اوطق اور طواف زیارت **ف** اور یہ مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور امام احمد وغیرہ **ص** اور پڑھے ان کے ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے **ف** اور جمع کرنا اس مقام میں صحیح حیوان ثابت ہے ذکر کیا ہے انوکھ کیا بالصلوۃ میں **ص** اور شرط اس کے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام ہو دونوں نمازوں میں نہ جائز ہوگی عشاء کی جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس شخص کے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر اسکو پڑھنا ساتھ امام کے گو وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر اپنے وقت میں اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں گوسا ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر میں اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص** پھر جاؤ یہ طرف موقوف کے اور غسل کرنا اور وقت سنت ہے **ف** اتوا اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہے غسل عرفہ کی کتاب الصلوۃ میں گذری **ص** اور کھڑا ہوا امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے مونہہ قبلہ کی طرف کر کے اور دعا مانگے خوب گوشاں عجز و راسی اور کھڑے طریقے حج کے اور کھڑے ہو دوین لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور مونہہ سب کا قبلہ کی طرف ہو کر اور اکام کلام کو **ف** لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر ہونا سو اسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کیا یہ جابر سے اور مونہہ کرنا قبلہ کی طرف سو اسو اسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر التواقف مکاتبتقبل کیہ القبلة یعنی بہتر توقف وہ ہیں کہ مونہہ ہو کر اونٹین طرف قبلہ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں با لئی لیکر ہی روایت کیا حافظ ابونعیم نے تاریخ اصباہ میں محمد بن صلیب نے انھوں نے ابن زہاب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر الحج اس ما استقبل بہ القبلة یعنی بہتر مجلس یہ ہیں کہ مونہہ ہو کر اونٹین طرف قبلہ کے اور روایت کیا حاکم نے ابوب میں ایک حدیث طبرانی اور ابی داؤد اور اسکا یہ کہ ان لکل شیء شرفا واکل شرف العجا لیس استقبل

نحوہ اہتمام و اہتمام
نام و نام خانوادہ
عید و عید و عید
نعم و نعم و نعم
نعم و نعم و نعم
نعم و نعم و نعم
نعم و نعم و نعم
نعم و نعم و نعم

میں کہ نماز رومی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اؤکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے
فصل آبر بر بیان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور مونہ کی طرف قبلہ اور دعا مانگی اور تکبیر اور تمہیل کسی اور توحید بیان کی تعالیٰ کی
نواپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب و شنی ہو گئی ہو قوف کیا افتاب کے طلوع ہو تک **ص** اور یہ قوف ہمارے نزدیک
واجب ہے اور کن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا قرأوا للہ عند
المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہاتھ اور یہ وہم کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت کہا ہے
اور دلیل ہماری ابن الکمال فتح القدیر میں بیان کی ہے اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا اہل احسان نے ابن عباس کہ تھے سوال
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رہی کریں جبکہ بیان
کہ طلوع ہوا تھا تو اگر کرنا نہ حکم کرتے آپ انکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن جہر
نے عروہ بن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز میں اور قوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ لوٹے اور قوف کرے چاہا وہ عرفہ میں یا دن سو تمام ہوا حج اوسکا حکم نے صحیح علی شریک کا کافی الحدیث یعنی
صحیح ہے اور شرط اکثر محدثین کے تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے مینی میں اور رہی کرے
جمہر عقبہ کی بطنی اوستی سات بار اوٹھیں اور تکبیر کے ساتھ ہر تکبیر کے **ف** یعنی سات لکڑیاں چھوٹی چھوٹی لیکھیں
اور ہر ایک ساتی ہر طرف کے میں اور چھوٹی لکڑیاں اس واسطے چھیننے کہ ذلت بہ شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جس مقام
چاہے لکڑیاں اوٹھائے مگر نزدیک جمہر کی کیونکہ اوسکے نزدیک لکڑیاں میں مروون اور یہ حدیث میں ردی اور جمہر معنی چھوٹا
سنگریز اور عقبہ تک گھائی کو جو ہار دن میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہے سنگریزوں کا کہ چھینکے ہیں
لوگ اور کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور معلوم نہیں ہیں اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک ہزار لکڑیوں کا ہو جاتا
حضرت ابن عباس کہ نہیں جانتا تو نے جب کاج قبول ہو جاتا ہے تو اوکلی لکڑیاں اوٹھتی جاتی ہیں اور جب کاج قبول نہیں ہوتا تو اسی جگہ
بڑی بڑی ہر ایک ہر ایک کہ جب سنائیے یہ اوٹھنے سینے اپنی لکڑیوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا میں پاس جمہر کے اور ڈھونڈھائیے
اؤکو سو نہ بابا میں اور نماز رومی جو قسم سے زمین کے ہو کھلا لکڑیاں چھوٹی وغیرہ لعل اور یا قوت اور چاندی اور سونا اور پسیا اور
چھوٹی لکڑیاں گونٹے اوکلی کی اوکلی سے چھیننا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام علیہ السلام یعنی
لازم ہے چھیننا لکڑیوں کا اوٹھیں اور مروی ہے صحاح میں روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ اور آسان یہ ہے کہ لکڑی گونٹے
اور کھلے کی اوکلی کے کٹاے سے پڑے اور اوسکو چھیننے اور اگر بڑی لکڑیاں چھیننے درست ہو سوا اسکے کہ پڑے بڑے پڑے چھیننے
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رومی کی عقبہ کے اوپر دست ہے لیکن تعب یہ ہے کہ بطنی اوستی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رہی کرتے تھے جمہر کی بطنی اوستی اور آپ سوار تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر تکبیر کے آخر حدیث تک یہاں تک کہ لاوازم
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ اگر کرین بعض تم میں بعض اوجب چھینکو تم تو چھینکو لکڑی کی خدمت یعنی چھوٹی لکڑیاں
اوٹھیں اور مروی ہے بہت حدیث میں اور اگر کھلے تکبیر کے سبب آں اللہ کہ اوتا نماز ہو اور لیک کہنا سو قوف کرے جب پہلی
لکڑی چھینے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر لکڑی کو ذوالنیکو کافی ہو جاوے گا لیکن مخالفت ہوگی

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر رمی کرنا **ف** اس واسطے کہ روایت بنو عیسیٰ علیہ السلام سے کہ جب حلق کیا انھوں نے رجوع کیا طرف مکہ کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پھر سے پھر لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر کی منی میں اخرج کیا اسکا مسلم نے ابن عمر سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمر غلط تھے دن کے پھر رجوع کرتے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا بنو عیسیٰ علیہ السلام نے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے صحیح مسلم میں موجود ہے خلاف اسکے کہ سوار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور طواف پڑھ کر منی کے میں اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ کوئی انہیں سے وہم ہو اور ثابت ہے حضرت عائشہ سے شل حدیث جابر کے اور اسناد میں اوسکی اتنی حجت ہے صحیح مذہب پر اور اس واسطے کہ اسنادی نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابن الاکرم جب معارض بن حدیثین اور ضروری پڑھنا نماز ظہر کا کسی جامع تو مسجدی برام میں تہریروں جو کثرت ثواب کے اوس میں اور باقی سب امور حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں **ص** اور جابر زکری می کرنا سوار ہو کر اور رمی جمر اولی کی جو مسجد خیمہ کے پاس ہو اور جمرہ الوسطی کی جو اسکے بعد ہے بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جمرہ عقبہ کی سوار ہو کر افضل ہے **ف** اور ضروری ہے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا میں ابو یوسف کے پاس اوس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوس میں کہ گھول دیں کھین اپنی اور کہا مجھے کہ رمی کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیادہ کرنا افضل سو کہا میں پیادہ کرنا خطا کی توفی سو کہا میں سوار ہو کر خطا کی توفی اور کہا کہ جو رمی کرنا اسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا لازم ہے وہ پیادہ کرنا افضل ہے اور جو ایسی نہیں اوس میں سوار ہو کر افضل ہے اور بیان کی وجہ اسکی تو میں جہاں لوگ پہنچتے یہاں تک کہ نہ پہنچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر لوگ انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اپنے حفظ و یاد کو مت وقت بھی اس طرح حال حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں بھیج دیا اور اقامت کی منی میں اسطری کے مکروہ **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمرہ من قدام ثقلہ قبل الشرف فلا یحجر لہ یعنی جو شخص بھیجے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں ہر حج اوسکا اور عمارہ کہا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ من قدام ثقلہ من قدام ثقلہ یعنی لیکہ یسفر فلا یحجر لہ اور منی میں جب سے قریب جیسے کہ رات کو بھی اوسی جاسے اور مکروہ ہے کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر ہے اس واسطے کہ حضرت ابن ابی شیبہ نے عمرہ من قدام ثقلہ کان یحجر ان یسیرت احد من وزراء العقبة وکان یا مہر ان یذخلوا منی واخسج ایضا عن ابن عباس نحوہ و آخر حج ایضا عن ابن عمر انہ کرہ ان یتنام احد ایتام منی بملکہ اور معنی اسکے یہ کہ مکروہ ہے یا ام منی میں سوانسی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب کوچ کرے مکہ کو اور سے محضت میں **ف** اس واسطے کہ اور سے تھے اوس میں سوار ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ صحیح ہے میں **ص** طواف کرے طواف صدر کا سات پھر بغیر رمل اور سعی کے اور طواف واجب ہے اگر اہل مکہ پر **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانہ کعبہ طواف ہو کر ماضیہ عورتین اور نخت دی او کو اوس کے ترک میں کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین میں بھی ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ مکہ کے پہننے والے ہیں اور نہ پہنچا

۱۰

مذہب شافعی کے مطابق ہے

واجب نہیں ہوا اس لئے کہ طواف وداع یعنی خیمت کا ہی اور کئے کے لوگ کہے سے خیمت نہیں ہوئے ہیں **ص** پھر یہ کہ
بانی زمرم کا **ف** روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر بانی دنیا میں بانی زمرم کا ہے
کہ وہ زمین کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو بانی زمرم کا بھوکا شخص سیر ہوگی نیت سے پی لیکو خدا کو سکوایا پھر
سے سیر کرنا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور راوی اسکے نقض ہیں اور روایت کیا اسکو ابن عباسؓ نے بھی
اتخذ حدیث تک اور روایت کیا ہذا سند صحیح کے ابو ذرؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی زمرم کا کھانا سیر کرنا
اور شفا ہی بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم نام رکھتے تھے زمرم کا شہاب یعنی سیر کرنے والا اور ہم ہاتھ تھے
اسکو اچھی مدعیال اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اسکے ہانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اسکو طبرانی نے
کبیر میں اور اسناد صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اماناء زمنم لیسما شرب لہ ان شربت
لنشفی شفا اللہ ولان شربتہ لشبعک استبعک اللہ ولان شربتہ لعطش ظمراک قطعہ اللہ وہی
ہزمۃ جبریل و سقی اللہ اسمعیل یعنی بانی زمرم کا جس واسطے سیاجا تا ہی اسی کیواسطے ہوتا ہے اگرچہ تو اسکو
شفا کے لیے شفا دیکھا جگہ اللہ تعالیٰ اور اگر سیر ہوئے واسطے پیہ سیر کر دیکھا جگہ اللہ اور اگر پیاس موقوف ہوئے کے لیے پیہ موقوف
کر دیکھا پیاس کو تیری اللہ تعالیٰ اور وہ بانوں مارنا حضرت جبریل کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت
اسکو دارقطنی نے اور سکو کیا اوس سے باوجود کہ شیخ ابو حکاؤسمین عمر بن جین شامی نے طعن کیا اور پھر وہی نے سبب سے کہنے
اونکے کے اور حدیث پر باوجود اس بات کے کہ ضعیف کیا اسکو دارقطنی نے اور مروی ہے ہذا سند کہ کاذب کہا انھوں نے اسکو
اور اوسکے واسطے اور طعن ہیں اور کہا کہ یہ حدیث اس سند سے باطل ہے نہیں روایت کیا اسکو ابن عیینہ نے بلکہ عرف حدیث
جابر کی ہے روایت عبداللہ سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرکین اور زیادہ کیا ولان شربتہ لشبعک قطعہ اللہ
احاذک اللہ یعنی اگرچہ تو اسکو دارقطنی نے لکھا ہذا سند صحیح ہے اور تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بیت بانی زمرم کا فرمایا
اللہم انی استأثرتک علما نافعاً ویرثہ قباؤا سعاً وشفاء ثم کل ذاء اور اس حدیث کی صحت میں کامی ہو گیا
اور سکو ابن المہتمم او طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل میں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے بہت طریقوں سے اور یہاں حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی اسکا اور اپنے اوسین سے ایک قول نکالے کہچہ پانی پی لیا اور باقی کو اوسین میں ال دیا روایت کیا اسکو وارثی
تاریخ مکرمین اور ابن سعد طبقات میں اور بعض وایتوں میں ہے کہ اپنے اوسین تمھوک دیا تھا اس سے اسکو یہ عزت و شرف حاصل
روایت کیا اسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے **ص** پھر بوسہ دیکو کھٹ کو اور کھے سینا پڑا اور ہونا پناہ سترم اور ہونا
درمیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کہے کا ماتھے میں پڑ کر روتا ہوا دماغے نہایت مجرور رسی اور وہاں سترت کرتا ہوا
روتا ہوا کہنے کی مفارقت اور جدائی میں اولیٰ بانوں کو نے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لٹے **ف** روایت کیا ابو داؤد نے
عمرو بن شعیبہ سے کہا کہ لکھو انکی سیانہ ساتھ عبد اللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کہنے کے کہا سینے کی انھیں پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگنا
میں دوزخ سے بھگتے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہو درمیان کن اور باکے سوکھا سینہ اپنا اور ہونا و دونوں ہاتھ
دونوں کف کو اور کشاہ کیا اسکو پھر کہا ایسا ہی دیکھا تھا سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اسکو ابن عباسؓ نے

یا دارم کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یعنی کعبہ میں جانی ہوا اسکو تقلید بد نہ کہتے ہیں **ص** فضل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلتہ تھا شک کا احرام میں یا نذر اس کے مثل قربانیوں کے سبب جنایت کے جو اگلے سال میں ہو سکتے واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی تھا کہ اسے اسے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں نہ کار کرنا احرام ہوا اگر کرے تو برا ہو سکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جانیات کا بیان لگے تو **گ** کا **ص** اور وہ ارادہ کرتا بھی حج کا یا قربانی نہ بھی ہو سکتا کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہو اور متوجہ ہوا ساتھ اس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہو جاتا ہے **ف** اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَهُ فَقَدْ أَحْرَمَ بَعْضُهُ تَقْلِيدَ بَدَنِهِ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث پہلے میں ہی اور مرفوع نہیں پائی گئی مان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن عباس اور ابن عمر سے اور بخاری اور بخاری سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اسے بدنہ کی کو کہا انھوں نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارہوا مثل اس کے حدیث مرفوع میں نکالا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا بزار نے سنن بیہقی سے اور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعضوں کو اوپر لانی نے قیس بن سعد نے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کیا یعنی اشعار سے اونٹ کی کو یا ان میں بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یا اسکی بیٹھ چھو کر کو ڈالا یا تقلید کی گبری کی محرم ہو گا **ف** اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہوا و صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہوا اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اور کچھ مضائقہ نہیں ابومین اور جہول ڈالنے سے اس واسطے محرم نہیں ہو گا وہ واسطے حفاظت کرے نہ مکھیوں وغیرہ ہوتی ہی تو عمر کے فعل میں اسکا شمار نہیں **ص** اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہ ہو گا جب تک کہ خود اس سے مل نہ جائے اور اگر ساتھ نہ ہو ابدن کے بلکہ فقط اسکو بھیج یا محرم نہ ہو گا اور جب مل جاوے گا محرم ہو جاوے گا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہتی تھی بنی اسطہ بنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلائد او بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھوا اور طلال ہوتی تھی اور یہ موی ہریت حدیثوں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری نے **ص** اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے نزدیک اونٹ اور بیل بھی بجناد و فون درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سدا اونٹ کے درست نہیں بلکہ ان کی فسخ القید میں کو بھی

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن فضل ہے حج مفرد اور تمتع سے **ف** جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو لکھ چکا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تنہا کرنا حج کا اس طرح کہ ہر سال میں عمر کو کہے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمر کے افعال کرنا حج کے مہینوں میں او قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمر سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی ساتھ لیے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا واسطے ہے کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہو ان چیزوں میں حج احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عمر اور حج کے خلاف قرآن کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمر کے کوئی جنایت کرے یا قربانی لازم ہوگی **ص** اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمر کے ایک بار میں میقات **ف** اور قرآن فضل ہے تمتع اور مفرد ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے افراد سے کیونکہ روایت کیا طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے يَا أَهْلَ مُحَمَّدٍ أَهْلُوا الْحِجَّةَ وَالْحُمْرَةَ یعنی اہل اللہ کو یعنی بلند کرو آواز میں اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمر کے ایک ساتھ اور حضرت صلی اللہ

پس تک ساتھ اسکے اولیٰ ہوا و ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے گھلا اور مسکود قرطبی نے محمد بن علی زیدی نے انھوں نے عبد اللہ بن ہادہ انھوں نے شعیبہ انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے مطرب سے انھوں نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن جی کہ ہادہ قرطبی نے ثقہ ہی اور ذکر کیا اور مسکود ابن حبان کتاب الثقات میں ہوا اسکے گواہ قرطبی نے اس حدیث میں اور کسی طرف وہ ہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا ساتھ حج اور عمر کے اور نہیں کر رہے وہ میں سعی اور طواف کا اور حاصل ہے کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے علاوہ اسکے کہ قرطبی یہاں سے سعید اور حضرت علی سے کہا ابن ابی شیبہ ثنا ہشیر عن منصور بن زاذان عن الحکم بن عزیار عن یحییٰ بن ماری ان علیاً بن مسعود قال کان فی القرآن يطوف طوافين وليسعى سبعين فهدى لاهل الكعبة الصلابة عمر وعلي وابن مسعود وعمر بن الخطاب بن حصين رضي الله عنهم فان عارض ما ذهب اليه في الآية ومن هذا رواية غيرهم ومما ذهبه كان قوله وير ما ينفذ مئة مع ما يساءل قوله لم يرد ايتمهم صا استقر في الشرع من صبيحة اذ الى اخرى انه يفعل اذا كان كل منهما هذا ما قال الشيخان الامام في حاشية الهداية **ص** اور قربانی کے قرآن میں بدرمی کے دن تحرکے اور اگر نماز ہو قرآنی سے تین روزہ رکھے کہ اخیر روزہ اور کاعرفہ کے دن جو یعنی ساتویں تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزہ بعد حج کے رکھے جہاں چاہے یعنی بعد ایام تشریق کے کہ اندون میں روزہ رکھنا حرام ہے **ف** اور قربانی یا بکری ہو یا گاو یا اونٹ ہو یا اساتوان جسہ گایا اونٹ کا ہو کہ ہو کہ نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے فمن تشعرا بالعمر قال الحج فاما استيسر من الهدى یعنی جو شخص تنوع کرے تو اوپر لازم ہی ہے اور تنوع بھی مثل قرآن کے ہوا اور روزہ رکھنا بھی قرآن سے ثابت ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام في الحج وبعقة اذا اجعتك تلك عتسہ کا مکملہ ہے یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوپر لازم ہیں تین روزہ حج میں اور ساتھ جب ہاں لوٹے یہ دس روزہ بولے پورے **ص** تو اگر فوت ہو تین روزہ مقرر ہوئی قربانی **ف** یعنی پھر قربانی کر نہ ہو روزہ اور اہم شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزہ رکھے اور قربانی واجب نہیں اور امام مالک کے نزدیک بعضی دنوں میں روزہ رکھنے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ جب عرفہ کے دن تک روزہ نہ کرے تو بار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گزر گئے تو اب جو روزہ رکھیگا تو حج میں نہوئے اور اللہ تعالیٰ فرمایا فصيام ثلثة ايام في الحج یعنی روزہ تین دن حج میں چاہیں **ص** اور قارن اگر مکہ میں گیا بلکہ پہلے ہی وقوف کیا عرفات میں باطل ہوا عہد او سکا اور واجب ہوئی اوپر قربانی عمر کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قرآن کی **ف** یعنی عمر کے ترک کیا اوستہ کیونکہ طواف نہ کیا اور کھول لایا احرام بغیر اسکے تو واجب ہی اوپر قربانی اور قربانی قرآن کی واجب نہوئی کیونکہ قرآن اوستہ جگہ پایا نہیں گیا **ص** اور تنوع ہر حج مفرد سے **ف** اسوائے کہ تنوع میں جمع ہو درمیان دو عبادتوں کے مثل قرآن کے **ص** اور تنوع یہ ہے کہ احرام باندھ عمر کے لیے مبیقات حج کے مہینوں میں اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور وقوف کرے لبیک کو اہل طواف میں عمر کے پھر احرام باندھے حج کا دن ترویج کے او قبل اسکے افضل ہی اور حج کرے مغفہ کے مانند جیسا کہ گداف اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہیں ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا معاویہ بن جعفر نے

کہ تھک رہا تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے میں تھا واللہ اعلم کو اول طواف میں موقوف کرے ہوا
 کہ روایت کیا ترمذی ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے میں جب دوسرے دیتے تھے جو ہود کو اور کہا
 ترمذی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہے عمرہ کرنے والا بوسے حج بنو
 اور یہ حدیث میں جنت میں امام مالک پر نزدیک اسکو لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے **ص** مگر فرق یہ ہے کہ بل کر
 طواف نہایت میں اور سعی کرے بعد اسکے اور اگر منع ہے قبل جانے مئی کے بعد احرام کے طواف کیا اور سعی کی تو اب طواف
 زیارت میں مل کرے اور نہ سعی کرے بعد اسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اس پر لازم ہے سب کچھ کرنا اور نہ کافی ہو
 اسے قربانی دن نحر کی اور اگر عاجز ہوا اسے روزہ رکھے مانند قرآن اور یہ تین روزہ کھنا جائز ہیں بعد احرام کے نہ قبل احرام
 اور اخیر انکی مستحب ہے یعنی تین روزہ جو رکھے جاتے ہیں حج میں جو قربانی میسر نہ ہو تو اسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں کھنا
 درست ہے اور افضل یہ ہے تاخیر کرے اس طرح پر تین روزہ پورے رکھے اور اخیر روزہ عرفے کے دن پر اور اگر منع قربانی کو مانگنا
 چاہے اور یہ افضل ہے احرام پہلے اور اپنی ہی کو بھلا کر اور ساقی یعنی پیچھے سے ہی کو مانگنا افضل ہے اسکو آگے چلے کیسی پیچھے سے
 اسکو خود کہتے ہیں **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا و اعلیفہ میں اور ہایا آپ کی مائے جانی تھیں لگے انکے
 مگر جب ساق سے ہی نہ چلے تو خود کرے **ص** اور تقلید کرے بدنہ کی اور یا ولی کی تحلیل سے **ف** تقلید کے معنی یہاں کر کے
 یعنی اونٹ لگے کے گلے میں جو تانوشہ دان وغیرہ ڈال دیو اور تحلیل حصول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تحلیل
 اسواسطے کہ حدیث میں تقلید اور جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہو ولا الھدی ولا القلائد **ص** اور تحلیل سے
 محرم نہیں ہوتا جب تک لبیک کہے اور تقلید سے ہو جائے ہی اور مکروہ ہوا شعار یعنی جبر و بنا کو مان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر کرے
 تو بائیں طرف سے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیز مارا اسکی بائیں طرف میں قصد اور دائیں طرف میں اتفاقا اور
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہ ہے شتکہ کے **ف** اور شتکہ کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اسے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر نہ کیا ہونگے
 سے اور شتکہ حرام ہے مگر قتل واجب ہے تو کیونکہ نہ ہو گا قربانی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
 اسواسطے کیا تھا کہ شتر کین تعرض کرتے تھے ہایا مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اس سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ رکھا اللہ
 نے اشعار کو اپنے زانے کے لوگوں کی واسطے کیونکہ وہ آدمین انکے کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اس سے رایت زعم کا اور بعضوں نے کہا ہے
 اختیار کرنا اسکا تقلید پر مکروہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے روایت ہے جامع ترمذی
 کہ میٹھے تھے ایک بکرہ و کبچہ اور حیث یہاں کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اشعار
 شتکہ ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار شتکہ ہے تو نہایت غصے ہوئے کہ وہ اشعار علیہ و رکما کہ میں تو جسے حدیث بیان
 قول سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہوا اسے مقابلہ میں فعل ابراہیم کا اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے تو پھر نہ خلاصی ہو تیری جب تک کہ
 باز آئے تو اس قول سے انتہی ہو سب غصے ہوئے کبچہ کا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اسے مقابلہ میں کوئی
 کسی بچہ کا قول مخالف اس کے بیان کرے تو لائق تنبیہ ہے اسواسطے کہ معاوضہ نہ کرنا یہ وہ قول غیر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد

ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 کی روایت ہے کہ
 مکروہ و جائز ہیں
 کہ مکروہ و جائز ہیں
 والے نے فرمایا
 ہے کہ یہ

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سر کا ساتھ منہ مہی کے یا تیل لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور تیل خاص کر
 زیتون کا یا تیل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہو اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو
 بالون میں استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگر میں تو اوسپر کچھ نہیں اور اگر تیل خوشبودار جسے تیل خشکا
 تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہو کپڑے کو پہنا یا چھپا یا سر کو ایک آن تک یا مسد یا چوٹھائی سر کو یا پچھنے
 لگانے کی جگہ کے بال مؤنڈے یا ایک بٹل کے بال یا دونوں کے بال یا زیر زنا کے دور کیے یا ناخن ہاتھوں کے یا سر کے ایک محل میں
 یا ایک ہاتھ یا ایک کچے یا طواف قدم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جب تھا یا فرض طواف ہو وضو کیا یا الواعظت سے قبل امام کے
 یا ترک کیا طواف زیارت میں یا یک پھر یا دو پھر یا تین پھر کیونکہ اگر تین پھر سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہے گا یا نہ لگا طواف کے یا ترک کیا
 طواف صدر کیا یا چھپا کر کسی کے جسم کو کر لیا یا وقف منہ کو یا سببی کو یا ایک آن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی جو حرمہ عصبہ کی ہون
 خر کے یا اکثر لوگوں کے ترک کیا یا شاپارنگ یا مان پھینکنا ترک کر لین اور باقی پھینک لین یا حلق کیا زمین میں اسطرح کے یا سحر کے ہوا
 کو صلیق تپا ہنسی میں اور وہ حرمہ میں داخل ہوا اور جو عمر کرنے والا سخل گیا سحر قبل حلال ہونے کے اور پھر یا حرمہ میں تو اوسپر کچھ نہیں اور حج
 کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اوسپر دم لازم آوے گا یا بوسہ لیا یا چھوا شدہ سے انزال ہوا یا نہو یا ناخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی یا تم سحر
 یا ایک فعل کو دوسرے مقدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی یا قربانی کی قرآن کرنے والے نے قبل رمی یا حلق قبل فسخ کے تو ان سب سے توبہ
 اوسپر دم لازم ہو اور قارن پر دو دم لازم آوے گا اگر حلق کیا اوسنے قبل فسخ کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت اور ایک دم
 ذبح کی ناخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین ایک دم لازم آوے گا **ف** اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن
 ڈھانپنے یا سیسے ہو کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگر ایک تیس کی ضرورت کے وقت تیس
 بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عامہ بھی باند اور اگر ایک عضو کے ڈھنکنے کی ضرورت کی وقت دو عضو کو چھپا یا جیسا کہ
 سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ اگر کفار لازم
 آوے گا **و** اور اگر خوشبو لگائی کہ ایک عضو سے یا چھپا یا سر یا سینا یا سینا ہوا یا پٹا پہنا یا آن کے کم میں یا مؤنڈا سر کو چھپائی یا سر یا سر
 ناخن کم یا پنج سے یا باغ متفرق یا طواف قدم اور صدر کا وضو کیا یا سات پھر و ن میں طواف صدر تین پھر ترک کیے یا تین
 حرمہ میں ایک کی رمی ترک کی یا مؤنڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیو نصف صاع کیونکہ اور اگر خوشبو لگائی یا سر مؤنڈا عذر ذبح کر
 یا صدقہ دیو تین صاع طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین روز کے اور اگر اوسنے وطن کی اگر چھوٹے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو
 فرض ہو یا طواف بجاوے گا حج اوسکا اور حج کرنا چاہا جاوے اور فسخ کرے اور پھر فضا کرے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھوڑ دے حج کی
 فضا میں اور نزدیک امام مالک کے چھوڑ دے اوسکو جب تک لین و نون اور امام زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور امام شافعی کے نزدیک
 جب اوس مقام کو پہنچے جہاں جماع کیا تھا اوس سے چھوڑے اوسکو اگر وطن کی بعد وقوف کے تو نفاس نہ ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا
 بدنا اور وطن میں بعد طواف کے ایک کبوتری لازم آتی ہے اور عمر میں اگر اوسنے چار پھر طواف کے کر لیے اور بعد اوسے جماع کیا تو نفاس نہ ہوگا
 اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عرفہ فاسد ہوگا تو کرنا چاہا جاوے اور ذبح کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نے فسیح ہو جائے

یہ امام مالک کا
 خوشبودار ہونے سے
 تیل خشکا اور سیسے کا
 اور تیل خشکا کا
 وغیرہ ترک
 منہ کو فیض

ص اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اسکے اوکھا لیے یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جوار و سیر نقصان پہنچا ہوگا
 دینا پڑیگا اور اگر کسی ہمارے اوکھا لیے یا اس کے بیک کاٹ ڈالے یا بغیر توڑ دالیا یا اسکو توڑا اور اس میں سے بچہ نہ نکالا تو اسے رشتہ
 قیمت دینا پڑیگی اور یہ کائنات میں سارے جانور کی قیمت لازم آوے گی جو اس کے اوکھ کو بچا کر دیا اور اسکو توڑا نہیں اور کسی قیمت دیکو
 اور اگر بچہ بھی مردہ ہو جس سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیکو اور جو شخص احرام سے نہیں ہو وہ بھی اگر حرم کے جانور کو نکال کرے یا اسکا
 دودھ دیکو یا دمان کی گھاس کاٹے اور درخت کو دمان کو کسی ہلکے ہلکے ٹکڑے میں ہار دے اور نہ اسی اوکھ کو بچے کی قیمت دیکو اسکا لازم آوے گی اگر
 جو گھاس خشک ہوگئی ہو یا درخت خشک ہو گیا ہو اور ان چار چیزوں میں روزہ نہیں ہوتا **ف** کہ عبد الزات نے **حدیث**
 سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكِرِيِّ الْجَنْجَنِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَمَّاسٍ قَالَ فِي بَيْضِ الثَّعْمَانِ يُصِيبُهُ
 الْحُمُّ ثَمَنُهُ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْهُ قَالَ فِي كُلِّ بَيْضَتَيْنِ دِرْهَمٌ وَفِي كُلِّ بَيْضَةٍ نِصْفُ دِرْهَمٍ وَرَوَى
 ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 فِي بَيْضِ الثَّعْمَانِ قِيمَتُهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حُصَيْنٍ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
 مِنْهُ عَنْ عُمَرَ مَقْطَعًا وَأَخْرَجَ عَنْهُ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالْخُفِيِّ وَطَاوُسٍ وَفِيهِ حَدِيثٌ مَعْرُوفٌ عَنْ
 رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَائِدٍ وَالْأَفْطِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ هَكَذَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْحَكَمِ فِي كِتَابِهِ حَاصِلُ يَرْوَاهُ
 میں آدم اور میری اور یہ کہ ابن مسعود اور عمر اور ربیعہ نامیین **ص** اور جو اپنے دمان کی گھاس اور نہ کائے گا اور نہ کھائے گا اور نہ چبنے چن
 یا بیڑی کو قتل کیا صدقہ و جو چاہے اگر کہہ بہ مثل ایک کف طعام سے اور اگر کوئے او چیل اور سانپ اور چوہا اور کتا کاٹے والا ان
 چیزوں کو قتل کیا تو کچھ نہیں لازم ہوتا **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن جبرین دین کہ قتل کی جاویں چل اور حرم میں
 کو او چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری سلم نے اور یہ وارد ہے بہت حدیثوں میں اور ایک روایت ہے ابو داؤد
 کی کہ جو زندہ چل کرے والا ہو **ص** اور اسی طرح متحیر اور سپوا و جھڑی اور کچھو اور زندہ چل کرے والا اگر قتل کرے اسکو کچھ
 نہیں لازم آتا اور جانور جو واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور بچھو چلی ہوئی ہو اور محرم کو کھانا لادو
 جانور کا جسکو مالل نے یعنی جو شخص محرم نہیں اوستے شکار کیا ہو اور نہ بچھو یا اسکو درست ہو جبکہ محرم نے نہ بنایا ہو اور جانور کو
 اور نہ کھایا ہو اسکو شکار کا **ف** اور اس باب میں حدیث وارد ہوتی **ص** اور جو شخص داخل ہو کہ محرم میں اور اس کے پاس
 صید ہو تو اسکو چھوڑنے جب اس کے ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے یا اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے
 میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے
 موجود ہو اور اگر نہ ہو تو اس پر اگر کسی محرم نے صید کیا تو اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے
 میں جو اس کے ساتھ ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے جبکہ ہاتھ میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے
 واجب ہو اور جو کوئی شخص محرم تھا اور اس نے صید کیا پھر احرام باندھا اور اس کے ہاتھ سے دوسرے نے اسکو چھوڑ دیا تو چھوڑ دے
 والے پر اسکی قیمت لازم آوے گی اور اگر محرم نے کوئی صید کیا اور کسینا اس کے ہاتھ سے اسکو چھوڑ دیا تو اسکو قیمت دینا لازم نہیں اور جو
 کسی محرم نے دوسرے کو شکار کر دیا اسے احرام میں اسکو چھوڑ دیا تو اسکو قیمت دینا لازم نہیں اور جو کسی محرم نے دوسرے کو شکار کر دیا اسے احرام میں اسکو چھوڑ دیا تو اسکو قیمت دینا لازم نہیں

حدیث
 ابن ابی شیبہ
 ابن ابی عمیر
 ابن ابی حاتم
 ابن ابی نعیم
 ابن ابی شیبہ
 ابن ابی عمیر
 ابن ابی حاتم
 ابن ابی نعیم

اور جس چیز سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم تو فوراً منہ پر اوس خنجر میں ہدم میں ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا مگر جس صورت میں فاسق نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اس پر ایک دم ہی لازم ہو گا کہ وہ میقات پر پہنچا تو ایک احرام اوپر واجب ہو اور ایک واجب کی نسبت ایک دم لازم ہو اور جو شخص فاسق نہ ہو تو فاسق میں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہو اور اگر ایک صید کو حرم میں نہ شخصوں کے دونوں حالت اور احرام میں ہیں بلکہ ان دونوں پر ایک دفعہ نصف لازم ہو اور اگر یہ احرام کسی صید کو یا خریدہ اوسکو تو بیع باطل ہو اور اگر حج کیا تو کھانا اوسکا حرام ہو اور اگر وہ مسکن کچھ کھالیا اوسکو موافق اوسکے جتنا کھایا یا تو قیمت دینی ٹریگی اور جو اوسکو حج کیا کسی اور حرم کو کھایا اوسکو حرم میں تو نہیں لازم ہو گا مگر اگر کوئی کھانے کی ایک اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کھینے ایک ہری کو حرم نکال دیا اور اسے ایک بچہ بنا اور بچہ بھی مرنے لگا اور ہری بھی مرنے لگی تو کھانے والے پر دونوں کی جزا لازم ہو اور اگر تو کسی جلدیدی اور بچہ بچہ ہو اوسکا تو نہیں لازم ہو اور بچہ بچہ کی

باب میقات کے جانے میں بغیر احرام کے

ایک آقاؑ فرماتے ہیں کہ اگر وہ رکھتا ہے حج کا یا عمرہ کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات بغیر احرام کے لازم ہو گا اوپر دم اور جو لوٹ یا طرف میقات اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاوے گا اوس دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا یا نہ نہیں لایا تھا اور کیا طرف میقات کے اولیٰ ایک ہی تو ساقط ہو گا اوس دم نزدیک ہمارا اور امام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا وہ لیا تھا جہاں سو کا پھر یا طرف میقات کے لیکر کھتا ہوا تو نہیں ساقط ہو گا اوس دم اجماعاً اولیٰ کی قید ہوا وسطے پر کہ اگر لوٹ یا طرف میقات کے اولیٰ ایک پکارا تو امام صاحب کے نزدیک م نہیں ساقط ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہو جاوے گا اور اسی طرح کے کاربہنے والا جو ارادہ رکھتا ہے حج کا اور تمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور مکمل کئے دونوں حرم اور احرام باندھا انھوں نے تو لازم آوے گا دم اور دونوں پر ہوا وسطے کے میقات ان دونوں کا حرم ہو اور اگر کوئی کوئی کاربہنے والا بیتان میں داخل ہو کسی حاجت کو یا وسطے کو اس کے لیے داخل ہوئے مگر میں بغیر احرام کے جانے ہو اور میقات اوسکا بیتان ہو یا بیتان کے چوبستان ہیں یا بیرون بیتان ہیں یا حاکم کا ایک مقام میں داخل میقات کے اور خارج حرم ہو اگر کسی شخص نے چوبستان کا رہنے والا ہو یا اوسمیں داخل ہوا تھا احرام باندھا انھوں نے حل سے اور وقوف کیا عرفہ میں تو کچھ حرج نہیں ہوا وسطے کا احرام باندھا انھوں نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوئے مگر میں احرام لازم ہو اور سپر حج یا عمرہ جو بیتان میں نہ لے میں بغیر احرام پھر لوٹ یا طرف میقات کے اوس حال اور احرام باندھا حج کا اور سب سے جیسے مذکور تھے ان سے حج کی تو ساقط ہوا اوپر سے جو واجب ہوا تھا اوپر داخل ہونے میں بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو بیج کافی ہو جاوے گا اوس اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی ہو گا اور جس نے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرنا چاہا جاوے اور پھر فضا کرے اور زمین ہدم اوپر سبب ترک کرنے احرام کے میقات میں ہو چکے کاربہنے والا ہو اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہو اوپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر جاری پھر کرے لے تو ٹھیک کرے حج کے احرام کو سب سے نزدیک تو اگر تمام کر لیا اون دونوں کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور حج کرے قربانی اور احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا ان کے دوسرے حج کا لے سال میں اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل احرام لازم ہو گا اوسکو دوسرے حج بغیر دم کے لے اگر نہ حلق کیا لازم ہو گا اوسکو دوسرا ساتھ دم کے قیام برابر ہو کہ حلق کرے یا نہ کرے دم لازم ہو گا

۴
جس کا کہنے والا ہے
مذہب آقاؑ ہے

اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہیں کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک اتفاقی فی احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا لازم ہوئے اور عمرہ باطل ہو جاتا ہے ساتھ وقوف کے عرفات میں قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط وقوف کے طریق وقوف تو باطل نہیں ہوتا تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ کرنا چاہا کیا ذبح کرے اور تہب ہر ترک کرنا عمرے کا تو اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور اوپر دم لازم ہو اور جس نے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن عمرے کا یا اون تین دن میں حج کا دن عمرے کا متصل میں یعنی یا م تشریق میں تو لازم آویگا اوپر عمرہ اور ترک کرے اسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوپر لازم ہو تو اگر عمرہ کرنا چاہا کیا حج کا لازم ہو اوپر دم اور جب کو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اسکو اس واسطے کہ جب کا حج فوت ہوا ہو لازم اوپر کہ حلال ہو جائے عمرے کے افعال کرے اور قضا کرے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی مہل شرح وقفاً اوپر مین کو کر

باب احصاء کے بیان میں

اگر عمرہ کو کسی شخص نے روکا یا عمرے کے سبب رگ لگیا تو جو شخص حج منفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دوم اور نفر کرے ایک دن ذبح کا اگر پہلے دن عمرے کے ہو تو یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین نزدیک اگر عمرے سے روکا ہو تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رگ لگیا ہو تو تین جابزہ ذبح کردن عمرے کے **ف** اور ہر ایک نزدیک کا جانا یعنی احصاء میں سے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک نہیں ہوتا احصاء مگر دشمن کے سبب اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیطحاوی نے شرح آثار میں ثنا قد شاع علی بن معبد بن سداؤ العبدی صاحب قحط بن الحسن ثنا جابر بن عبد الحمید عن منصور بن عوف عن ابراہیم بن علفیہ قال لذر صاحب لثنا وھو محرم یعمس فذبحک ناہ لا بن مسعود فقال یبعث الھدی و یؤاخذ اصحابہ موی عدا فاذا انھم عنھ حل و یبہ الی حبر بن عی الاعمش عن کھارۃ بن عوف عن عبد الرحمن بن یزید قال قال عبد اللہ شتم علیہ عمن فبعد ذلک یعنی کہ اعلیہ نے نہ کہا اس نے اپنے شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہے یہ ابن مسعود کا انھوں نے بھیج دیا کہ وہی کو اور وہی نے اپنے لوگوں سے توجہ قربانی کوئی اوسے حلال ہو جاوے اور پھر اوپر لازم ہو عمرہ اور آیت بھی احصاء کی مرض کا بیان نازل ہوئی ہے **ص** اور جل میں اسکا حج جابزہ نہیں اور جب بوجہ قربانی اسکی تو وہ حلال ہو جاوے قبل حلق اور قصر کے اور لازم ہو اوپر اگر حلال ہوا حج سے تو اوپر حج اور عمرہ لازم ہو اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہو اور قرآن سے ایک حج اور دوسرے چارچین **ف** اور مروی ہے ابو عبد اللہ بن عباس ابن مسعود ذکر کیا اسکو رازی اور دوسرے بیان کیا ہے اسکو ابن مسعود اور قرآن میں نے عمرے اس واسطے میں کہ ایک عمرہ توجہ کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اس عمرے کی قضا ہے جو قرآن میں تھا **ص** اور جب احصاء کا حکم تھا اور مکہ بنوا سکھ دی اور حج کا پانا توجہ کے اور اگر دونوں ملنا ممکن نہ ہو تو شلاچ ملنا ممکن ہو اور قربانی ملنا ممکن نہ ہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہ ہو تو جابزہ ذبح کے واسطے کہ حلال ہو جاوے اور ای جگہ یا جابجا ہو اور جو شخص قوت اور طواف کے میں دونوں سے منع کیا گیا تو احصاء کا ثبوت ہے اور اگر ایک سے ابن دونوں میں سے روکا گیا تو احصاء کا ثبوت نہیں اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور اسکا حج ادا ہو جاوے گا اگر عجز اسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج میں اسکی طرف سے **ف** اس واسطے کہ ایک عمرے سے اس سوال میں تحقیق فرض کیا اس نے حج اپنے بندوں پر یا اپنے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہیں شہر سکنا سواری پر کیا حج کروں میں اس سے فرمایا اپنے باپ کو اسکا

بخاری سلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کو اسطے سے کہ **عَنْ أَبِيكَ وَأَخِي** یعنی حج کر تو اپنے باپ اور بھائی کو روایت کیا اسکو
 ابو داؤد سنائی ترمذی صحیح کیا اسکو اور واروی یہ بہت حدیثوں میں **ص** اور اگر کسی کو دو شخصوں کے حکم حج کا دینا اپنی طرف سے
 اور خرچ دیا اور دونوں نے اور حج کیا اسنے دونوں کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا مال دنیا پر لگاؤ
 نہیں جائز ہوگا اسکو کہ اسے اوس حج کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہے اپنے ماں باپ تو بہت ہی اسکو کہ اسے اس حج
 باپ یا ماں کی طرف سے اور جو کسی نے ایک شخص کو حکم دیا حج کیا اور اسکو احصار ہو تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہی اور دم قرآن
 جنابت کا حج کرنے والے پر یعنی اگر کسی نے حکم دیا کہ میری طرف سے قرآن کرنا تو دم قرآن کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہوگا
 اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل قنوت عرفات کے تو باطل بواج اوسکا سودینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جس نے حکم کیا تھا اسکو حج کا اور
 اگر بعد قنوت جماع کیا تو نہ لازم آویگا اسکو مجبورینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہو گیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
 حج کر دینا اور لوگوں نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اسکو دیدیا اور دراستے میں مر گیا تو خرچ دیکے
 مال باقی رہا تو اسے ثلث میں سے چھ کر لیا باو گیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک مال کے ثلث سے حج کر لیا جاوے گا اور نزدیک امام محمد کے
 اگر اوس مال میں سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی حج کر لیا جاوے گا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت و کسی اور پر
 چاہے اونٹ کی ہو اور چاہے بکری ہو یا گائے اور ادنی درجہ یہ کہ بکری ہو **ف** اور یہ کہ میں یہ کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ہے لیکن پانچمین گیارہ روایت کیا شافعی نے عطاء سے کہ انھوں نے ادنی درجہ دم کا حج میں بکری ہو یا ایسا ہی کہ حضرت ابی
 نے مروی ہے صحیح بخاری میں **ص** اور نہیں واجب ہو لیجانا اسکا عرفات میں اور بدی میں اوس قسم کا جانور جتنا نہ ہو عیسا
 دن خر کے قربانی میں جائز ہو تا ہی اور جو اس میں جائز نہیں اس میں بھی جائز نہیں **ف** استثنا اونٹ اور گائے میں حج قربانی کے
 لیے ہوسات آدمی ان کا شریعت نادرست ہو تو او میں بھی درست ہو اور اسی طرح نہایت بلی جو قربانی کی جگہ تھانہ جسکے یا انہی
 یا انگڑی یا کان کئی ہونی چاہی ہی درست نہیں اور نہ اگر کھانے میں کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز نہ بکری ہر جنہ میں مگر جب
 طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطن کی بعد وقوف کے تو ان وقوف و رتوں میں بدن یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہے
 اور جو بدی نفل ہو اس میں کھایا تو متع اور قرآن کی بھی ہر سے کھا دے اور وہ مالکے اور کسی میں کھا دے **ف** حدیث بنا
 میں یہ کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہی اور متع اور قرآن کی ہر سے اور وہ مالکے میں مثلاً احصار کی ہو یا جنابت کی بد
 میں سے کھا دے اور متع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں **ص** اور متع
 اور قرآن کی ہو ہی دن خر کے ذبح کرے اور باقی جس دن چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ حرم ہو **ف** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سارا عرفہ موقف ہی اور سارا منی قربانی کی جگہ ہی اور جتنے کو چے کے میں سب قربانی کی جگہ میں روایت کیا اسکو ابو داؤد
 اور ابن ماجہ نے حدیث بتائی **ص** اور صدقہ دینا قربانی میں حرم کے فقیروں کو اور جسکو چاہے فقیروں میں سے مرست ہو اور صدقہ
 میں دیکو اسکی جمیل اور کلیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت میں اسکو اور نہ سوار سپہی پر گرو واسطے ضرورت کے اور نہ خالے
 اسکا دودھ اور سو قنوت کرے دودھ کو اس طرح کہ پستان کو اس کے سر دپانی سے دھو **ف** اور یہ جب کہ قربانی اسکی
 قریب ہو تو لیکن جب تک کہ اسکا قریب ہو تو اسکا دودھ خال کے صدقہ دیکو تاکہ ہر کو ضرر نہ ہو اور روایت کیا جماعت نے

۱۰
 اس واسطے کہ
 بیعت خفا جائز ہے
 اس واسطے کہ اگر
 کہ بیعت خفا صحیح ہے
 اور اس سے حج کو بدل دینا
 تو نفقہ اسکا دینا
 لازم ہوگا
 منہ منطوق

تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجھ کو جسے البتہ میں نہ رہتا مگر تجھ میں اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سید پر گھر سے ہوئے اور فرمایا واللہ انک لکنک ارض اللہ و احب ارض اللہ و کوکبا الی اخر حجت منک ماخر حجت یعنی تو بہتر ہوسکی زمین بھر میں اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ میں البتہ نہ نکلتا میں مروی ہے یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں اور فرمایا اپنے دن سے کہ شریف کے ان ہذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض فهو حرام ثم حرمہ اللہ الی یوم القیمۃ فاما لہ لم یحل القتال فیہ لاحد قبلہ ولا یحل لی الا ساعۃ من ثنائہا فهو حرام ثم حرمہ اللہ الی یوم القیمۃ لہ یقصد شوکہ ولا یغتر صیدہ ولا یلقط لقطۃ الا من عرفہا ولا یختل خلافا فقال العباس یارسول اللہ الا اذخر فاما لہ لقیتم ولبیتم فہم فقال الا اذخر یعنی یہ شہر حرمت کی اوسکی اللہ تعالیٰ نے جس دن پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہوسکی حرمت دن قیامت کی اور زمین حلال ہوا اوسمیں قتل کرنا کسیکو میرے پہلے سوا میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھڑن میں درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا اوسکی حرمت دن قیامت تک توڑے کاٹا اوسکا اور نہ بھگتے وہاں کے صید کو اور نہ وہاں کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہنچو لٹا ورنہ وہاں کی گھاس کھا حضرت عباسؓ نے اسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذخر کو یعنی اذخر جو گھاس ہے وہاں کی اوسکو لیا کر رہ کر نہ کو وہ سدا گتے ہاں سدا اور اپنے گھروں میں صرف کرتے ہر ج فرمایا اپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری سلم نے اور روایت ہے عیاش بن ابی ربیع مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی بات ساتھ بہتری جب تک غلط اور حرمت نہ کعبہ کی کہ گئے جو حق اوسکی تعظیم کا ہے تو جہت بانیع کرینگے اس تعظیم کو ہاں کو جاونگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ اور ترمذی نے ان کا کعبہ بنانا نجات ہے یہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ میں ایک ناز بارہ لاکھ تھار اور دینہ منور کی سبز چوٹی میں ایک ناز بارہ سو چار سو لڑا شکر اللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان میں

زید کی ہر کشائخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل استحبات میں ہے ہاں ورنہ سنا سنا فارسی اور شرح مختار میں ہے کہ زیارت واجب ہے بحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات میں ہے ہر روایت کیا دارقطنی اور دیگر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من ذار قبری وجبت لہ شفاعتی جسے زیارت کی میری قبر کی واجب ہے اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کیا دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من سجد و ذار قبری بعدہ کوئی کان کس کے ذار فی حیاتی یعنی جسے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سوگو یاد اوسنے زیارت کی میری زندگی میں سبحان اللہ جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات میں زیارت کی تو کوں با مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجہ سے محروم اور خائب ہوگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہوگا اور حج اگر فرض ہو تو ادلی یہ ہے کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاکے اور اگر حج نفل ہے تو اختیار ہے سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی سجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اس واسطے کہ یہ سجد اون سجدوں میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے حق میں لا تشد الرجال الا الی ثلاثہ مساجد مسجد الحرام و مسجد نبی ہذا و المسجد الاقصی یعنی یہاں جاوین کجاوے مگر تین سجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اہل بیت

مطلب آپ کا یہ ہے کہ مسجدوں کی زیارت کی واسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہیں مگر ان تین سجدوں کی طرف اور حج
 یعنی اس حدیث کے معنی بیان کیے بھی صحیح ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے واکہ اولیٰ
 عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ نَحْزِرُ بِذَلِكَ تَيْقُؤُا لِيُزَيَّرَ قَبْرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَوَّلِيَّ زِيَارَةٍ يَكُونُ بِهَا حُجْرٌ كَرَسٍ
 نِيَّتُ كَوَاسِطَةٍ زِيَارَتِ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا آتَى فِي ذَلِكِ زِيَادَةُ تَقْوِيَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَعْنِي بِهِنَّ زِيَادَةُ تَعْلِيمٍ بِهَا وَاسِطَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَوْجَبَ لَوْ كُنْتُ فِي نِيَّتِكَ لَيْسَ بِهِنَّ كَوَاسِطَةٍ
 كَمَا جَاءَ فِي كَثِيرٍ مِمَّنْ زِيَارَتِ كَوَاسِطَةٍ مَكَانِ سَجْدَةٍ وَهُوَ مَعْنَى اس حدیث کے مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا
 منافی ہے اس کے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور او میں ہے کہ نہ سفر کیا جاوے و نہ کسی مسجد کے مگر ان تین سجدوں
 کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا کذا اسناد میں اس کی شہر بن حوشب ہماروہ راوی ضعیف ہے اور وہ کہتا ہے
 اس حدیث میں توجو اب و سکا یہ ہے کہ جس وقت توشیح ثابت کر دیوں ہم شہر کی توجہ و ہم کی او کی طرف غیر مقبول ہے اور کلام ہادی
 اور اصول حدیث میں ثابت ہے کہ زیادتی نقصان کی مقبول ہے لیکن توشیح شہر بن حوشب کی معلوم کیا جا چکے کہ نہیں ضعیف کیا کہ
 مگر ابن عساکر اور سلم نے اور توشیح کی اس کی احمد بن حنبل اور عیسیٰ بن عیین اور بہت لوگوں نے قَالَ أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَدِيثَهُ وَثِقَهُ
 هُوَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَجَلِيُّ هُوَ تَابِعِي ثِقَةٌ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتِيمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ
 ابْنُ أَبِي خَتِيمَةَ عَنْ هَذَا وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ الْقُرْمِذِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْبُخَارِيُّ شَهْرٌ خَسَنٌ
 الْحَدِيثُ وَفِيهِ أَمْسٌ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَدُوٍّ عَنْ هِرَاسٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي رَيْثَبٍ عَنْ شَهْرٍ وَقَالَ
 يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ شَهْرٌ ثِقَةٌ أَوْ كَمَا صَاحِبُ مَجْمَعِ شَهْرٍ رَزَى عَنْهُ النَّاسُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَأَهْلِ
 الشَّامِ وَكَهْ وَثِقٌ عَلَيْهِ كَذِبٌ مِمَّنْ شَرَّ رَوَاتِهِ كُوفَةُ أَوْ بَصْرَةُ أَوْ بَصْرَةُ أَوْ بَصْرَةُ أَوْ بَصْرَةُ أَوْ بَصْرَةُ أَوْ بَصْرَةُ
 کسی طرح توجہ ناچا جس کے کلام متقدم کا ہر شہر بن حوشب میں اور ستانہ میں کلام سن لیا انہم کہ امام نووی کی شرح صحیح مسلم
 بَلْ وَثِقَهُ كَثِيرُونَ مِنْ كِبَارِ أَيْمَةِ السَّلَفِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتِيمَةَ أَكَلَامُهُمْ هِيَ كَلَامُ الْأَيْمَةِ عَلَى الثَّنَاءِ عَلَيْهِ
 اور کما عفا بن حجر نے شہر صدوق اور کما شیخ ابن الہمام فتح القدر حاشیہ ہادی میں وَاللَّحْمِيُّ فِي رِجَالِهِ وَثِقَةٌ وَثِقَةٌ
 أَبُو زُرْعَةَ وَأَحْمَدُ وَيَحْيَى وَالْحَجَلِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ وَسَنَانُ بْنُ سُرَيْجَةَ تَوْجِبَ شَرُّهُمَا إِمَامَ أَحْمَدَ
 یہی ہیں اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی ختیمہ اور ابو زرہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب و صاحب بن محمد و سنان بن یحییٰ
 اس قدر لوگ اس حدیث سے توشیح کر رہے تو ہر ضعف بیان کرنا اس کا بسبب بضعف مسلم اور ابن عساکر کے باوجود کہ جرح کیا ہو
 ان دونوں نے اس کی بضعف سے اور نہ قبول کرنا اس کی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کی ہو لوگوں نے کہ شہر بن حوشب
 تحصیل بیت المال سے جہرالی تو کما نووی قد حمله العلماء علی تحقیق حدیث یعنی حل کیا اس کو علماء نے محل صحیح راوی
 وہ جو طعن کرتے ہیں کہ شہر نے سفر حج میں اپنے رفیق کی رسی چرالی غلط ہے اور کذب ہے کما نووی غیر مقبول عند تحقیقین
 یعنی طعن غیر مقبول ہے نزدیک تحقیقین اور بعد اس کے جب علماء سلف سے توشیح اس کی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر
 اور امام نووی قائل اس کی صحت کے ہیں زیادتی اس کی اس حدیث میں بلاشبہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کریں تو بھی صحیح حدیث

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اوسکے وافق لیے جاتے ہیں بہر حال ترجیح اسی مذہب کو جسکو ہم نے ذکر کیا اور دوسرے کو کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اوسکو شیخ ابن العمامہ کا نقل حَاجَةُ لَا تَزِيدُكَ فِي صِرَاحٍ دَالٍ بِرَأْسِ
 بات پر کہ مراد حدیث مذکور میں خبر مساجد کا ہی اور جب جاؤ واسطے زیارت کو کثرت سے جیسے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب یہ شریف کے قریب پونچھو غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہو
 اور اچھکے پڑے اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہی اور وہ جو لوگ جنت کے قریب پہنچتے ہیں تو سوار سہی اتر کے پیدل
 مدینہ شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن العمامہ کہ فعل اچھا ہی کہنا انھوں نے کُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِحْكَامِ كَانِ
 حَسَنًا یعنی جو فعل ادب کا ہو تو وہ اچھا ہی اور جب مدینہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھیں سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ اَدْنٰى حَيْثُ مَدَّ يَدَيْهِ
 وَآخِرُ حَيِّ حَسْبُ صَدِّقِ اللَّهِ اَفْخَرُ لِي اَبُو اَبٍ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ زِيَارَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي يَا خَيْرَ مُسْئِلٍ اور چاہیے کہ
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل میں خیال کرے تاجاں کے یہ
 وہ شہر جو حسین ہمارے دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہو اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اتری ہو اور یہ جگہ دوسری
 ایمان اور احکام کی کہما حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنے شہر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر مدینہ کہ یہ فتح ہوئی رحمت سے آئے اور قرآن
 اور تعجب ہو کہ مدینہ شریف میں جو اسکو پہلے ہوا اسلئے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب اچھا ایک شخص نے کیوں نہیں سوار ہوا تو آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ روندون ایک چارپائے کے گھر سے اوس معنی کو حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 جب سجدہ نبوی میں داخل ہوا ہونا یہ پہلے سجدہ میں کہے اور اندر جاؤ اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْتِرْ لِيْ اَبُو اَبٍ
 رَحْمَتِكَ اور سجدہ میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہوو مگر باب جبریل سے جانا بہتر ہو اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْتِرْ لِيْ اَبُو اَبٍ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
 الْيَوْمَ مِنْ اَوْجِهٍ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَابْخَرَ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغَىٰ مَرْضَاتِكَ
 پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ستون منبر کا دلہنے کندھے کے برابر پہلے سنانے عراج کے دو گانہ تحیۃ المسجید کا اگر
 اور یہ مقام موقف ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہو روضہ اطہر میں اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پونچھ چکر آئے
 قبر شریف پاس اور نہ نہ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور بیٹھ کر اس طرف قبلہ کے اور وہ جو فقیر بوالایت سے مروی ہے کہ کھڑا ہوو نہ نہ کر
 طرف قبلہ کے صبح نہیں ہو کیونکہ روایت کیا ابو حنیفہ نے سند میں عرض ہے کہ کما انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ آئے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلہ کی طرف سے او بیٹھ کر اپنے قبلہ کی طرف ہر کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ
 وبک گانہ پھر کہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلقی اللہ السلام علیک
 یا خیرۃ اللہ من جمیع خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام
 علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ
 وَاَنْتَ عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ

وَكشفت الغمة فجزاؤ الله الخیر اجزاؤ الله عنا أفضل ما كان لا یكفیاء عن امتہ اللهم اعط سیدنا محمد عبدك ورسولك الوسيلة والفضيلة والشرف والدرجة العالية الرفیعة وابعثه المقام المحمود الذي وعدته وانزله المنزل المقرَّب عندك سبحانك انك ذو الفضل العظیم اورا
 اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کو بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوس جگہ جس خاتمہ اور نعمت کو مانگے پھر انکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے یارسول الله استبلك الشفاعة واتوسل بك الى الله في ان امورنا مسلمنا على ميثقتك وسنتك اور جو دعائیں طلبِ رحمت اور محبت کی ہوں ان کو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں اور میرے حاضر ہیں اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب و تہذیب اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو ذر کے ساتھ حضرت علیہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونچھا ہوا کہ جو شخص وفات کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس کی ت کو لکے الله وملائكته يصلون على النبي اور پھر کہے صلى الله عليك وسلم يا محمد ستر بار تو نذر کر گیا اوس کو ایک فرشتہ صلى الله عليك يا فلان یعنی رحمت بھیجی اس نے اور پھر اس کی دعا کو لکھا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوس کو کہا ہوا کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پونچھا دینا تو اوس کا سلام پونچھا کہ اوس کے السلام یارسول الله من فلان بن فلان اور فلان بن فلان کی جگہ اوس کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھو یا اس طرح کہے فلان بن فلان یسلم عليك یارسول الله اور حضرت عمر بن عبدالغفر نے روایت کرتے تھے لوگوں کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونچھا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جو کو رحمت نہوسکے ان سب باتوں کی توفیق طاعت کے بھالو پھر ایک ماتمہ داہنی طرف ہر شکر سنانے کے شریف حضرت ابو بکر صدیق کے ہو کر کہے السلام عليك يا خليفة رسول الله وثاينيه في الغار ابا بكر الصدق حي حيا الله عن امته محمد بن عبد الله عليه وسلم خيرا پھر اسی طرح ایک ماتمہ اور ہر شکر حضرت عمر فاروق کے کہنے ہو کر کہ السلام عليك يا امير المؤمنين عمر الفاروق في الذي اعن الله به الاسلام جزاؤ الله عن امته محمد خيرا پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سہا اگر دماغ لگے اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کو واسطے اور حبیبہ رضو است کی ہو اور اپنے دوست کے لیا اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آئیں گے اور درود اور سلام اور حضور کے کہا ہے کہ پھر سر پہانے صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہیں روایت کیا ابو داؤد نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہؓ پاس اور کہا اے ابان کہو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمرؓ کی سو کہو لین انھوں نے میرے لیے توفیق نہ سو دیکھا میں نے کہو قبرین بلند ہیں اور نہ زمین علی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوس کو اور زیادہ کہا کہ کجا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لگے اور حضرت ابو بکر کو کہ سوا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت برابر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور صحیح کیا اوس کو حاکم نے اور جبار بن عوزیارت سے تو آئے روضہ میں اور نبیؐ درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت کر وہ ہوا حدیث صحیح میں آیا ہے ما بین یکتی ومن ثلثی روضہ ومن ثلثی یا ضی الجنتہ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغچہ پر باغون جنبت اور ایک عداوت میں جو مکین قدیمی ومن ثلثی

۱۱۵	۱۶	الْفَقْمُ	الْفَقْمُ	۲۲	۱۳۶	زَمَنٌ	زَمَنٌ	۱۹	۱۸۱	ثَمَنٌ	ثَمَنٌ	۲۳۳	۱۱	الطَّيْبُ	الطَّيْبُ
۱۱۶	۷	ابنِ مَجَزٍ	ابنِ مَجَزٍ	۱۷	۱۳۷	بنِ العَرِزِ	بنِ العَرِزِ	۱۰	۱۸۸	عَشْرِي	عَشْرِي	۲۳۷	۲۳	تَيْنِ	تَيْنِ
۸	۸	هَشِيمٌ	هَشِيمٌ	۱۸	۱۳۸	مَيْسِي	مَيْسِي	۱۶	۱۸۹	هَوَا	هَوَا	۲۳۸	۲۱	كِرَاةٌ	كِرَاةٌ
۱۱۷	۳	تَهَارَكُ	تَهَارَكُ	۲۵	۱۳۹	ثَمِي	يَعْنِي	۱	۱۸۸	مُجَلَّجٌ	مُجَلَّجٌ	۲۳۹	۵	الْحَرْدِي	الْحَرْدِي
۹	۹	زَلَنِي	زَلَنِي	۱۷	۱۴۰	يَقِيمُ	يَقِيمُ	۷	۱۸۹	الْمُهَالِ	الْمُهَالِ	۲۴۰	۹	مَزْدَلَه	مَزْدَلَه
۱۲۱	۲	كُوْدَسِي	كُوْدَسِي	۶	۱۴۱	عَبَادُ	عَبَادُ	۳	۱۹۰	رَبَاحٌ	رَبَاحٌ	۲۴۱	۱۵	الشَّلِي	الشَّلِي
۱۲۷	۲۲	مُجَلَّجٌ	مُجَلَّجٌ	۲۲	۱۴۲	زَوْرَا	زَوْرَا	۷	۱۹۱	مَهْرَانٌ	مَهْرَانٌ	۲۴۲	۱	زَدِي	زَدِي
۱۳۲	۸	سَدِ	سَدِ	۵	۱۴۳	مُقْسِمٌ	مُقْسِمٌ	۹	۱۹۲	حَدِيقَةٌ	حَدِيقَةٌ	۲۴۳	۹	فَوْطُومٌ	فَوْطُومٌ
۹	۹	عَبْدَالله	عَبْدَالله	۲۶	۱۴۴	عُمُوْمِي	عُمُوْمِي	۱۸	۱۹۳	الْمَكَاتِبُ	الْمَكَاتِبُ	۲۴۴	۲۶	تَرْوِجٌ	تَرْوِجٌ
۱۸	۱۸	تَيْنٌ	تَيْنٌ	۱	۱۴۵	طَبِيعَةٌ	طَبِيعَةٌ	۲۶	۱۹۴	يَاذِي	يَاذِي	۲۴۵	۹	خَصِيفٌ	خَصِيفٌ
۱۳۳	۸	الْجَدُّ	الْجَدُّ	۲	۱۴۶	الزَّهْرِي	الزَّهْرِي	۱۳	۱۹۵	نَضْرُ	نَضْرُ	۲۴۶	۱۳	جِرَالِي	جِرَالِي
۱۳	۱۳	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۱۱	۲۰۰	هَوْدٌ	هَوْدٌ	۲۴۷	۲۷	قَرِيبٌ	قَرِيبٌ
۲۶	۲۶	ابنِ شَيْبَةَ	ابنِ شَيْبَةَ	۷	۷	طَبِيعَةٌ	طَبِيعَةٌ	۱۳	۲۰۱	مُعِينٌ	مُعِينٌ	۲۴۸	۲۲	خَذَفْنَا	خَذَفْنَا
۱۳۴	۷	حَدِيثٌ	حَدِيثٌ	۵	۱۴۷	مُعِينٌ	مُعِينٌ	۲۳	۲۰۲	أَيُّ	أَيُّ	۲۴۹	۱۲	الْعَلِي	الْعَلِي
۱۹	۱۹	قَتِيبَةٌ	قَتِيبَةٌ	۱۲	۱۴۸	عُمَارَةٌ	عُمَارَةٌ	۱۷	۲۰۳	بَابُ	بَابُ	۲۵۰	۱۷	رُوي	رُوي
۱۷	۱۷	تَوَكَّاهُ	تَوَكَّاهُ	۲۷	۱۴۹	أَرْدِي	أَرْدِي	۲۷	۲۰۴	أَرْدِي	أَرْدِي	۲۵۱	۱۸	الْأَيْمَةُ	الْأَيْمَةُ
۲۳۷	۲۳۷	إِلَى سَلَمَانَ	إِلَى سَلَمَانَ	۱۷	۱۵۰	يَهِي	يَهِي	۷	۲۰۵	يَهِي	يَهِي	۲۵۲	۲	تَعْلَاهُ	تَعْلَاهُ
۱۳۱	۱۲	إِلَى الْبَحْرِي	إِلَى الْبَحْرِي	۱۱	۱۵۱	كَذَرَا	كَذَرَا	۷	۲۰۶	إِلَى الْبَحْرِي	إِلَى الْبَحْرِي	۲۵۳	۲۲	عَرَسَ	عَرَسَ
۱۳۲	۱۲	سَنَ	سَنَ	۹	۱۵۲	مُفَضَّلٌ	مُفَضَّلٌ	۱۶	۲۰۷	عَرُوبٌ	عَرُوبٌ	۲۵۴	۲۶	وَجَدَهُ	وَجَدَهُ
۱۳۳	۱۰	شَلَا	شَلَا	۲۵	۱۵۳	لَشْكُرِي	لَشْكُرِي	۳	۲۰۸	لَا تُحْجَنُ	لَا تُحْجَنُ	۲۵۵	۱۷	أَمَّةٌ	أَمَّةٌ
۱۹	۱۹	مَسَائِدُ	مَسَائِدُ	۱۰	۱۵۴	خَافِلٌ	خَافِلٌ	۷	۲۰۹	كَرْتَبْنِي	كَرْتَبْنِي	۲۵۶	۵	الْفَرْقِدُ	الْفَرْقِدُ
۱۳۴	۲۰	صَلَوَاهُمَا	صَلَوَاهُمَا	۲۲	۱۵۵	اِغْتِيَارِي	اِغْتِيَارِي	۷	۲۱۰	هَوْتِي	هَوْتِي	۲۵۷	۸	مَطْعُونٌ	مَطْعُونٌ
۷	۷	طَرْدُكُمْ	طَرْدُكُمْ	۱۹	۱۵۶	تَوَجَّاهُ	تَوَجَّاهُ	۲۰	۲۱۱	شَرِيفٌ	شَرِيفٌ	۲۵۸	۱۳	نَيْبِكَ	نَيْبِكَ
۱۳۵	۷	طَبِيَانٌ	طَبِيَانٌ	۱۱	۱۵۷	جَمِجْجٌ	جَمِجْجٌ	۲۱	۲۱۲	كُ	كُ	۲۵۹	۷	مُسْتَحْدَاةٌ	مُسْتَحْدَاةٌ
۱۳۶	۶	عَابِرٌ	عَابِرٌ	۱۳	۱۵۸	يَطْلُبُ	يَطْلُبُ	۷	۲۱۳	أَوْرُلٌ	أَوْرُلٌ	۲۶۰	۷	حَرَمَةٌ	حَرَمَةٌ
۹	۹	يُذَكِّرُونَ	يُذَكِّرُونَ	۲۶	۱۵۹	يَهِي	يَهِي	۱۸	۲۱۴	مُغْزَمٌ	مُغْزَمٌ	۲۶۱	۲۲	وَلَقِي	وَلَقِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و ثناء مولیٰ مجتبیٰ بندہ عاجز کترین جانیان سید الزمان بانی مطبع سبحانی لکھنوی ولد مولوی نور محمد ملتانی مرحوم
 ہزاران عجز و نیاز بعد اس کے تحفہ سلام خدمت عالمان باغ و تمکین و بزرگان باصدق یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ میں
 بنحوئے مضمون فیض مشحون آیہ شریف و امکا بمعنہ در ثبات فحدث شدہ احوال پر خور دار نور الابصار و حید الزمان مولف
 کتاب کا امید امداد دعا و رحمت کریمانہ کے عرض گزار ہے کہ ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے رخوردار مرحوم کو مولوی سے بیکار غریب
 تحصیل علوم عطا فرمائی بارہویں برس تک تحصیل کتب و نسخہ کے شرح و تالیف عربی پڑھنا شروع کیا اور براہ ذہانت طبع جس قدر
 پڑھا ترجمہ و سکا و زمرہ زبان اردو میں لکھ کر مرتب کیا بعض حکما کی پرست او سکود لکھ کر ہدایت و ارشاد فرمایا کہ یہ مجھے مثل اور
 رسائل اردو عام فہم ہی مفید خواص البتہ اگر مسئلہ اس کتاب کا مدلل با حدیث و اسناد مستبرہ ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو
 مطلوب بلکہ اکثر علیٰ عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب مرغوب ہوتا ہر چند کہ اس ایام میں غیبت عاجزین بوجہ تلف ہو جانے
 چھاپہ خانہ ذاتی اور تمام جائداد کثیر و تجارت اور ہزار کتاب اقسام مختلف چھاپہ و قلمی کے صدقات کثیر اور سچم الام سے زندگی
 عیال و اطفال اس حقیر کی دشوار تھی لیکن توجہ دلی اوستادان شفیق سے حق تعالیٰ نے موسیٰ الیکو یہ توفیق عطا فرمائی کہ چند برس
 میں اکثر کتب احادیث شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا بندہ ۱۷ برس کی عمر میں شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ ۸۳ھ میں
 میں حسب الطلب اس عاجز کے تبرک و طریح دیا ر شہر حیدر آباد دکن میں آکر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ بوجہ نیم سو گت ضرورت کے
 تکمیل کتاب میں توقف رہا من بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدر کا جناب مولانا مقتدا سیدی میر اشرف علی صاحب ام فیوضہم نے
 عنایت فرمایا کہ باعث تکمیل کتاب ہوا اور سب چھپنے اور وراج پانے لگا یہ ہوا کہ جب سے بوجہ عنایت مقتدا عدالت سرکار فیض آثار
 نواب علی القاب فلک اقتدار مختار الملک بہا در ادا ملہ اقبالہم سے بخوردار مذکور زمرہ ملازمین میں شامل ہوا چھپنا
 اس کتاب کا جمیع حوائج ضروریہ انسانی پر مقدم جان کر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے پانچ سو نسخے مطبع عالی نظامی واقع کانپور
 چھپوا کر ہدیہ جا بجا ملکوں میں واسطے ملا حظہ بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعہ ڈاک روانہ کیے توقع رحمت
 بزرگانہ سے یہی کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آئے اصلاح دیکر اطلاع فرماوین اور حسبہ تہ توجہ دلی سے امداد فرماوین
 کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت سامان تکمیل بقیہ مینوں جلد و شرح و تالیف اور ترویج کتب دینیہ کا بے نیل آ
 اخروی بوسیلہ ہم عالیہ بندگان فیض رسان اپنے کے عطا فرمائے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پر عنایت ہو
 کہ ر شہر حیدر آباد دکن قریب میٹھی میر عالم مرحوم متصل مکان مر شہسوار بیگم تعلیقہ ار سید زرد و حید الزمان و جہان
 وَ بِاللّٰهِ التَّوْقِیُّ عَلَیْہِ التَّکْلَافُ

قطعه تاریخ از نتایج افکار خواص محرمی که تا بمیدان سخندان مجسمه خلاق حمید طلائع قنبر صاحب زکی صاحب تصنیف بنی ابوامر الله فیهم

حق آگاه علم و عمل دستگاه بزرگمته جوهر قطره در تقدس باین غفوان شب مگر حمید آباد هر باغ خلد دلین اوج دین جز در حساب علم من عجب محبوب برادر علی خداوند یار و دیوان آ سکندر نے پایا اسطو وزیر یحسن توجه رئیسوں کا ہر لکھی بدوسن میری نادکتاب یہ دفتر ہی آیات و اخبار کا بجای اگر اہل دل اہل ہوش	فرید زمانہ وحید الزمان زہی جوش دریا طبع روان تخت طابین لہو سیکران کہ بین جبین ایسے گل خیران تعلی اسلام ہی بلبل گمان تو وصل نبی و علی ہی عیان کہ شہرہ نظم تا آسمان مگر حکم و حکمت ہوا بگویمان نہو کثرت علم کیونکر بیان کھلے جس سے ابواب ترنمان ہدایت کے لئے ہیں پروشن بنائیں اس آیت کو خیر جان کھلی بیتاب زہری بھی نشان	نمائندہ شان لقص حدیث تجہ خدا داد خلقی کمال اطاعت گزار و عبادت شعلا نہیں اس جگہ کو سنا علم فن وہی ولایت بھی مصمم ہی الہی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم روشن ضمیر یہ ہیں جہلا رکمان ہیں یک نام ہو اہی اسی قدر اتنی پس بھلا کس سے ہوا حق قایم کی طرح ہوئی ہو کے مطبوع مطبوع خلق زہری کھلے تاریخ تمام طبع کہ شرح وقایہ زہندی زبان	بلاغت کلام و فصاحت بیان مقالات شرعی ہمہ ہر زبان محسن عمل کامل الاستحسان یہی شہر ہی فخر ہند و ستان ملا عصمت انبیا کائنات ان یہ والی رہے تا قیام جهان رعیت پناہ و عدالت نشان ہر اک مستند ہی ہر اک راز دان وحید الزمان بھی حید الزمان یہ جل محمود و پور یہ اردو زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح وقایہ ہر مان ۱۲۸۶
--	--	--	---

قطعه تاریخ از نتایج فکر شاعر کیتا و مؤرخ بے ہمتا جناب محمد عبد الکریم صاحب المختصن ابوالاسمنشی عدالت خاصہ کا عالی
خلف الصدق مولانا محمد حمیدی صاحب تصنیف ترجمہ فیصلہ جلال الدین و کیمیای سعادت ابن محمد عارف الدین خان مرحوم المختصن برونی

وحید الزمان میں یکہ ممت از فروغ برق سے چالاک تر زمین کتا بیفہ ہی شرح وقایہ صنائع سے بھر ہیں سار فرائد	وہ علم فضل کے ہیں اللہ بخش طبیعت افلاکی نور افشان قمر بخش سائل جسکے ہیں جن ستم بخش ہر اک سطر اسکی ہویت بخش لکھا والا نے سال اس ترجمہ کا	مسیح از ان میں اولی والد وہ میں حقائق سے ہیں بہرست کیا ہی ترجمہ ہندی میں اسکا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو انور الہدایہ خوب گلشن	نہ فاضل السیاح لکھی ہی ہر بخش وہ صاحب کعبارت ہیں خوش فصاحت جسکی چون داو آتش نہ ذہن مبتدی ہو و مشوش
--	---	---	---

قطعه تاریخ از فرید الزمان برادر خرد مولوی وحید الزمان

بعد میر محبوب علی شاہ باخلاق نکلوز عدل احسان جہان شادان جہنم انکس بفضل حق شود مستبول عالم	کہ در طفلی خدا داد و شرف لایت دل غمدید گناہ زور رعایت خدا داد در برد و اتم عنایت خالق را از و گرد و ہدایت گو شرم گفت بافت از لطف	عجب یوان و مختار ملکست چنان افرو قد عالم انرا وحید عصر و کیتاے زمانہ چو طبع شریف یافت انجام پذیرفت شود لطفہ آن نور الہدایت ۱۲۵۶	ہنر و خلق پروردار دایت کہ نیک شید و ذیل حمایت نوشته شرح درس ہدایت بقلم فکر مار شمس مہر دایت
--	--	--	--

مکتبہ دارالعلوم

چھپی یہ کتاب ایسی تسلیم ہو
یہ ایسی چھپے گی نہ ایسی چھپی

مکتبہ دارالعلوم

یہ شرح وقایہ پنجابی چھپی
۱۲۱۵ھ

لکھنؤ کی اسکے تاریخ تم

بالعنی
اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ستم
بھی حبسری گورنمنٹ میں داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عا جڑ کے
قصہ چھپانے کا نکرے

جو نام نہ اچھے فیض ہو

وہ اردو کی شرح وقایہ چھپی

مکتبہ دارالعلوم

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ اچھا بہا چشمہ فیض ہو
۱۲۱۵ھ

ایضاً تسلیم

